لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّٰهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے،
اور خدا سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (النساء)

خطباتِ حبان

برائے دخترانِ اسلام

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت رح پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت رح جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

﴿جلد نہم﴾

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطبات حبان (برائے دختران اسلام) (جلد نہم)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا فہیم الدین قاسمی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
1	انتساب	10
2	اظہار فاطمی	11
3	حیات صدیق رضی اللہ عنہ کے چند درخشاں پہلو	15
	بری چیزوں سے اجتناب	16
	محتاجوں کی خبر گیری	17
	عزم وحوصلہ	18
	جرأت ایمانی	19

	صبر واستقامت	19
	راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ	20
4	تیری زندگی نہایت مختصر	22
	آخرت کا خوف	23
	ایثار کا اعلیٰ نمونہ	24
	میں نے تجھے تین طلاق دے دی	25
	نرمی بھی اور سختی بھی اعلیٰ درجے کی	26
	ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کی محبت ذات نبوی سے	27
	ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ	28
	صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق نبوی	28
5	اللہ تعالیٰ سے بندہ کو محبت	30
	اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں	31
	ٹھہر جاؤ اسے مہلت دو	32
	اللہ تعالیٰ مانگنے سے کتنے خوش ہوتے ہیں	33
	اللہ تعالیٰ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں	34
	اللہ تعالیٰ بڑا با غیرت ہے	35
6	لباس آدمی کی زینت	36
	صحابیات کے عمل کو نمونہ بنائیں	37
	اسلامی لباس ہی میں عزت ہے	38
7	اہل بیت سے محبت ایمان کا جز ہے	40
	اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق	43

	اہل بیت سے محبت جزو ایمانی	44
	اہل بیت کا ایک حق یہ بھی	45
	اہل بیت کی قربانیاں	47
8	**تعصب ایک روحانی واخلاقی بیماری**	48
	تعصب برائیوں کی جڑ ہے	49
	اخلاق نبوی ﷺ	50
	تعصب اخلاص کے لئے رکاوٹ ہے	52
	مسلمانوں میں اتحاد کا فقدان	53
	دل کو تعصب سے پاک رکھیں	55
9	**لو اپنا اعمال نامہ پڑھ لو**	57
	ہر ایک نفسی نفسی کے عالم میں	59
	آخرت کی ہولناکی	60
10	**ایسے لوگ اب پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئے**	62
11	**زندگی کے لمحات کی قیمت**	68
	زیادہ وقت عبادت میں صرف کریں	69
	انسان کے دو بڑے دشمن	71
	مومن کو مایوس نہیں ہونا چاہئے	72
	عقلمند آدمی کون ہے	72
12	**اسلامی نصاب تعلیم میں ہدایت کے اسباب**	74
	ملک کو اسپین بنانے کی کوشش	76

	مدارس میں امن کا درس دیا جاتا ہے	77
	ازواج مطہرات کی زندگیاں خواتین کے لئے آئیڈیل	79
	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اوصاف وکمالات	81
	اہل بیت کے اصل مصداق	82
	ازواج مطہرات کی زندگیاں نمونہ عمل ہیں	84
	عفت وعصمت کی بلند پایہ خواتین	85
13	**دینی اور عصری علوم میں تفاوت**	87
	عصری درسگاہوں میں بھی دینی علوم ضروری	90
14	**دوران حج عورتوں کے چند اہم مسائل**	92
	پردے کا خیال رکھیں	93
	حرمین کی نماز میں عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑا ہونا	94
	عورت کے لئے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے	97
15	**مال کی محبت دین کی تباہی کا ذریعہ**	99
	بیویوں سے حسن سلوک	104
16	**دوران حج عورتوں کے مخصوص مسائل**	106
17	**دنیا پر یہودیت کا غلبہ**	111
	یہودی پروٹوکول کا انکشاف	113
	یہودی بڑی شاطر قوم ہے	114
18	**پڑوسی کے حقوق**	117
	پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک دخول جنت کا سبب	119
	ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کمال ایمان ہے	119

	پڑوسیوں کے چند حقوق	120
19	حلال غذا سے نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے	122
	کھانے میں احتیاط	123
	مشتبہ چیزوں سے بھی احتیاط ضروری	126
20	بچوں کی تربیت	128
	اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچائیں	129
	ابتداء ہی سے بچوں کی تربیت کریں	130
	دس سال کے بعد بچوں کا بستر الگ کریں	130
	ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں	131
	لڑکیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری	132
	عطیات میں برابری کریں	133
21	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات پر بچوں کی تربیت	135
	ہر چیز میں تقلید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کریں	138
22	طلبا وطالبات اخلاقی اور تعلیمی انحطاط میں مبتلا ہیں	140
	احساس کمتری صلاحیتوں کو لے ڈوبتی ہے	142
	دوسری وجہ	143
	تیسری وجہ	143
	چوتھی وجہ	144
	پانچویں وجہ	145
	چھٹی وجہ	145
	ساتویں وجہ	146

	آٹھویں وجہ	147
23	سالانہ تعطیل میں ہماری کارکردگی	149
	میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے	152
	عصری علوم کے ساتھ دین کی بنیادی چیزیں بھی ضروری	153
24	نوجوان نسل میں بڑھتی بے حیائی	154
	پردہ بے حیائی کے لئے سد باب ہے	157
25	علم قرآن وحدیث ہی کا ہے	160
	حضور ﷺ کی دعائیں	162
	علم اور عصری تعلیم میں فرق؟	163
26	علوم وفنون تحقیق وجستجو مسلمانوں کی متاع گمشدہ ہے	166
	یونیورسٹی سے متعلق تفصیلات	168
	تعلیمی میدان میں لڑکیاں لڑکوں سے آگے	169
	تعلیم کے ساتھ اعلیٰ تربیت کی بھی ضرورت	171
27	فسق وفجور سے آدمی کا ضمیر مردہ ہوتا ہے	173
	بدخواہی کا انجام	175
	نوجوانوں کی ذمہ داری	176
	فیصلہ کن جنگ	178
28	آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا	180
	خالق ارض وسما ہی میرا رب ہے	181
	بڑے بت سے پوچھ لو	182
	سخت امتحان	183

	لختِ جگر کی قربانی	184
	اللہ اپنے محبوب بندوں کو زیادہ آزماتا ہے	185
29	**صلہ رحمی کی فضیلت**	187
30	**اکیسویں صدی میں عورتوں کی حالت زار**	193
	محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی	195
	انسانیت کی ضرورت ہے	196
	ہندوازم میں عورت کی حیثیت	197
	عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید	199

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ خطبات حبان برائے دختران اسلام کی جلد نہم کا

انتساب اور ثواب

میری تینوں لختِ جگر اور نور نظر

عزیزہ ڈاکٹر امۃ المعیز المعروف فرزانہ افضل سلمہا (سابق صدر معلّمہ الحسنات الباقیات جانسٹھ)

اور عزیزم قاری محمد افضل ممتاز رحیمی سلمہٗ

عزیزہ ڈاکٹر قرۃ العین المعروف فاطمہ عثمان سلمہا (شاہ گنج دہلی)

اور عزیزم مولانا محمد عثمان قاسمی سلمہٗ

عزیزہ ڈاکٹر امۃ البریرہ المعروف فہمیدہ سفیان سلمہا (ریگل میڈیکل سینٹر دہلی)

اور عزیز ڈاکٹر محمد سفیان سلمہٗ کے نام معنون کرتا ہوں۔

جنہوں نے ہمیشہ اپنے والدین کے جذبات کا خیال رکھا اور آج بھی امت کی ہونہار بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے نہ صرف نیک خواہشات رکھتی ہیں بلکہ جب جب موقع ہاتھ آتا ہے عملی اقدام سے معاونت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین!

ایک مشفق باپ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاوَلی

دارالعلوم محمدیہ، خانقاہ رحیمی بنگلور

اظہارِ فاطمی

عزیزہ ڈاکٹر قرۃ العین فاطمہ عثمان صاحبہ، ریگل میڈیکل سینٹر، دہلی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم اَمَّا بَعْد!

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے شمار احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا، اور امت محمدیہ میں شامل فرما کر ''خیر الامت'' کے لقب سے سرفراز فرمایا، اور خاص طور سے عورت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نواز کر اسلام میں بڑے مراتب عطا کئے، عورت کو ایک ''ماں، بیٹی، بہن'' جیسے عظیم رشتوں سے سرفراز فرمایا۔

آج آنے والی لڑکیاں کل کی ذمہ دار خواتین کہلاتی ہیں، وہ صرف ایک لڑکی ہی نہیں بلکہ آنے والے کل کی ذمہ دار شہری، بیوی، لیڈر، ٹیچر اور ماں بھی ہے، اسے نہ صرف اپنے بلکہ اپنے بعد آنے والی نسل کی زندگیوں کے لئے نمونہ، آئیڈیل کی تشکیل

کے لئے ایک اہم کردار ادا کرنا ہے، اسلام نے عورت کو چار دیواری ہی میں محدود نہیں رکھا، اسے ہر شعبہ زندگی میں کام کرنے کی اجازت دی ہے اور معاشرتی امور میں حسب ضرورت عملاً حصہ لینے کی اجازت بھی دی ہے، ان امور میں تجارت وزارعت، صنعت، درس وتدریس جیسے امور قابل ذکر ہیں، سماجی سرگرمیوں میں بھی عورتیں اپنا حصہ اور مقام رکھتی ہیں، اپنے اخلاق کی عمدگی وشائستگی، ادب وتواضع حسن خلق سے دین داری کا شوق پیدا کر کے اپنے ہی گھر نہیں بلکہ آس پاس ایک ہمدردانہ اور مہذب ماحول پیدا کر سکتی ہیں، ایک مسلمان خاتون کے لئے قابل فخر مقام ہے جو دین اسلام نے اسے دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ بلند مقامات کے حصول کے لئے پیہم جدوجہد، مسلسل محنت، ایثار وقربانی اور نفس کشی جیسے شرائط ہیں جنہیں کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحاً نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقاً كَرِيْماً'' ترجمہ: اور تم میں سے جو اللہ ورسول کی اطاعت کرے گی اور اچھے اعمال کرے گی تو ہم اس کو دوگنا اجر دیں گے، اور ہم نے اس کے لئے عمدہ رزق تیار کر رکھا ہے۔

ایک کامیاب عورت وہی ہے جس کی اولاد نیک صالح ہوا ور وہ اپنے کلام وعفت کی خود محافظ ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ آج بھی ایسی نیک بندیاں اس دنیا میں موجود ہیں کہ جن کی نیک فطرت، نیک مزاجی اور اسلامی تعلیم وتربیت نے اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے جیالے پیدا کئے، جن کی مثال دنیا پیش کرتی ہے۔

میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے، مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے عظیم والدین کی دولت سے نوازا جنہوں نے ہم سب بھائی بہنوں کو دینداری کے خوبصورت وپاکیزہ سانچہ میں ڈھا کر ایسی تربیت کی اور قدم قدم پر شریعت کی

پابندی، سنت رسول ﷺ کی پیروی، احکامِ خداوندی پر عمل کرا کر نہ صرف ہماری زندگیوں کو سنوارا بلکہ گھر کو جنت کا نمونہ بنادیا، اس میں صرف ہمارے والدمحترم ہی نہیں بلکہ والدہ محترمہ کا بھی اہم کردار ہے، کیوں کہ ایک عورت ہی گھر کو جہنم اور ایک نیک عورت ہی گھر کو جنت کدہ میں بدل سکتی ہے، اللہ کا کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں والدین ہی نہیں بلکہ دادا، دادی اور نانا، نانی ایسے عطا کئے کہ جو اپنے دور میں اسلام کی دی ہوئی تعلیم کے سمندر میں عملی طور پر ڈوبے ہوئے تھے، انہیں کی اعلیٰ تربیت کا جیتا جاتا نمونہ ہمارے والدمحترم ہیں۔ جن کو خدائے وحدہٗ لاشریک نے انمول صلاحیتوں سے نوازا ہے اور ایسا دردمند دل عطا کیا ہے جو ہمہ وقت اصلاحِ امت کیلئے فکرمند ہے، ہم نے اپنے والدین کو کبھی کوئی کام خلافِ شرع کرتے نہیں دیکھا، اپنی زندگی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی میں صرف کی، ہر وقت اپنے دین کی خدمت میں کوشاں ہیں، اپنی تقاریر وتحریر سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے تقریباً بیس برس قبل والدمحترم نے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی تعمیر کے لئے بنیاد رکھی، ہمارا مکان مسجد کے قریب تھا، غیرمسلم معمار کام میں مشغول تھے، ان کی عورتیں ہماری والدہ کے پاس پینے کا پانی لینے آجاتی تھیں، ہمارے گھر کے پاکیزہ اور نورانی ماحول کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئیں اور والدمحترم کے اخلاق وعظمت، اسلامی طریقہ، عدل وانصاف اور پاکی وصفائی کا یہ اثر ہوا کہ ان کا پورا خاندان جو سات یا آٹھ افراد پر مشتمل تھا ایک ساتھ کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا، ایسے کئی واقعات ہیں۔ بہرحال یہ اللہ کا کرم ہے۔

مجھے اپنے والدمحترم کے ساتھ ساتھ اپنے برادرِ کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، عزیزی حکیم مولوی محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اور عزیزم حکیم محمد عدنان حبان زیدقدرۃ پر فخر اور ناز ہے کہ والدمحترم کے ہم قدم ہرطرح اپنی تحریر وتقاریر کے ذریعہ

اصلاحی امورِ تعلیم وتربیت اور خاص طور سے اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

مجھے جب معلوم ہوا کہ محترم ابوحضور کی ''خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام'' کی جلد چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم، نہم اور دہم طباعت کے مراحل سے گزر رہی ہے تو دل فرطِ مسرت سے جھوم اٹھا اور نتیجتاً یہ چند سطور نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس پر پھیل گئیں، اگرچہ بندی اس قابل نہیں کہ تحریر کرسکے، بس دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان تصانیف کو امت کی بیٹیوں کے لئے نافع اور ذریعہ آخرت بنائے اور والد محترم کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز فرمائے اور دونوں عالم میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ایک مخلص باپ کی ادنیٰ وناکارہ بیٹی
ڈاکٹر قرۃ العین فاطمہ عثمان (بی اے ایم ایس)
عالمی منزل شاہ گنج دہلی ۶
۱۱/جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

حیات صدیق رضی اللہ عنہ کے چند درخشاں پہلو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اما بعد. فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ ماؤں اور بہنو! آج کے اس اجلاس میں آپ حضرات کے سامنے تذکرہ اس عظیم ہستی کا ہوگا جو انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے مہتم بالشان ہے۔ قرآن جس کو نبی کریم ﷺ کا یارِ غار قرار دیتا ہے اگر کوئی شخص اس کی صحابیت کا انکار کرے تو کافر ہے کیوں کہ اس کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے۔ میری مراد اس سے خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جن کی تقویٰ و پرہیزگاری کی شہادت قرآن کریم دیتا ہے اور زبان نبوت جن کی شان میں فرمارہے ہیں کہ میرے ساتھ دنیا میں

جس کسی نے احسان کیا میں نے اس کے احسان کا بدلہ چکا دیا سوائے ابوبکر کے انکا میرے اوپر بڑا احسان ہے جس کا بدلہ قیامت میں اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے یہی نہیں بلکہ ان کو جنتی ہونے کی بشارت دنیا ہی میں دی جارہی ہے۔ بلکہ جنت میں ان لوگوں کے سردار ہونے کی بھی جن کی وفات زمانہ نبوت کے بعد ہوئی۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ”میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے کچھ نہ کچھ تردد و ہچکچاہٹ کا اظہار کیا، سوائے ابوبکر کے، جب میں نے اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بنا کسی ادنیٰ تأمل کے میری بات قبول کر لی“۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ظہور اسلام سے قبل ہی آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ قریبی تعلقات بھی تھے۔ تجارت اور بیع شراء کا معاملہ بھی رہتا تھا اس لئے بھی آپ ﷺ کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے تھے اور جگری دوست کے سامنے جیسے ہی آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت پیش کی فوراً قبول کر لی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے وقت میں ایمان قبول کیا جب کہ پورا مکہ آپ ﷺ کا مخالف تھا، ہر طرح سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کا ساتھ دیا اور اس کیلئے بڑی تکلیفیں اور پریشانیاں برداشت کیں اس لئے ان کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ کسی اور صحابی کا نہیں ہوسکتا۔ وہ آپ ﷺ کے صحابہ ہوں یا کسی اور نبی کے حواریین بہر حال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت سب سے زیادہ ہے۔ دین اسلام کی خاطر انہوں نے بڑی قربانیاں بھی پیش کیں اور زمانۂ جہالت ہو یا زمانۂ اسلامیت ہر زمانے میں برائیوں سے کوسوں دور رہتے تھے۔

بری چیزوں سے اجتناب

مکہ و مدینہ کیا، شہر کیا، دیہات کیا، حتی کہ ہر محلّہ ہر چوپال شراب و کباب اور ناچ گانے کا اڈہ بنا ہوا تھا، لیکن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ابا

جان نے زمانۂ جاہلیت واسلامیت دونوں زمانوں میں کبھی بھی شراب کا ایک قطرہ بھی زبان پر نہیں رکھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ پسند نہ کیا کہ جو آپ ﷺ کا یارِ غار اور غمگسار بنے اس کی عادت وسیرت اور کردار وکیرکٹر مجروح ہو ایسے وقت میں جب کہ پورا ملک تو کیا پوری دنیا برائیوں میں مبتلا تھی۔ اور لوگوں میں برائیاں عادت کے درجہ کو پہونچ چکی تھی اور شراب کا رواج تو اس قدر تھا جیسے لوگوں کے یہاں چائے کہ ہر ایک کی مہمان نوازی چائے سے ہوتی ہے اسی طرح ان کے یہاں ہر ایک کی مہمان نوازی شراب سے ہوا کرتی تھی مگر ایسے وقت میں بھی بچ جانا معجزے سے کم نہیں۔

محتاجوں کی خبر گیری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بوڑھی عورت کی خدمت کیلئے جایا کرتے تھے، جب اس سے اس کی ضروریات دریافت کرتے تو وہ عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہتی کہ آپ سے پہلے ایک شخص آیا تھا جو سارے کام کرکے چلا گیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حیرت ہوتی، اسی طرح کئی دن گزر گئے، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح جلدی تشریف لائے اور دروازے پر آکر کھڑے ہو کر اس شخص کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے، اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص بڑھیا کے پاس سے تیزی کے ساتھ نکل کر اپنے راستے پر چل دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے ہولئے، اس شخص نے جیسے اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، انہیں دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ برجستہ پکار اٹھے کہ میں جانتا تھا کہ مجھ سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی آ ہی نہیں سکتا۔ یہ تھا خدمت کا جذبہ کہ نیکی کے مواقع کو چھوڑتے نہیں تھے درحقیقت ایسے ہی لوگ جنت کے حقدار اور مستحق تھے اور دنیا کی قیادت وسیادت بھی انہیں لوگوں کے مناسب تھی کہ عدل وانصاف کے پیکر اور ایمان وعمل صالح کی دولت عظمیٰ کو اپنے دامن میں سمیٹ کر

دوسروں کی ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ اور سبب تھے۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے دنیا میں جنت کے داخلہ کی بشارت اور خوشخبری سنا دی اور ان سے محبت جز وایمان قرار دیا اور بغض وعداوت پر جہنم کی وعید سنائی گئی۔

عزم وحوصلہ

حضرت رسول مقبول ﷺ کی وفات ہوچکی تھی، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شام لشکر بھیجنے کی تیاری چل رہی تھی، بڑے بڑے صحابہ کی موجودگی میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت پر بے اطمینانی ظاہر کی جانے لگی، اور امارت سے ہٹانے کیلئے حیلے تلاش کیے جانے لگے، کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ موجودہ حالات مسلمانوں کیلئے سخت ترین اور پر خطر ہیں، اس موقع پر لشکر شام بھیج کر مسلمانوں کو منتشر کرنا مناسب نہیں، لیکن چونکہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی زندگی میں ہی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر لشکر بھیجنے کی تیاری کرچکے تھے اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت ثابت قدمی سے جواب دیا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھے یقین ہو کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھا کر لے جائیں گے تو بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے اس لشکر کو روانہ ہونے سے نہیں روک سکتا جسے رسول اللہ ﷺ نے جانے کا حکم فرمایا تھا، اگر مدینہ میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تب بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا''۔ چنانچہ اس لشکر کو روانہ کیا اور چند دنوں کے بعد فتح وظفر کے ساتھ وہ قافلہ واپس ہوا اور آس پاس کے علاقوں میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی اور سب نے آپ کی عقل وفراست کی داد دی غرضیکہ ایسے وقت میں لوگوں کو سنبھالا اور صحیح راہ پر ڈھالا۔ جب کہ لوگ عجیب کشمکش کے شکار تھے اور آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے حواس باختہ ہوگئے تھے۔

جرأت ایمانی

ابھی بیعت خلافت ہوئی ہی تھی کہ کچھ لوگوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرنے سے انکار کررہے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی غیرت ایمانی جوش میں آجاتی ہے، اور منکرین زکوٰۃ سے اعلان جنگ کردیا، لوگ جنگ نہ کرنے کا مشورہ دینے لگے، لیکن حضرت ابوبکر صدیق ؓ کھڑے ہوگئے اور فرمایا میں ان سب لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں گا جب تک وہ رسی بھی وصول نہ کرلوں جو اللہ کے رسول کے زمانے میں دی جاتی تھی۔ اور فرمایا: ”وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ“ بخدا جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا میں اس سے جہاد کروں گا اور یہ گوارہ نہ کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک دور میں جس طرح لوگ دین پر عمل پیرا تھے اس میں ذرہ برابر بھی فرق پڑے۔

چنانچہ ان کے دور میں خلافت **علی منہج النبوۃ** تھی سوا دو سال تک خلافت رہی اور ان دو سالوں میں وہ عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جو دوسرے لوگ پچاس سال میں بھی پورے نہیں کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رقیق القلب (نرم دل) بنایا تھا مسلمانوں پر بڑے نرم دل تھے مگر دین کے معاملہ میں سخت تھے۔ اور کفار کے مقابلہ میں بھی سخت تھے جیسا کہ قرآن کریم نے صحابہ کرام کی صفت بیان کی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے معاً بعد یہی خلیفہ ہونے کے مستحق اور حقدار بھی تھے۔

صبر واستقامت

رسول مقبول ﷺ کی وفات کا سانحہ پیش آچکا تھا، لوگوں پر سکتہ طاری تھا، مارے غم کے دیوانوں کی سی حالت ہوئی جارہی تھی کہ ان کا محبوب ان سے جدا ہوگیا۔

حضرت ابوبکر ؓ آئے اور حضرت عائشہ ؓ کے حجرہ میں تشریف لے گئے، رخ مبارک سے کپڑا ہٹا کر بوسہ دیا اور فرمایا: کیا ہی بابرکت تھی آپ کی زندگی اور کیا ہی پاکیزہ ہے آپ کی موت۔ اس کے بعد حجرہ سے باہر آئے اور منبر پر چڑھ کر ارشاد فرمایا: اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ محمد ﷺ تو انتقال کر گئے لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی“ اس کے بعد قرآن کریم کی آیت ”وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ“ تلاوت فرمائی، اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرمانے لگے ہم کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آج ہی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جو لوگ آپ ﷺ کے سانحۂ ارتحال سے حواس باختہ تھے وہ سب کے سب صدیق اکبر ؓ کی تقریر کے بعد مطمئن ہوگئے پھر اس کے بعد آپ کو حضور ﷺ کا خلیفہ اور جانشین بنایا گیا اور اجماع صحابہ سے خلیفہ منتخب ہوئے۔

راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ

حضرت عمر ؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول مقبول ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، یہ وہ وقت تھا جب میرے پاس بہت سا مال موجود تھا، میں یہ سوچ کر کہ اگر میں کسی دن ابوبکر ؓ سے بھلائی میں سبقت لے جا سکتا ہوں تو وہ دن آج کا دن ہے، اور اپنا آدھا مال لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے جواب دیا آدھا مال چھوڑ کر آیا ہوں۔ تھوڑی ہی دیر میں ابوبکر ؓ تشریف لے آئے اور اپنا سب کچھ لاکر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت ابوبکر ؓ نے جواب دیا اللہ اور اس

کارسول! یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں کبھی بھی آپ سے کسی کام میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیاں ان کے اندر ودیعت کررکھی تھی ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس جمع شریک صحابہ کرام سے دریافت کیا تم میں سے آج کون روزہ دار ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کون جنازے کے پیچھے آج چلا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کے اندر اتنی چیزیں جمع ہوجائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اور امت پر بڑے احسانات کیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

تیری زندگی نہایت مختصر

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

مشفقہ ومہربان معلمات عزیزہ طالبات! آج کی اس عظیم الشان اجلاس میں ان عظیم الشان ہستیوں کا تذکرہ کرنا ہے۔ جنہوں نے دنیا کے چپہ چپہ میں تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا اہم فریضہ انجام دیا، اور ہم پر بڑے بڑے احسانات کیئے اور دین کی خاطر کیسی کیسی قربانیاں پیش کیں، اپنی جانوں کا نذرانہ تو پیش کردیا مگر جیتے جی اسلام

پر آنچ نہ آنے دی۔ مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی مدظلہ نے لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل کتنے صاف تھے، زبان ان کی کتنی پاک تھی، عزائم ان کے کتنے بلند تھے، خیالات ان کے کتنے اعلیٰ تھے، زندگی ان کی کتنی سادہ تھی، نظریں ان کی کتنی پاکیزہ تھیں، آخرت کی فکر ان پر کتنی غالب تھی، دنیا کا خوف ان پر کتنا طاری تھا، اخلاق کا ان کے کیا عالم تھا، نیتوں کا ان کی کیا معیار تھا؟

بزرگوں کی بزرگی اپنی جگہ، اولیاء کی ولایت کا اپنا مرتبہ اور صحابیت کے شرف کا تو کہنا ہی کیا، دیکھئے زبان نبوت ان کے بارے میں کیا کہتی ہے۔ ''میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے''۔

''میں نہیں جانتا کہ اب کتنی مدت مجھ کو تمہارے درمیان رہنا ہے۔ چنانچہ میرے جانے کے بعد میرے بعد آنے والوں کی اقتداء کرنا (اور آپ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے اشارہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرف) اور عمار بن یاسر کے راستہ پر چلنا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو کچھ تم سے کہیں اس پر یقین کرنا''۔

آخرت کا خوف

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہدایت کے روشن چراغ ہیں انہیں کی اتباع و پیروی میں ہمارے لئے کامیابی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جن کے لئے جنت کی بشارت اور خوشخبری سنائی ہے مگر ان لوگوں نے جنت کی خوشخبری سن کر عبادت و ریاضت میں کمی نہیں کی جہنم سے بے فکر ہو کر بیٹھ نہیں گئے، بلکہ ہر وقت ان کو خوف خدا دامن گیر رہتا تھا ایک صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں روتے ہوئے تشریف لائے، اور عرض کیا یا رسول اللہ حنظلہ تو منافق ہو گیا عرض کیا کیا بات ہے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور جنت و دوزخ کا

تذکرہ ہوتا ہے اس وقت ہمارے دل کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے اور جب آپ کی مجلس سے اٹھ کر اپنے بال بچوں میں جاتے ہیں اس وقت وہ کیفیت نہیں رہتی تو شفیع اعظم رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری وہی کیفیت ہمیشہ رہے تو فرشتے راستہ میں تم سے مصافحہ کریں گے۔

ایثار کا اعلیٰ نمونہ

آیئے: اب دیکھیں قرآن کریم میں صحابہ کرام کا تذکرہ کس انداز میں ملتا ہے، ارشاد خداوندی ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ''وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں، ان کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتوں پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کا نقصان ہی کیوں نہ ہو''۔

رات کا وقت ہے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا مکان ہے، کھانے کی تیاری ہے، اچانک ایک مہمان آتا ہے، کھانا اتنا مختصر کہ خود کھالیں یا مہمان کو کھلا دیں، بیوی سے کہتے ہیں، بچوں کو کسی طرح سلا دو، اور چراغ گل کر کے کھانا مہمان کے آگے لگا دو، بیٹھیں گے ہم بھی لیکن کھانے کے لئے نہیں صرف یہ تأثر دینے کے لئے کہ کھانے میں ہم بھی شریک ہیں، کھانا کم ہے اگر ہم بھی شریک ہو گئے تو مہمان کا پیٹ نہیں بھر پائے گا، چراغ گل کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ مہمان شکم سیر ہو کر کھائے گا اور اسے یہ احساس نہیں ہو پائے گا کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیمار ہیں، انگور کھانے کی خواہش ہوتی ہے ایک درہم میں انگور کا ایک خوشہ خرید کر لایا جاتا ہے، ہاتھ میں وہ خوشہ آ بھی نہیں پاتا کہ ایک سائل آ پہنچتا ہے، حکم ہوتا ہے کہ انگور کا وہ خوشہ اس سائل کو دے دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَ اَمَّـا السَّـآئِلَ فَلَا تَنْهَـرْ اور سائل کو مت جھڑ کیئے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کا عملی نمونہ تھے خود تو پریشانیاں اٹھالیا کرتے تھے مگر اپنے در سے کسی فقیر و مسکین کو واپس نہیں لوٹایا کرتے تھے۔آپ ﷺ کسی چیز کا حکم کرتے تو اس پر عمل کرنے کیلئے ایک دوسرے پر سبقت کیا کرتے تھے اور یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ صحابہ کرام اسکے خلاف کریں یا اس پر عمل نہ کریں یہی جذبہ صحابیات میں بھی تھا دین کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کیلئے بے تاب رہا کرتی تھیں اور جیسے مردوں نے دین کی خدمت کی اسی طرح عورتوں نے بھی اس میدان میں نمایاں کارنامہ انجام دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزہ سے ہیں، گھر میں صرف ایک روٹی ہے جو افطار کے لئے بچا کر رکھی گئی ہے، دروازہ پر سائل ندا لگاتا ہے، خادمہ کو حکم ہوتا ہے کہ روٹی اس کو دیدی جائے، خادمہ نے عرض کیا کہ آپ روزہ سے ہیں، سحری بھی بہت مختصر تھی، بغیر افطار کے آپ رات کیسے گذاریں گی، حکم ہوتا ہے پھر بھی دیدو۔

ارشاد باری تعالیٰ ”تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ“.

”ان کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں“

کیا آج کل کی خواتین صحابیات کی پیروکار کہلانے والی اور نبی آخرالزماں کی امت کہلانے والی عورتوں میں یہ جذبہ صادق موجود ہے؟ ظاہر ہے جواب نفی میں ہی ملے گا پہلے اپنا پیٹ بھرے بعد میں دوسروں کو دیکھیں گے۔مگر خیر القرون کے مرد وخواتین کو اپنے سے زیادہ دوسروں کی فکر تھی۔

میں نے تجھے تین طلاق دے دی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نمونہ سماعت فرمائیں، ضرار بن ضمر کہتے ہیں، رات کی اندھیری پوری طرح پھیل چکی تھی آسمان پر چمکتے ستارے بھی اپنے چہرے پر سیاہ نقاب

ڈال چکے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کی محراب میں کھڑے تڑپ رہے ہیں، بلکہ بلک کے رو رہے ہیں، گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہے ہیں اور دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں، اے دنیا میں نے تجھ کو تین طلاق دیں، تعلقات کی بحالی کا اب کوئی امکان نہیں، تیری عمر بہت مختصر، تیری زندگی بہت معمولی اور تیرا خطرہ بہت بڑا آہ، سفر کتنا طویل ہے، راستہ کتنا ویران ہے اور زاد سفر کتنا مختصر ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، چہیتے داماد ہیں، ایمان لانے والے خوش نصیب بچوں کی فہرست میں سب سے اوپر آپ رضی اللہ عنہ کا نام ہے، لیکن حال پھر بھی یہ ہے کہ رات کے اندھیرے میں، مسجد کے ایک گوشہ میں تنہائی کی حالت میں رب کریم کے سامنے گریہ وزاری کا یہ عالم ہے کہ سننے والے کا دل پھٹا جاتا ہے۔

نرمی بھی اور سختی بھی اعلیٰ درجے کی

ارشاد باری ”أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ“ (وہ کفار کے مقابلہ میں سخت ہیں)

کفار کے مقابلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سخت ہونا ہر ہر موقع پر ثابت ہوتا رہا ہے، صلح حدیبیہ کے موقع پر تو خصوصیت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس صفت کا اظہار ہوا، باقی اس کی سب سے اعلیٰ مثال تو اس موقع پر سامنے آتی ہے جب بدر کے قیدیوں کا معاملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے لایا جاتا ہے، حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، رائے کے اظہار کا سب کو موقع دیا جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب باری آتی ہے تو وہ کہتے ہیں، حضور ﷺ ! آپ مجھے اجازت دیں کہ ان قیدیوں میں اپنے سب سے قریبی رشتہ دار کا سر اپنی تلوار سے قلم کروں، حضرت علی کو حکم دیں کہ وہ اپنے بھائی عقیل ابن ابی طالب کا سر تن سے جدا کریں، حضرت حمزہ کو اشارہ کریں کہ وہ ان قیدیوں میں سے اپنے بھائی کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھائیں۔

"رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ" (وہ آپس میں بڑے مہربان ہے) انصار وہ مہاجرین کے درمیان ہوئی مواخاۃ "رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ" کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، انصار نے اپنی ہر چیز میں مہاجرین کو شریک ہونے کی دعوت دی، مکان میں ان کو شریک کیا، جائداد میں ان کو حصہ دار بنایا، کاروبار میں ان کو شامل کیا، یہاں تک کہ جن کے پاس ایک سے زائد بیویاں تھیں انہوں نے مہاجرین کے سامنے یہ پیشکش رکھی کہ اگر وہ ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں تو ان کی خاطر وہ اپنی اس بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں، تاکہ وہ اس سے نکاح کرسکیں، اور یہ سب انہوں نے صرف اللہ اور اس کے رسول کی خاطر کیا۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کی محبت ذات نبوی سے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت روئے زمین کی سب سے مقدس وبابرکت جماعت تھی، بجز انبیاء علیہم السلام کے کوئی ان سے مرتبہ میں فائق وبرتر نہیں ہوسکتا دین کی خاطر ان کی قربانیاں نبی اکرم ﷺ سے ان کی غیر معمولی محبت اور عشق جو بعد میں آنے والے لوگ کبھی پیش نہیں کرسکتے خواہ مرد ہوں یا عورت ہر ایک کو نبی کریم ﷺ سے انتہائی والہانہ شغف تھا حتی کہ اپنے عزیز واقارب اور رشتہ داروں اور سب سے عزیز چیز اپنی جان سے بھی زیادہ آپ ﷺ سے محبت تھی۔ غزوۂ احد کے موقع پر ایک انصاری خاتون رضی اللہ عنہا کے باپ بھائی شوہر شہید ہوگئے اور ہر ایک کی شہادت کی خبر ان کو ملتی رہی مگر وہ ہر بار یہی پوچھتی تھیں کہ رحمت عالم ﷺ کا کیا حال ہے، لوگوں نے بتایا کہ بخیر ہیں قریب آکر چہرہ انور دیکھا تو پکار اٹھیں یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ہوتے ہوئے ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔ ؎

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دین آپ کے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے کھیت میں کام کررہے تھے انکے فرزند نے آکر خبر دی کہ نبی کریم ﷺ دنیا سے پردہ فرماگئے اتنا سننا تھا کہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ جس آنکھ سے میں نے تیرے حبیب پاک ﷺ کا دیدار کرلیا اب اس آنکھ سے کسی اور کی زیارت نہیں کرنا چاہتا ہوں، جب دنیا میں آپ ﷺ نہیں رہے تو مجھے ان آنکھوں کی ضرورت نہیں۔ اسلئے میری بینائی کو ختم کردیجئے۔ چنانچہ اسی وقت وہ صحابی رضی اللہ عنہ نابینا ہوگئے کیا محبت تھی آپ ﷺ سے کیا عشق تھا نبی کریم ﷺ سے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق نبوی

آپ ﷺ کی ایک ایک سنت اور ایک ایک ادا سے محبت تھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اور جب کسی کام کا حکم فرماتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس کو پورا کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت کرتے۔ آپ علیہ السلام کی ایک ایک چیز سے صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن کو بے انتہا محبت تھی۔ حتی کہ آپ علیہ السلام کا لعاب دہن بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ اس کو لے کر اپنے جسموں پر مل لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دوپہر کے وقت سخت گرمی میں آرام فرمارہے تھے اور آپ علیہ السلام کے جسم مبارک سے انتہائی خوشبودار پسینہ ٹپک رہا تھا ایک معمر خاتون وہ پسینے شیشی میں لے رہی تھیں، جب نبی علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے تو ان سے پوچھا یہ کیا کررہی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری لڑکی کی شادی ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ علیہ السلام کے جسم مبارک سے نکلے ہوئے خوشبودار پسینہ اس کو لگادونگی۔ ایک دفعہ ایک چھوٹی سی بچی کے رخسار پر آپ علیہ السلام نے کلی کردی تو اس کی برکت سے بڑھاپے تک ان کے چہرے کی خوبصورتی نہیں گئی۔

تاریخ نے بہت سے عشق و محبت کرنے والوں کی داستانیں لکھی ہیں لیلیٰ و مجنوں، شیریں وفرہاد جنہوں نے عشق مجازی میں اپنا نام پیدا کر دیا مگر جو عشق و محبت صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ سے کی تاریخ نویسی کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتی ہے۔ ہم لوگوں کی کامیابی بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع و پیروی ہی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اللہ تعالیٰ سے بندہ کو محبت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّىْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِىْ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم. مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدْ اِسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

مشفقہ ومہربان معلمات عزیزہ طالبات معزز خواتین بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے اللہ سے بندہ کو محبت۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے واسطے کسی کو دیا اور اللہ کے واسطے کسی کو نہیں دیا تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آدمی جو بھی کام کرے سب اللہ ہی کے لئے کرے کوئی بھی کام غیروں کے دکھانے یا ان کو راضی

وخوش کرنے کے لئے یا لوگوں سے خوف کی وجہ سے ہرگز نہ کرے کیونکہ اللہ ہی سب کچھ کرتے ہیں اللہ اگر نہ چاہیں تو کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد درجہ محبت کرتے ہیں۔

اللہ جل شانہ سے بندہ کی محبت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک چاہتے ہیں کہ ساری دنیا کے انسان میرے محبوب بن جائیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے حدیث قدسی میں فرمایا کہ اے آدم کی اولاد! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، پس تجھے میرے حق کا واسطہ ہے کہ تو بھی مجھ سے محبت کر۔ (احیاء العلوم)

یعنی اے میرے بندے میرے جو تجھ پر احسانات ہیں، تجھے ان احسانات کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو بھی مجھ سے محبت کر۔ اس حدیث پاک میں اللہ جل شانہ نے پہلے اپنی محبت کا اظہار کیا اس کے بعد اپنے احسانات کا تذکرہ کیا، پھر اصل بات کو فرمایا کہ ہم اللہ سے اس وجہ سے محبت کریں کہ خود اللہ کی چاہت ہے کہ ہم اللہ سے محبت کریں۔ دنیاوی مشاہدہ ہے کہ جب ایک جانب سے محبت کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری طرف سے بھی خود بخود محبت کا اظہار ہو جاتا ہے۔

اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں

معمولی سا احسان اور حسن سلوک کا برتاؤ کر دیا جائے تو آدمی اس کا گرویدہ بن جاتا ہے اور محبت کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر بے شمار احسانات ہیں کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ایسا نہیں گذرتا کہ انسان اللہ کے احسانات کے بوجھ تلے دبا ہوا نہ ہو۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایک سانس جو بندہ لیتا ہے اس میں اللہ کی دو نعمتیں ہیں ایک تو اندر سانس جا رہی ہے دوسری جو باہر آ رہی ہے، اگر سانس ہی نہ لے سکے یا سانس تو لے لیا مگر باہر نکال نہ سکا تو ان دونوں صورتوں میں انسان کی زندگی دوبھر

ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا** اور اگر تم لوگ اللہ کی نعمت کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ ہر چیز اللہ کی توفیق سے ہوا کرتی ہے۔ اور ہر چیز میں بندہ اللہ کا محتاج ہوا اور ہر وقت اللہ کی نعمت سے بہرہ اندوز ہے یہ بھی اللہ کی بندوں سے محبت کی دلیل ہے کہ بندے نافرمانیاں اور گناہ کرتے ہیں لیکن پھر بھی اللہ کی نعمت موسلا دھار بارش کی طرح برستی رہتی ہے۔

ٹھہر جاؤ اسے مہلت دو

اللہ جل شانہ اس انسان سے بڑی محبت کرتے ہیں، بلکہ ایک حدیث میں اللہ پاک نے اپنے حبیب محمد ﷺ کے ذریعہ بتلایا جس کا مفہوم ہے کہ اگر ستر ماؤں کی محبت جمع کی جائے تو یہ محبت بھی تھوڑی ہے، اللہ ان ستر ماؤں سے زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر غور کریں، ایک ماں اپنے بچے سے کتنی محبت کرتی ہے، خود نہیں کھاتی، اپنے بچے کو کھلاتی ہے، خود اچھا نہیں پہنتی لیکن اپنے بچے کو اچھا پہناتی ہے، خود گیلے بستر پر سوتی ہے، اپنے بچے کو خشک جگہ سلاتی ہے، بچے کی محبت میں ساری ساری رات جاگ کر گذارتی ہے تو آپ حضرات غور کریں کہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کیا فرما رہے ہیں کہ اللہ پاک ستر ماؤں کی مجموعی محبت سے زیادہ بندہ سے محبت کرتے ہیں، جو اللہ اتنی محبت کرنے والا ہے، اس سے دل نہ لگانا، اس کی چاہت پر زندگی نہ گذارنا یہ تو شرافت اور بندگی کے بھی خلاف ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، گناہ کرتا ہے تو زمین کی وہ جگہ اللہ سے کہتی ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں اسے دھنسا دوں، آسمان کی وہ چھت اللہ سے کہتی ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس پر گر پڑوں، اس پر اللہ پاک ان سے فرماتے ہیں کہ ٹھہر جاؤ، اسے مہلت دو۔

اللہ تعالیٰ مانگنے سے کتنے خوش ہوتے ہیں

کس قدر رحیم وکریم اور مہربان ہے اللہ کی ذات کہ بندے کو گناہ کرتا ہوا دیکھتی ہے مگر پھر بھی اسے عذاب وسزا دینے کے بجائے اسے مہلت اور ڈھیل دیتی ہے کہ شاید باز آجائے کسی کو کسی سے اتنی محبت نہیں ہوتی جتنی کہ اللہ کو اپنے بندوں سے محبت ہے۔ اللہ رب العالمین سے بندے کا کونسا گناہ یا ثواب کا کام پوشیدہ ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ظاہر وباطن کی پوری پوری خبر رکھتا ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اور پڑوسی کو کچھ پتہ نہیں ہوگا مگر پھر بھی شور مچاتا ہے۔ آپ کسی دنیادار کے پاس جایئے اور اس سے کوئی سوال کیجئے ممکن ہے کہ ایک دوبار دیدے مگر بار بار سوال کرنے سے جھڑک دے گا مگر اللہ تعالیٰ بار بار سوال کرنے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر کہیں جارہا ہے دور دراز صحرا وبیان میں جہاں نہ تو مکانات ہیں اور نہ ہی زندگی گذارنے کا اسباب اور اس کی اونٹنی پر اسکے بہت سارے توشے ہوتے ہیں جس سے وہ اپنی زندگی گذار سکتا ہے مگر ہوتا یہ ہے کہ اس کی نیند لگ جاتی ہے اور اونٹنی بھاگ جاتی ہے اور جب اس کی نیند کھلتی ہے تو بہت پریشان ہوتا ہے اور زندگی سے مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے مرنے کی نیت سے سوجاتا ہے اور جب اس کی نیند کھلتی ہے اونٹنی کو سامنے موجود پاتا ہے اور خوشی میں کہتا ہے اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا خدا (خوشی میں اُلٹا کہتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کی ادا پر خوش ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سترّ ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں

حدیث قدسی میں ہے کہ اے میرے بندے ہر کوئی تجھ سے اپنی خاطر محبت کرتا ہے، میں تجھ سے صرف تیری خاطر بے غرض محبت کرتا ہوں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کہیں سفر میں تشریف فرما تھے، ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ کسی گاؤں میں آپ کا قیام تھا، وہاں کسی جگہ ایک عورت اپنا چھوٹا سا بچہ اپنی گود میں لئے ہوئے روٹیاں پکانے کا تندور جھونک رہی تھی، پھر جب اس تندور سے آگ کی لپٹ باہر آتی تھی تو وہ عورت بہت کوشش سے اپنے بچے کو آگ سے بچاتی تھی کہ کہیں اسے آگ کی گرمائی یا سینک نہ لگے۔

پھر جب اس عورت کو سرور کائنات ﷺ کے آنے کا حال معلوم ہوا تو وہ اپنے بچے کو گود میں لئے ہوئے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ اے حبیب مہمان! کیا آپ ہی محمد رسول اللہ ﷺ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، میں ہی اللہ کا رسول ہوں، یہ سن کر عورت نے آپ سے پوچھا کیا:

''اللہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے؟''

آپ نے فرمایا ''ہاں''

پھر اس عورت نے سوال کیا کہ کیا اللہ اپنے بندوں پر ایک ماں سے ستر حصے زیادہ مہربان ہے''۔

فرمایا ہاں۔ یہ سن کر عورت نے کہا کہ ماں اپنے بچے کو آگ سے بچاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ میں کس دل سے جلائے گا۔ (مشکوٰۃ، بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ بڑا باغیرت ہے

مگر یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بڑی محبت کرنے والے ہیں اور ستر ماؤں سے زیادہ بندوں سے محبت کرتے ہیں تو انسان گناہوں پر ڈٹ جائے اور نافرمانی میں زندگی بسر کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑے بے نیاز بھی ہیں ساری دنیا کے لوگ اس کی عبادت کرنے لگیں تو اس کی خدائی میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا اور اگر ساری دنیا کے لوگ مل کر اس کی نافرمانی پر اتر آئیں اور غیروں کی پوجا و پرستش کرنے لگیں تو اس کا کچھ بگڑنے والا نہیں، اور اللہ تعالیٰ تو بڑے ہی باغیرت ہیں اس کی خدائی میں اگر کسی کو شریک کیا جائے تو ہرگز اس کو پسند نہیں، دنیا کا معمول ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی محبت میں کسی غیر کی شرکت گوارا نہیں کرسکتا اور اس کے لئے مرنے مارنے پر تیار ہوجاتا ہے اور جان تک قربان کردیتا ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی غیر کی شرکت اور محبت کو پسند کریں۔ اللہ تعالیٰ جیسے بندوں سے محبت کرتے ہیں اسی طرح بندوں کو بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہئے۔ جو اللہ کے واسطے ایک دوسرے سے محبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت نصیب فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

لباس آدمی کی زینت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

سامعین باوقار محترمہ معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہم سب کو انسان بنایا اور بڑی نعمتوں سے نوازا، پوری کائنات کا وجود انسانوں ہی کیلئے ہوا ہے، انہیں عظیم نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت لباس بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات کیلئے لباس نہیں اتارا صرف انسانوں ہی کیلئے ہے اور لباس کے ذریعہ انسانوں کو شرم وحیا اور عزت وزینت ملتی ہے اگر لباس کے بغیر انسان

زندگی گذارے یا ناقص لباس استعمال کرے تو اس کو زینت نہیں مل سکتی مگر آج انسانی شرافت، شرم وحیا کو تار تار کرنے والی شیطانی چالیں اپنے شباب پر ہیں، مردوں عورتوں کو بے لباس کردینے کیلئے روز نئے نئے فیشن ایجاد ہورہے ہیں، ہمارے نوجوان لڑکے لڑکیاں ہر فیشن کا پرجوش انداز میں استعمال کررہے ہیں، آج جدھر نظر ڈالئے بے لباسی اور ناقص لباسی اپنے عروج پر ہے اور ہر دن شیطان اپنے مشن میں کامیاب ہوتا نظر آرہا ہے، اور شیطان کی یہ دشمنی ہمارے ساتھ نئی نہیں ہے، بلکہ ابدی ہے، اس نے ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کو دام فریب میں مبتلا کرکے جنت میں بے لباس کیا تھا، آج انکی نسلوں کے ساتھ وہ دشمنی کررہا ہے۔ اور ہماری اکثریت اسکی پلاننگ کو کامیاب کررہی ہے۔ فطرت کا تقاضہ یہ تھا کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد دشمن کیساتھ دوستی کا ہاتھ نہ بڑھاتے، اور قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اسے دشمن گردانتے اور پوری زندگی اس کی گمراہیوں سے ہوشیار رہتے، لیکن ایسا نہیں ہوا، بلکہ ہمارے نوجوان لڑکے لڑکیاں نبوی تعلیمات کے خلاف لباس پہن رہے ہیں اور انہی لباسوں کو سرمایہ افتخار سمجھ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عورتیں کپڑے پہنیں ہوگی اور ننگی ہونگی لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنیوالی ہونگی اور دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، آج کل آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کپڑے اتنے چست پہنے جاتے ہیں کہ پورے بدن کا نقشہ صاف ظاہر ہوتا ہے اور بہت سی لڑکیاں تو لباس ہی ادھورا پہنتی ہیں۔ جس سے جسم کا اکثر حصہ کھلا رہتا ہے۔

صحابیات کے عمل کو نمونہ بنائیں

مسلم خواتین کو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات معاشرہ کی خیر وبھلائی اور امن وسکون کے لئے ہیں، معاشرہ میں فساد نہ ہو، برائی نہ

پھیلے، جنسی اسکینڈل نہ چلیں، اسی لئے یہ تعلیم دی گئی کہ وہ بھڑکیلا اور چست لباس میں ملبوس ہوکر باہر نہ نکلیں، اپنے جسم کی نمائش نہ کریں، غیر مردوں سے اختلاط نہ رکھیں، اپنی آواز دوسروں کو نہ سنائیں، ان پابندیوں پر کوئی بھی عورت غور کرے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گی کہ اللہ کے احکامات حقیقت پر مبنی ہیں۔ بلکہ فطرت انسان کے عین موافق بھی ہے۔ انہیں اصولوں پر کاربند رہ کر ہی عورت اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کرسکتی ہیں۔ آج فتنوں کا دور ہے ہر طرف فتنے منھ کھولے ہوئے سامنے کھڑے ہیں ان فتنوں سے آدمی کیسے بچے، مسلم عورتیں اپنی اور اپنی اولاد کی حفاظت کیسے کریں اس کیلئے دور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کی برگزیدہ خواتین کی پاکیزہ زندگیاں اور عمدہ نمونہ ہمارے پاس موجود ہیں۔ انہیں کو نمونہ اور راہ عمل بنا کر انہیں کے طور وطریق اور سیرت وکردار کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کے عہد میں عورتیں مسجدوں میں جاکر نماز پڑھا کرتی تھیں مگر جیسے ہی آپ ﷺ کا وصال ہوا اس کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر نبی کریم ﷺ اس دور میں ہوتے تو ہرگز عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت نہ دیتے غور فرمائیں کہ عورتوں کو فتنے کی وجہ سے مسجدوں میں عبادت کیلئے جانے سے منع کردیا گیا۔ تو دیگر مقامات پر جانے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟

اسلامی لباس میں عزت ہے

اللہ نے عورت کے جسم کے ایک ایک حصہ میں کشش، جاذبیت اور خوبصورتی رکھی ہے۔ یہ عورت کا سرمایہ ہے، اثاثہ ہے، اور یہ اس کیلئے بڑی دولت ہے، اسکی حفاظت عورت پر لازمی ہے، جس طرح گھر کا دروازہ کھول کر چوروں کو دعوت نہیں دی جاتی اسی طرح عورت کو بھی اپنی زینت کے مقامات کو کھلا رکھ کر دعوت نظارہ نہیں دینا

چاہئے۔عورتیں غور کریں کہ آخر کیا حاصل کرنے کیلئے غیر ساتر اور غیر اسلامی لباس پہن رہی ہیں، ان لباسوں میں کون سی اچھائی ہے، آج کی عورت کو صرف فیشن کیلئے خود کو بے حیائی اور بے شرمی کا خوگر بنا رہی ہے، یاد رکھئے آدھا لباس، تنگ لباس اور جسم کی نمائش کرنے والا لباس روشن خیالی اور فیشن نہیں بلکہ جہالت اور عورت کی ہتک ہے، اللہ نے قرآن مقدس میں فرمایا۔اے ایمان والی عورتوں جاہلی دور میں جس طرح ننگے سر اور بے دھڑک نیم عریاں لباس پہن کر پھرا کرتی تھیں، اس طرح نہ پھرو بلکہ اللہ نے حکم دیا سر پر چادر ڈال لیا کرو اور زینت کے مقامات کو چھپاؤ۔معلوم ہوا کہ نیم عریاں اور فحاشی و بے حیائی کو دعوت دینے والا لباس پہننا جہالت کی نشانی ہے، اسلئے اس سے مسلم خواتین کو ہر حال میں بچنا چاہئے۔کیونکہ ایسے کپڑے پہننا جائز ہی نہیں ہے جس سے جسم صاف نظر آتا ہو اور فتنے رونما ہو رہے ہوں، انکی ایک بڑی وجہ نوجوان دوشیزاؤں اور عورتوں کو نیم عریاں لباس پہننا بھی ہے، اسلام تو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ مرد و عورت دونوں ہی نگاہیں نیچی کر کے چلیں، اور عورتوں کو گھر کی چہار دیواری کے اندر رہنے کا حکم دیتا ہے۔اگر ان احکام پر عمل کیا جائے تو سارے فتنے کافور ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سبکو اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اہل بیت سے محبت ایمان کا جز ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

مشفقہ ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں آپ ﷺ کے اہل بیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اہل بیت سے مراد کون لوگ ہیں راجح قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات مراد ہیں۔

البتہ حدیث سے صراحتاً آپ ﷺ کی بیٹیوں وغیرہ کا اہل بیت ہونا ثابت ہے عرف عام میں بھی اہل کا اطلاق بیوی کیلئے ہوتا ہے اردو میں بھی گھر والی بولتے ہیں یہ بھی اسی اہل کا ترجمہ ہے۔اس وقت آپ کے سامنے اہل بیت کے فضائل ومنقبت بیان کرنا مقصود ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور سب سے چہیتی صاحبزادی ہیں۔ایک بار آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ محبوب (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں''۔(ترمذی) فی الواقع آپ ﷺ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے غیر معمولی محبت والفت تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی آپ ﷺ سے بے انتہا محبت وتعلق تھا، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ''آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے' (پیشانی پر بوسہ دیتے) اور ان کو خوش آمدید کہتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید کہتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا معمول بھی آپ ﷺ کے ساتھ یہی تھا''۔(ترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی آپ ﷺ کو بہت عزیز تھے، ان سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ۲ ہجری میں ہوئی، آپ ﷺ نے ان دونوں کی فضیلت ومنقبت میں ارشاد فرمایا کہ: ''بیٹی! تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارا شوہر دنیا وآخرت میں سردار ہو۔ (رحمۃ للعالمین) آپ ﷺ نے اپنے محبوب نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی منقبت میں فرمایا کہ: ''یہ میرا نواسہ سردار ہے، انشاء اللہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح ہوگی۔ اور اپنے دوسرے محبوب ترین نواسہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں فرمایا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ہوں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ میرے نواسہ ہیں''۔اسی طرح آپ ﷺ نے ان دونوں نواسوں کے سلسلہ میں فرمایا کہ: ''یہ دونوں میری دنیا کے دو پھول ہیں''۔ (بخاری)۔اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ: ''یہ دونوں جنت کے نوجوان سردار ہونگے''۔

ان کی منقبت میں آپ کو بنو ہاشم خصوصاً حضرت ابو یزید عقیل رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت والفت تھی، ایک مرتبہ فرمایا کہ ابو یزید! میں تجھ سے دوگونا محبت رکھتا ہوں، ایک

تو محبت بسبب قرابت ہے، دوسری محبت اسلئے ہے کہ مجھے علم ہے کہ میرے چچا خواجہ ابو طالب کو تم سے محبت تھی''۔ (رحمۃ للعالمین) نیز آپ ﷺ کو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی بڑی محبت تھی، یہ حبشہ سے مدینہ آئے اور خیبر آ کر آپ ﷺ سے ملاقات کی تو ان کی آمد پر فرمایا کہ: ''میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد کی خوشی زیادہ ہے''۔(بخاری)۔اور آپ ﷺ نے ان کی آمد میں فرمایا کہ: ''جعفر رضی اللہ عنہ! تم صورت وسیرت میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو''۔(بخاری)۔اسی طرح آپ ﷺ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ احترام وعزت فرمایا کرتے تھے اور ان کی منقبت میں فرمایا کہ: ''یہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ کے برابر ہیں''۔ (رحمۃ للعالمین) اور انکے ہونہار صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی اونٹنی پر بیٹھایا کرتے تھے اور انکے حق میں خوب دعا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خود راوی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے گئے، میں نے آپ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی وضو کے لئے پانی بھر کر رکھ دیا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ پانی کس نے رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں نے رکھا ہے۔آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمائی: **اَللّٰھُمَّ تَفَقَّهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلَّمَهُ التَّأوِيْلَ** اے اللہ ان کو تفقہ فی الدین عطا فرما اور قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔آپ ﷺ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اکابر صحابہ ان کو خیر الدین، ترجمان القرآن، بحر العلوم، امام التفسیر جیسے الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **نَعَمْ تَرْجَمَانُ الْقُرْآنِ اِبْنُ عَبَّاسٍ لَوْ اَدْرَکَ اَسْنَانَنَا مَا عَاشَرُهُ مِنَّا اَحَدٌ**۔ دین عباس بہترین مفسر قرآن ہیں اگر وہ ہم لوگوں کی عمر پاتے تو ہم میں سے کوئی بھی ان کے مساوی نہ ہوتا۔خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بڑے بڑے صحابہ کرام کے ساتھ ان کو بٹھاتے تھے۔

اہل بیت نبوی ﷺ کے حقوق

حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے فضائل احادیث وآثار اور اقوال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ احادیث وسیرت کی مشہور کتابوں میں ان کے فضائل ومناقب کے ابواب قائم کئے گئے ہیں اور بہت تفصیل کے ساتھ ان کے فضائل مذکور ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ میں ان کے کچھ حقوق بھی بیان کئے گئے ہیں، ان حقوق میں سب سے اہم حق یہ ہے کہ حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتکریم کی جائے، ان کے شایان شان ان کا احترام واکرام کیا جائے، ان سے رابطہ وتعلق رکھا جائے اور ان سے محبت وعقیدت والا معاملہ کیا جائے کیوں کہ حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت رکھنا کامل ایمان کے حصول کا باعث ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے شکوہ پر نہایت ہی بلیغ ومؤثر انداز میں ارشاد فرمایا کہ: ”قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا، اگر وہ تم (اہل بیت رضی اللہ عنہم) کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے دوست نہیں رکھے۔ (ترمذی)۔ فی الواقع حضرات اہل بیت سے محبت رکھنا، اللہ تعالیٰ ورسول سے محبت کی دلیل ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”تم (سب) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کیوں کہ وہی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نعمتوں سے رزق پہنچاتا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم کو عزیز ومحبوب رکھو“۔ (ترمذی) ایک موقع پر آپ ﷺ نے اپنی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرکے پوری امت کو حضرات ازواج مطہرات خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت وعقیدت رکھنے

کا حکم عام دیا ہے، حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں کہ ”پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تم اس سے محبت نہیں رکھتی؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیوں نہیں! (میں پوری طرح محبت رکھتی ہوں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تب تم بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھا کرو“۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ومنقبت کیلئے صرف یہی کافی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کی براءت میں قرآن کریم کے دو رکوع نازل فرمائیے جو رہتی دنیا تک طہارت وپاکدامنی اور عصمت وعفت کی شہادت ہے۔ کہ نبی کی بیویوں پر الزام وتہمت گمراہی اور دخول نار کا باعث ہے ازواج مطہرات کو مومنین کی مائیں قرار دے کر ان کی عزت وتوقیر کو دوبالا کردیا گیا ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ وَرَضِيْنَهُ۔

اہل بیت سے محبت جزو ایمانی

اسی طرح آپ ﷺ کی تمام ذریات طیبات علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عقیدت ومحبت رکھنا ایمان کا جزو ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے دنیا میں محبت رکھنا، جنت میں آپ کی معیت وصحبت کا موجب ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: ”جس نے مجھ کو دوست رکھا، ان دونوں (حضرات حسنین رضی اللہ عنہما) کو دوست رکھا اور ان دونوں کے باپ اور ان دونوں کی ماں کو دوست رکھا تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا“۔ (احمد وترمذی) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا محبت الٰہی کے حصول کا سبب ہے، حدیث شریف میں ہے کہ: ”اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما اور جو کوئی ان دونوں سے محبت رکھے، ان سے تو بھی محبت فرما“۔ (استیعاب) اسی محبت وعقیدت کا تقاضا ہے کہ حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی رضا جوئی اور ان

کی خوشی کے حصول کی کوشش کی جائے، اور قولاً وفعلاً کسی طرح بھی ان کو ایذا وتکلیف نہ دی جائے اور ان سے اختلاف، عداوت اور لڑائی مول لینے سے ہر حال میں بچا جائے کیونکہ آپ ﷺ نے ایک موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی وخفگی کو اپنی ناراضگی وخفگی کا باعث بتایا ہے اور اس حدیث میں پوری امت مسلمہ کیلئے بڑی تنبیہ ہے، حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ میرے بدن کا حصہ ہیں، جس نے انکو غصہ دلایا، اس نے مجھ ﷺ کو غصہ دلایا''۔ (بخاری ومسلم) اور آپ ﷺ نے ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن اور حضرت حسین کے حق میں ارشاد فرمایا کہ: ''جو کوئی ان سے لڑے میں ان سے لڑوں گا اور جو کوئی ان سے مصالحت رکھے، میں اس سے مصالحت رکھوں گا''۔ (ترمذی)

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علی میں تو علم شرع کو بدل نہیں سکتا ہاں تم فاطمہ کو طلاق دیدو پھر جس سے چاہو نکاح کرلو اور فرمایا کہ عدو اللہ اور نبی اللہ کی بیٹیاں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتی، بات ذہن میں آسکتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کیوں منع فرمایا جب کہ ایک ساتھ چار عورتوں کو نکاح میں جمع کرسکتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ سوتنوں کی چپقلش کی وجہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے شکایت کریں اور آپ ﷺ کو تکلیف ہو تو اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نقصان ہوگا۔ آپ ﷺ نے اس لئے منع فرمایا۔

اہل بیت کا ایک حق یہ بھی

حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا دوسرا اہم حق یہ ہے کہ انکی سیرت وکردار کو اور انکے اعمال وافعال کو اختیار کیا جائے، دینی معاملات میں ان کی اتباع وپیروی کی

جائے کیوں کہ قرآن مجید کے بعد حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم ہی اطاعت واقتدا کے قابل ہیں، احادیث مبارکہ میں انکی اتباع وپیروی کی تاکید وترغیب بہت ہی موثر انداز میں بیان ہوئی ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''لوگو! میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جارہا ہوں، اگر تم نے اسکو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید اور میری سنت) اور میری اولاد، میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم، (ترمذی) فی الواقع حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنا دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کا موجب ہے اور خیر وعافیت کا باعث ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ: ''یاد رکھو! تمہارے حق میں میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی وہی حیثیت واہمیت ہے جو اہمیت وحیثیت ''کشتی نوح'' کی ہے، جو اس میں سوار ہوگیا اس نے نجات پائی اور جو شخص اس کشتی میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا''۔ (احمد)

حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے مذکورہ بالا حقوق کے علاوہ اور بھی کچھ چھوٹے بڑے حقوق ہیں، ان میں 'خیر خواہی وہمدردی' اور 'مدد وتعاون' سرفہرست حقوق ہیں۔ بہر کیف انکے سارے حقوق کی ادائیگی ہم امت مسلمہ کیلئے بہت ضروری اور ہمارے لئے بہت ہی کارآمد ہے۔ دنیا میں خیر وعافیت اور آخرت میں انعام واکرام کا ذریعہ ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے انکے ادائے حقوق کے بارے میں پوری امت مسلمہ کو بڑی بلیغ وموثر انداز میں ترغیب دی ہے اور اس سلسلہ میں بہت زیادہ متنبہ فرمایا، ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ: ''اور وہ (قرآن اور میری اولاد، میرے گھر والے) الگ الگ نہ ہوں گے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر وہ میرے پاس آپہنچیں گے پس تم لوگ سوچ لو کہ تم میرے بعد ان سے کیا معاملہ کرتے ہو اور کیسے پیش آتے ہو''۔ (ترمذی)

اہل بیت کی قربانیاں

نبی کریم ﷺ کے ہم پر بہت سارے احسانات ہیں ہم کو ضلالت وگمراہی کے عمیق غار سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔ ہماری خاطر آپ ﷺ نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں اور آپ کے اہل بیت نے سخت تکلیفیں اٹھائیں۔حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کے چچا کے فرزند بھی شہید ہوگئے۔حضرت عبیدہ بن الحارث حضرت حسین رضی اللہ عنہم بھی دین اسلام کی خاطر شہید ہوگئے تو ان سب کے احسانات بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہم پر احسانات ہیں اس لئے ہر ایک کی تعظیم وتوقیر ہمارے لئے واجب ہے بالخصوص حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا ہمارا فرض منصبی ہے اور ایمان کا ایک جزو ہے اور دخول جنت کا ذریعہ اور سبب ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام مومنین کے دلوں میں تمام حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم (حضرات ازواج مطہرات، آپ کی ذریات طیبات رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بنو ہاشم کی اولاد اطہار رضی اللہ عنہم) کی عظمت اور ان کی محبت کو راسخ فرمادے اور ان کے حقوق کو کما حقہ ادا کرنے والا بنادے آمین! آخر میں جامع وکامل درود شریف پڑھ لیں!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَاتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَاتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (بخاری ومسلم)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

تعصب ایک روحانی واخلاقی بیماری

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ خواتین اسلام معزز سامعین اور عزیزہ طالبات! ہم مسلمانوں میں جہاں بہت سی کمیاں کوتاہیاں ہیں وہیں معاشرے کے اندر خرابی اور بگاڑ بھی ایک

معمول کی چیز بن کر رہ گئی ہے۔ کینہ وحسد، بغض وعداوت ہر طرح کی روحانی بیماریاں ہمارے اندر کوٹ کوٹ کر پائی جاتی ہیں۔ عوام ہوں یا خواص پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ، مرد ہوں یا عورت، بوڑھے ہوں یا جوان سبھی ان بیماریوں میں مبتلا ہیں اور ان بیماریوں میں ایک بڑی بیماری عصبیت ہے خواہ لسانی عصبیت ہو یا علاقائی اور وطنی عصبیت، عموماً لوگ اس بیماری کے شکار ہیں کوئی بھی شخص اپنے علاقہ میں کسی مسافر کو خوشحال دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

تعصب برائیوں کی جڑ ہے

جب کہ ایک اچھے اسلامی معاشرہ کی سب سے بہتر بات یہ ہے کہ وہ عصبیت سے پاک ہو۔ عصبیت ایک ایسی بیماری ہے جو اچھی بھلی سوچ وعقل کے انسان کو ذہنی انتشار کا شکار بنا دیتی ہے کہ وہ حق بات بھی ماننے کو تیار نہیں ہوتا یا یوں کہیے کہ اس کے اندر باطنی طور پر ایسی ٹوٹ پھوٹ ہو چکی ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کا دل ودماغ اپنی منصفانہ حق شناسی اور حق کو تسلیم کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔

اسلام نے قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے ذریعہ انسانوں کو اس بیماری سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ کیوں کہ یہ مرض روحانی واخلاقی کئی امراض کا پیش خیمہ ہے۔ اس کے سبب انسانی شخصیت میں کئی مہلک امراض روحانی لاحق ہو جاتے ہیں جو پاکیزہ نفس کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں جیسے حسد، بغض، کسی پر بلاوجہ نظر حقارت ڈالنا، غیبت، بہتان طرازی، سخت کلامی، حق تلفی، اہانت، زود کلامی کے ساتھ دروغ گوئی کی آمیزش اور تجسس وغیرہ۔ یہ وہ گناہِ کبائر ہیں جو ہر زمانہ اور ہر امت کے لئے ممنوع قرار دیے گئے ہیں۔ اس امت مسلمہ کے لئے بھی قرآن واحادیث نبوی اور اقوال صحابہ وبزرگان دین کی تعلیمات کی روشنی میں ان مہلک امراض سے بچنے کی سخت

تاکیدیں اور وعیدیں وارد ہیں۔ ایک مؤمن کے ایمان اور اس کی شخصیت کے لئے یہ نہایت ہی خطرناک اخلاقی بیماریاں ہیں اور ان کے اندر صدہا گناہِ صغیرہ پوشیدہ ہیں اور یہ سب امراض جیسا کہ عرض کیا گیا ایک گناہِ عظیم ''تعصب'' کی وجہ سے معرضِ وجود میں آجاتے ہیں۔ تعصب میں سب سے پہلے بغض وحسد اور بے اعتنائی پیدا ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ان کی ممانعت آئی ہے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَابَزُوْا كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَاناً وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.** (بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بے اعتنائی کا اظہار نہ کرو بلکہ اللہ کے مخلص بندے ہو کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق ختم کرے۔

اخلاق نبوی ﷺ

بدکلامی جو تعصب کی وجہ سے بہت زیادہ صادر ہوتی ہے۔ اس کے متعلق ارشاد رسول ﷺ ہے: **قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشاً وَلَا مُتَفَحِّشاً وَكَانَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقاً.** (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ نہ تو بدکلام تھے اور نہ بدکلامی کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔ اخلاق کی وجہ سے آدمی بہت ہی متاثر ہوتا ہے ایک یہودی آرہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عائشہ یہ شخص ایسا ایسا ہے یعنی اچھا آدمی نہیں ہے۔ اور جب آپ ﷺ کے قریب آیا تو اس

کے ساتھ بڑے اچھے اخلاق سے پیش آئے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا: یارسول اللہ ! آپ تو اس کے بارے میں اس طرح فرما رہے تھے اور جب قریب آیا تو اتنے اچھے اخلاق سے پیش آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ بڑا برا ہے وہ شخص جس کے اخلاق کی وجہ سے لوگ دور بھاگیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بدکلامی سے کوسوں دور تھے آپ نے بدکلامی کبھی نہیں فرمائی آپ فرمایا کرتے تھے تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ بہتر ہیں۔

شیطان جب کسی قوم سے بڑے بڑے مظالم اور گناہ کرانا چاہتا ہے تو اس کے اندر دوسرے افراد اور اقوام کے حق میں تعصب اور حسد کے جذبات بھڑکا دیتا ہے۔ یہی اس کی تحریک صد ہا برائی کی جڑ ثابت ہوتی ہے اور تعصب میں انسان اس حد تک آگے بڑھ جاتا ہے جہاں بڑے سے بڑے گناہ اور حق تلفی اسے گناہ نہیں دکھائی دیتے۔ بظاہر اسباب کچھ بھی ہو سکتے ہیں مگر اصل نسبت تعصب ہی ہوتا ہے اس کے اندر کبائر گناہ پنہاں ہوتے ہیں۔

مثلاً قرآن کریم میں واقعہ ہابیل وقابیل کا ذکر ہے جس میں قابیل نے ہابیل کا قتل کیا۔ یہ بنی نوع انسان کا پہلا قتل تھا جو حسد، بغض، حق تلفی اور تعصب کی بنیاد پر ہوا۔ اس میں سبب ظاہری اقلیما کا حسن تھا جو قابیل کی حقیقی بہن تھی یعنی قابیل واقلیما ایک حمل سے پیدا ہوئے تھے اور ہابیل ولیودا ایک حمل سے، لیودا کم خوبصورت تھی حضرت آدم کو حکم الٰہی تھا کہ ایک ہی حمل کے دو بچوں کا آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا اس لئے ہابیل واقلیما کا نکاح ہو سکتا تھا اس لئے اقلیما سے نکاح کرنے کا حق ہابیل کو تھا یہ بات قابیل کو اچھی نہیں لگی اور اسے ہابیل سے حسد وتعصب ہوا تو اس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ یہ قابیل کی اپنی خباثت اور اخلاقی بیماری تھی اس میں اقلیما یا اس کے

حسن کا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہ قابیل کا تعصب ہی تھا جس نے اس کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھی تھی جس کی وجہ سے اس کو دوسرے کا حق دکھائی نہیں دیا۔ تعصب کی سب سے بڑی خرابی یہی ہے کہ وہ انسان کے اندر سے حق شناسی اور حق کو تسلیم کرنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے۔

آپ اسی سے اندازہ لگائیے کہ انسان تعصب اور حسد کی وجہ سے کیا کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ ہابیل نے تو جان دیدی مگر رہتی دنیا تک اس کو نیک نامی کے ساتھ یاد کیا جائے گا اور قابیل کو کوئی بھی اچھا نہیں کہہ سکتا جس نے اپنے بھائی کو قتل کر کے اپنا دست وبازو کمزور کر لیا۔ ایوب سختیانیؒ فرماتے ہیں امت محمد ﷺ یہ میں سب سے پہلے عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی جان قربان کردی مگر اپنے لئے کسی کی انگلی کٹانا پسند نہ کیا بہر حال تعصب بہت بری بلا ہے۔

تعصب اخلاص کیلئے رکاوٹ ہے

چنانچہ قوم مصر (قبطی) جو فراعنہ مصر کی قوم تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل (سورہ بقرہ:۵۹) پر تعصب کی بنیاد پر بے پناہ ظلم ڈھاتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو حق نہیں مانتے تھے خود اللہ کے سچے رسول حضرت محمد ﷺ کے زمانہ کے یہود اور منافقین مدینہ باطنی طور پر آپ کو سچا نبی جانتے اور پہچانتے تھے لیکن تعصب کی وجہ سے آپ پر اخلاص کے ساتھ ایمان نہ لاتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی اس باطنی متعصّبانہ روش کا یوں پردا چاک کیا: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ. (الانعام:۲۰)

جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی ﷺ کو پہچانتے تھے جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لائے۔ اسی طرح

مشرکین مکہ کے بعض سردار اسلام کو حق جانتے تھے لیکن اسلام قبول کرنے میں اس لئے تاخیر کررہے تھے کہ بنی ہاشم ان سے ہر لحاظ سے فوقیت لیتے جارہے تھے ان میں حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔ اس طرح تعصب کی وجہ سے حق قبول نہ کرنے کے واقعات تاریخ اسلام اور تاریخ عالم میں بھرے پڑے ہیں۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قوم یمامہ کے ایک شخص مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس کی قوم محض تعصب کی وجہ سے اس کی حمایت پر کھڑی ہوگئی تھی اور اہل یمامہ کہتے تھے کہ مضر کا نبی سچا ہے (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لیکن مضر کے سچے نبی سے ہم کو اپنے قبیلہ کا جھوٹا نبی عزیز ہے (معاذ اللہ) یہ ہے تعصب کا نتیجہ کہ اتنی بڑی سچائی کو جانتے ہوئے بھی حق بات تسلیم نہ کرنا سراسر محرومی اور دین وملت اور معاشرہ کے لئے بہت ہی خطرناک بات ہے۔ تعصب انسان کو ترقی کی راہ سے روکتا ہے اور ذہنی طور پر الجھنوں کا شکار ہوتا ہے کبھی اسے چین وسکون نصیب نہیں ہوتا اور اپنے غیر کو اگر تپتا ہوا دیکھتا ہے تو اس کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں اور اس کو نقصان پہونچانے کی فکر میں ہمیشہ لگا رہتا ہے اس کا نقصان ہو یا نہ ہو مگر خود اس کا تو بہت ہی نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان برائیوں سے مسلم معاشرہ کو پاک وصاف رکھا جائے اگر عصبیت اور گروہ بندی ہمارے ذہن ودماغ میں ہوگی تو دنیوی ترقی بھی نہیں کرسکتے اور اخروی ترقی بھی ہمارے لئے ممکن نہ ہوگی۔

مسلمانوں میں اتحاد کا فقدان

آج مسلمانوں میں فرقہ بندی، طبقاتی، علاقائی، وطنی ذات برادری کا تعصب اس قدر جڑ پکڑ گیا ہے کہ اس نے ایک دوسرے کی اچھی خصوصیات کو بھی تسلیم کرنے

سے روک دیا ہے اور معاشرتی طور پر بھی مل بیٹھ کر مفاہمت کے کسی قضیہ اور مسئلہ کے حل کے سبھی دروازے بند کررکھے ہیں۔ آج اگر ہم اقوام عالم خاص طور پر یوروپ وامریکہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح متحد ہورہے ہیں، ناٹو یوروپی یونین وغیرہ بلاک بنارہے ہیں، یہود ونصاریٰ اور دنیا کی دیگر قومیں کس طرح متحد ہوکر اور اشترا کی حیثیت سے گروپ کی شکل میں پوری دنیا، خاص طور پر مسلمانوں پر شکنجہ کستے رہتے ہیں۔ اگر ان قوموں کے ماضی کی طرف نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے کبھی تعصّبات وتنفرات کی تمام حدیں پار کردی تھیں اور دنیا پر دو عالم گیر جنگیں تھوپ دی تھیں، ملک کے ملک تباہ کردیئے تھے جن کے اندر عصبیت کے اتنے رنگ تھے یعنی انگریز، فرانس، جرمن، پرتگال، ڈچ، آرین، غیر آرین، سامی، غیر سامی کالے اور گورے کا فرق، ایشین وغیر ایشین کا فرق آج یہ سبھی قومیں متحد ہورہی ہیں اور جس قوم وملت کے سچے رسول پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کالے اور گورے کا فرق، عربی وعجمی کا فرق، امیر وغریب کا فرق سب ختم کردیا ہو اور جن کے پاس نازل ہونے والی کتاب کی تعلیم ہو:

اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّاُنۡثٰی وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡباً وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ. (الحجرات:۱۳)

’’بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور قبیلوں اور جماعتوں میں بانٹ دیا تاکہ تم پہچانے جاسکو ہاں تم میں سب سے عزت والا وہی ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرتا ہو‘‘۔

قرآن کریم نے صاف صاف بتلا دیا کہ قبیلہ وخاندان میں تقسیم کرنے کی اصل بنیاد کیا ہے ایک دوسرے پر تفاخر نہیں اپنے سے کم مرتبے والے اور کم نسب والے آدمی پر فخر کرنا نہیں ہے کہ میں تو فلاں خاندان وقبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں میرا حسب

ونسب بہت اونچا ہےتو گھٹیا اور ذلیل خاندان کا آدمی ہے۔خاندان وقبیلہ میں بانٹنے کا مقصد اصل ایک دوسرے کا تعارف اور پہچان ہے۔تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں، فقط حسب ونسب وقبائلی شرافت کوئی اہمیت کی چیز نہیں۔اللہ کے یہاں دلوں کا تقویٰ دیکھا جاتا ہے جو دل اللہ سے ڈرنے والا ہوگا وہی اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت ہوگا۔

دل کو تعصب سے پاک رکھیں

لیکن آج مسلمانوں کے دل میں تعصب کا مرض گھر بناتا جارہا ہے اس وقت اسلام شرمسار ہوجاتا ہے جب مسلمانوں کی برادریاں خود ایک دوسرے کو ذات برادری اور پیشہ کا بھونڈا نام لے لے کر ذلیل کرتی نظر آتی ہیں،اس وقت وہ قرآن کا یہ جملہ بھول جاتے ہیں:اَلْعِزَّۃُ لِلْمُسْلِمِیْنَ عزت ہر مسلمان کے لئے ہے۔یہ سب ہماری اخلاقی گراوٹ کا نتیجہ ہے جس سے ہماری سوچیں روز بروز تنگ ہوتی جارہی ہیں اور تعصب کا زہر اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ہم کو اس مہلک مرض سے اپنے دل کو بچانا ہوگا کیوں کہ یہ دل میں ہی پنپتا ہے اور دل ہی ایمان کی جگہ ہے اس لئے یہ ہماری ایمانی لذت کو خراب کر دیتا ہے۔شاید اسی وجہ سے محبت بین المسلمین کم ہورہی ہے۔دل اگر اس قسم کی بیماریوں سے پاک ہوگا تو ہمارے اعمال اور ہماری ایمانی لذت سب درست رہے گی۔اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:اَلاَ وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلاَ وَھِیَ الْقَلْبُ. (بخاری ومسلم)

یاد رہے کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے کہ اگر وہ سلامت ہے تو سارا جسم سلامت ہے۔لیکن جب وہ مریض ہوجاتا ہے تو سارا جسم مرض (گناہ) کا شکار ہوجاتا ہے یادرہے جسم میں وہ ٹکڑا دل ہے۔

اقبال مرحوم نے بہت پہلے کہا تھا۔ ؎

یوں تو سید بھی مرزا بھی افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ بھی ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

تعصب سے اپنے دل کو پاک رکھنے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔کیونکہ تعصب ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور پوری قوم ومعاشرے کی تباہی کی جڑ ہے۔آدمی حق بات تک پہونچ نہیں سکتا سچ سوچ نہیں سکتا عصبیت ہی کی وجہ سے ملکوں اور قوموں میں پھوٹ پڑتی ہے اور لڑائیاں ہوتی ہیں اور خون کا بازار گرم ہوتا ہے اور قوم صدیوں سال پیچھے لوٹ جایا کرتی ہے یہ ہے تعصب کا نتیجہ دنیا میں،اور آخرت میں جو نقصان ہوگا وہ تو ہوگا ہی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو عصبیت سے دور رکھے اور میل ومحبت سے زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

لو اپنا اعمال نامہ پڑھ لو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ. فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

محترمہ صدر معلّمہ خواتین اسلام ماؤں پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا کی جو مختصر سی زندگی عطا کی ہے اس زندگی میں آخرت کی تیاری کرنی ہے اور مرنے کے بعد زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہے۔ جہاں اولین وآخرین آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والوں انسانوں کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر ہوگا اور ہر ایک اپنے اچھے اور برے کاموں کا جو دنیا میں اس نے کیا نظروں سے مشاہدہ کرے گا ہر ایک نفسی نفسی

کے عالم میں ہوگا کوئی دوسرے کی مدد بھی نہ کر سکے گا کسی شاعر نے اس وقت کی منظر کشی اس طرح کی ہے۔ ؎

یقیناً آئے گا وہ دن کہ جب محشر بپا ہوگا
وہاں نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے شرح صدر نہیں تھا کہ: هَاؤُمُ اقْرَؤُا كِتٰبِيَهْ کون کہے گا، ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ کعب کوئی حدیث سناؤ، کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ جل شانہ تمام مخلوق کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا، وہاں ہر قوم کو اس کے سردار کے ساتھ پکارا جائے گا کہ...... جس دن ہم لوگوں کو ان کے سرداروں کے ساتھ پکاریں گے۔ ایک ہدایت یافتہ قوم کو بلا کر اس کے سردار کو داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا، جس میں صرف نیکیاں ہی لکھی ہوں گی۔ ان کی برائیاں پکارنے والا فرشتہ چپکے سے کان میں بتائے گا، (کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اپنی نیکیوں کی وجہ سے ہم جنت میں جا رہے ہیں) نامہ اعمال میں لکھی نیکیاں باآواز بلند سب کے سامنے پڑھ کر سنائی جائیں گی۔ لوگ پکارنے لگیں گے۔ مبارک ہو ..... مبارک ہو...... اس کی تو ساری نیکیاں ہی نیکیاں ہیں، یہ کامیاب ہو گیا، مگر وہ اپنی برائیوں کو دل ہی دل میں یاد کر کے ڈر رہا ہوگا (پکڑ نہ ہو جائے) حکم ہوگا کہ میں نے تجھے بخش دیا۔ یہ سن کر اطمینان کا سانس لے گا۔ اس کو نور کا تاج پہنا کر کہا جائے گا کہ جا اپنے ساتھیوں کو خوشخبری سنا کہ ہم نے تیرے ساتھ ان کو بھی بخش دیا۔ وہ خوشی میں دوڑتا ہوا جائے گا، راستہ میں ہر جماعت آرزو کرے گی کہ کاش یہ ہمارا سردار ہوتا۔ وہ اپنی جماعت کے پاس پہنچ کر کہے گا کہ لو میری کتاب پڑھ لو..... اللہ نے تم سب کو بھی بخش دیا۔ اس کے بعد ایک گمراہ شخص کو بلا کر نامہ اعمال دیا جائے گا، وہ اپنا داہنا ہاتھ

بڑھانا چاہے گا، مگراس کو شل کردیا جائے گا اور بائیں ہاتھ میں پیچھے سے نامہ اعمال دے دیا جائے گا، جس میں صرف برائیاں ہی لکھی ہوں گی۔ اس کے دنیا میں کئے ہوئے بھلے کام چپکے چپکے کان میں بتائے جائیں گے تاکہ یہ نہ سمجھے کہ میری نیکیاں لکھی ہی نہیں گئیں، اوراس سے کہا جائے گا کہ تیری نیکیوں کا بدلہ تو دنیا ہی میں دے دیا گیا، پھر برائیاں مجمع کے سامنے زور زور سے سنائی جائیں گی۔ چہرہ رات کی مانند سیاہ ہوجائے گا، سر پر آگ کا تاج رکھ دیا جائے گا، جس سے دھواں اٹھتا ہوا ہوگا، دیکھنے والے کہیں گے کہ یہ شخص ہلاک ہوگیا۔ اس سے کہا جائے گا کہ جا اپنی جماعت کے لوگوں سے کہہ دے کہ تمہارا حشر بھی یہی ہوگا۔ جاتے ہوئے لوگ لعنت ملامت کریں گے اوراس سے پناہ مانگیں گے۔ اپنی جماعت کے پاس پہنچے گا تو وہ لوگ بھی لعنت کریں گے، یہ ان پر لعنت کریگا۔

ہرایک نفسی نفسی کے عالم میں

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں: وَاتَّقُوْا يَوْماً لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اوراس دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ بھی کام نہ آسکے گا اور نہ ہی اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس کی طرف سے کوئی عوض لیا جائے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی یعنی دنیا میں مدد کے جتنے طریقے ہوسکتے ہیں ان میں سے کوئی طریقہ آخرت میں کام نہ آویگا وہاں تو اعمال کی قدر ہوگی۔ دنیا میں جس نے اچھے اعمال کئے ہوں گے آخرت میں اس کا اچھا بدلہ اسے ملے گا۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ بہرحال جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو لوگوں سے کہے گا یہ لومیرا نامہ اعمال پڑھو: وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ

كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ . وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ . يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ . مَآ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِيَهْ . هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِيَهْ . اورجس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا اے کاش میرا نامہ اعمال مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور مجھے معلوم ہی نہ ہوتا کہ میرا حساب کتاب کیا ہے کاش میری پہلی موت ہی میرا خاتمہ کردیتی۔ میرا مال بھی میرا کچھ کام نہ آسکا میری بادشاہت بھی میرے کچھ کام نہ آسکی۔ قرآن کریم نے اچھے اور برے دونوں کی منظرکشی کی ہے اچھا آدمی یہ دونوں چیزیں سامنے رکھ کر اپنی منزل کو طے کرتا ہے۔ شعر:

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

دنیا میں انسان جیسا عمل کرے گا آخرت میں مرنے کے بعد ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

آخرت کی ہولناکی

آخرت کے دن کی ہولناکی کو بیان کرتے ہوئے قرآن نے اعلان کیا: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ . جس دن انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا، اپنی بیوی اور بیٹے سے بھاگے گا، ان میں سے ہرایک کی اس دن ایسی حالت ہوگی جو اس کو بے نیاز کردے گی یعنی دوسروں کی طرف التفات کرنے کی فرصت ہی نہ ہوگی۔ بلکہ ہرایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میدان حشر میں جب کہ اولین وآخرین کا اجتماع ہوگا سارے انسان اس وقت مادرزاد ننگے ہوں گے خواہ مرد ہوں یا عورت۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب سب لوگ ننگے ہوں گے تو بڑی شرم آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا معاملہ اس سے کہیں زیادہ

سخت ہوگا ہر ایک کو اپنی فکر ہوگی کوئی دوسرے کو نہیں دیکھے گا۔اس دن کی ہولنا کیوں سے وہی شخص بچ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ جس پر رحم کا معاملہ کرے۔قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر قیامت کی ہولنا کی پیش کی گئی ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْـزَلَةَ السَّـاعَةِ شَیْـئٌ عَظِیْمٌ. اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بلاشبہ قیامت کی ہولنا کی بری چیز ہے۔یَـوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُـلُّ ذَاتِ حَـمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی. وَلٰکِنَّ عَـذَابَ الـلّٰـهِ شَدِیْدٌ. جس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنی دودھ پلائی ہوئی اولاد کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تم لوگوں کو دیکھو گے نشہ کی حالت میں حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔اس لئے اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے آج ہی تیاری کریں تاکہ اللہ کے عرش کے سایہ میں جگہ ملے ۔جس دن اللہ رب العزت کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

ایسے لوگ پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْـحَـمْـدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ خواتین اسلام ماؤں اور بہنو! نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا، یعنی مومن کی شان نہیں کہ جھوٹ بولے اگر آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو سارے گناہ کرسکتا ہے۔ کیونکہ سارے گناہ کرے گا اور کہے گا کہ میں نے نہیں کیا اسی لئے جھوٹ کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور ایک موقع پر حضور سرورِ

کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرمایا: مَنْ سَكَتَ نَجَا جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا اور دوسرے موقع پر فرمایا: اَلْمُوْمِنُ اِذَا وَعَدَ وَفَا مومن جب وعدہ کرتا ہے تو اس کو پورا کرتا ہے اسی سلسلہ کا ایک اہم واقعہ دور فاروقی میں پیش آیا اس کو عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اس کو سنتے ہوئے کسی لمحے آپ کو اپنی آنکھوں میں نمی سی محسوس ہو تو جہاں اپنی مغفرت کی دعاء کریں، وہیں اس گناہ گار خاکسار کو بھی یاد کرلیں۔ دونو جوان سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محفل میں داخل ہوتے ہی محفل میں بیٹھے ایک شخص کے سامنے جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کی طرف انگلی کر کے کہتے ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ یہ ہے وہ شخص! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس سے پوچھتے ہیں، کیا کیا ہے اس شخص نے؟ یا امیر المومنین اس نے ہمارے باپ کو قتل کیا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو، اس نے تمہارے باپ کو قتل کیا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس شخص سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہیں کیا تو نے ان کے باپ کو قتل کیا ہے؟ وہ شخص کہتا ہے: ہاں امیر المومنین، مجھ سے قتل ہو گیا ہے ان کا باپ۔ کس طرح قتل کیا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں۔ یا عمر ان کا باپ اپنے اونٹ سمیت میرے کھیت میں داخل ہو گیا تھا، میں نے منع کیا، باز نہیں آیا تو میں نے ایک پتھر دے مارا۔ جو سیدھا اس کے سر میں لگا اور وہ موقع پر مر گیا۔ پھر تو قصاص دینا پڑے گا، موت ہے اس کی سزا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نہ فیصلہ لکھنے کی ضرورت، اور فیصلہ بھی ایسا اٹل کہ جس پر کسی بحث ومباحثے کی بھی گنجائش نہیں، نہ ہی اس شخص سے اس کے کنبے کے بارے میں کوئی سوال کیا گیا ہے، نہ ہی یہ پوچھا گیا ہے کہ تیرا تعلق کس شریف خاندان سے ہے، نہ ہی یہ پوچھنے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ تعلق کسی معزز قبیلے سے تو نہیں جنکا معاشرے میں کیا رتبہ یا مقام ہے؟ ان سب باتوں سے بھلا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مطلب ہی کیا تھا!! کیوں کہ معاملہ اللہ کے دین کا ہو تو عمر رضی اللہ عنہ پر کوئی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کوئی

اللہ کی شریعت کے نفاذ کے معاملے پر عمر رضی اللہ عنہ کو روک سکتا ہے۔ حتی کہ سامنے عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ قاتل کی حیثیت سے آ کھڑا ہو، قصاص تو اس سے بھی لیا جائے گا، وہ شخص کہتا ہے اے امیر المومنین: اس کے نام پر جس کے حکم سے یہ زمین وآسمان قائم ہیں مجھے صحراء میں واپس اپنی بیوی بچوں کے پاس جانے دیجئے تا کہ میں ان کو بتا آؤں کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ ان کا اللہ تعالیٰ اور میرے سوا کوئی آسرا نہیں ہے، میں اس کے بعد واپس آ جاؤں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کون تیری ضمانت دے گا کہ تو صحراء میں جا کر واپس بھی آ جائے گا؟ مجمع پر ایک خاموشی چھا جاتی ہے۔ کوئی بھی تو ایسا نہیں ہے جو اس کا نام تک بھی جانتا ہو۔ اس کے قبیلے، خیمے یا گھر وغیرہ کے بارے میں جاننے کا معاملہ تو بعد کی بات ہے۔ کون ضمانت دے اس کی۔ کیا یہ دس درہم کے ادھار یا زمین کے ٹکرے یا کسی اونٹ کے سودے کی ضمانت کا معاملہ ہے؟ ادھر تو ایک گردن کی ضمانت دینے کی بات ہے جسے تلوار سے اڑا دیا جانا ہے۔ اور کوئی ایسا بھی تو نہیں ہے جو اللہ کی شریعت کی تنفیذ کے معاملے پر عمر رضی اللہ عنہ سے اعتراض کرے، یا پھر اس شخص کی سفارش کے لئے وہیں کھڑا ہو جائے اور کوئی ہو بھی نہیں سکتا جو سفارشی بننے کی سوچ سکے۔ محفل میں موجود صحابہ پر ایک خاموشی سی چھا گئی ہے، اس صورتحال سے خود عمر رضی اللہ عنہ بھی متاثر ہیں۔ کیوں کہ اس شخص کی حالت نے سب کو ہی حیرت میں ڈال کر رکھ دیا ہے۔ کیا اس شخص کو واقعی قصاص کے طور پر قتل کر دیا جائے یا اس کے بچوں کو بھوکے مرنے کے لئے چھوڑ دیئے جائیں؟ یا پھر اس کو بغیر ضمانتی کے واپس جانے دیا جائے؟ واپس نہ آیا تو مقتول کا خون رائیگا جائے گا! خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سر جھکائے افسردہ بیٹھے ہیں اس صورت حال پر، سر اٹھا کر التجا بھری نظروں سے نو جوانوں کی طرف دیکھتے ہیں، معاف کر دو اس شخص کو۔ نہیں امیر المومنین، جو ہمارے باپ کو قتل کرے اس کو چھوڑ دیں، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، نو جوان اپنا آخری فیصلہ بغیر کسی جھجک

کے سنا دیتے ہیں۔عمر رضی اللہ عنہ ایک بار پھر مجمع کی طرف دیکھ کر بلند آواز سے پوچھتے ہیں، اے لوگو! ہے کوئی تم میں سے جو اس کی ضمانت دے؟ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنے زہد و صدق سے بھرپور بڑھاپے کے ساتھ کھڑے ہو کر کہتے ہیں میں ضمانت دیتا ہوں اس شخص کی! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ابوذر! اس نے قتل کیا ہے۔چاہے قتل ہی کیوں نہ کیا ہو، ابوذر رضی اللہ عنہ اپنا اٹل فیصلہ سناتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: جانتے ہو اسے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نہیں جانتا اسے۔عمر رضی اللہ عنہ تو پھر کس طرح ضمانت دے رہے ہو؟ ابوذر رضی اللہ عنہ میں نے اس کے چہرے پر مومنوں کی صفات دیکھی ہیں اور مجھے ایسا لگتا ہے یہ جھوٹ نہیں بول رہا، انشاء اللہ یہ لوٹ کر واپس آجائے گا۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوذر رضی اللہ عنہ دیکھ لو اگر یہ تین دن میں لوٹ کر نہ آیا تو مجھے تیری جدائی کا صدمہ دیکھنا پڑے گا۔امیر المومنین، پھر اللہ مالک ہے۔ابوذر اپنے فیصلے پر ڈٹے ہوئے جواب دیتے ہیں۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے تین دن کی مہلت پا کر وہ شخص رخصت ہو جاتا ہے، کچھ ضروری تیاریوں کے لئے، بیوی بچوں کو الوداع کہنے، اپنے بعد ان کیلئے کوئی راہ دیکھنے اور اس کے قصاص کی ادائیگی کیلئے قتل کئے جانے کی غرض سے لوٹ کر واپس آنے کے لئے اور پھر تین راتوں کے بعد، عمر رضی اللہ عنہ بھلا کیسے اس امر کو بھلا پاتے، انہوں نے تو ایک ایک لمحہ گن کر کاٹا تھا، عصر کے وقت شہر میں اذان کی آواز اللہ اکبر سنائی دیتی ہے، نوجوان اپنے باپ کا قصاص لینے کیلئے بے چین اور لوگوں کا مجمع اللہ کی شریعت کی تنفیذ دیکھنے کیلئے جمع ہو چکا ہے۔ابوذر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لاتے ہیں اور آکر عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔کدھر ہے وہ آدمی؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سوال کرتے ہیں۔مجھے کوئی پتہ نہیں ہے یا امیر المومنین، ابوذر رضی اللہ عنہ مختصر جواب دیتے ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ آسمان کی طرف دیکھتے ہیں جدھر سورج ڈوبنے کی جلدی میں معمول سے زیادہ تیزی کے ساتھ دن جاتا دکھائی دے رہا ہے۔اللہ کے سوا کوئی نہیں

جانتا کہ آج کیا ہونے جا رہا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں بستے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ سے انکے جسم کا ٹکڑا مانگیں تو عمر رضی اللہ عنہ دیر نہ کریں کاٹ کر ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں، لیکن ادھر معاملہ شریعت کا ہے، اللہ کے احکامات کی بجا آوری کا ہے، کوئی کھیل تماشہ نہیں ہونے جا رہا، نہ ہی کسی کی حیثیت یا صلاحیت کی پیمائش ہو رہی ہے، حالات و واقعات کے مطابق نہیں اور نہ ہی زمان و مکان کو بیچ میں لایا جانا ہے۔قاتل نہیں آتا تو ضامن کی گردن جاتی نظر آ رہی ہے۔مغرب سے چند لمحات پہلے وہ شخص آجاتا ہے، بے ساختہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منہ سے اللہ اکبر کی صدا نکلتی ہے، ساتھ ہی مجمع بھی اللہ اکبر کا ایک بھرپور نعرہ لگاتا ہے۔عمر رضی اللہ عنہ اس شخص سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں اے شخص، اگر تو لوٹ کر نہ بھی آتا تو میں تیرا کیا کر لیتا، نہ ہی تو کوئی تیرا گھر جانتا تھا اور نہ ہی کوئی تیرا پتہ جانتا تھا!

امیر المومنین، اللہ کی قسم، بات آپ کی نہیں ہے بات اس ذات کی ہے جو سب ظاہر و باطن کے بارے میں جانتا ہے، دیکھ لیجئے میں آ گیا ہوں، اپنے بچوں کو پرندوں کے چوزوں کی طرح صحراء میں تنہا چھوڑ کر، جدھر نہ درخت کا سایہ ہے اور نہ ہی پانی کا نام و نشان۔میں قتل کر دیئے جانے کیلئے حاضر ہوں۔'' مجھے بس یہ ڈر تھا کہیں کوئی یہ نہ کہہ دے کہ اب لوگوں سے وعدوں کا ایفاء ہی اٹھ گیا ہے''۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوذر کی طرف رخ کر کے پوچھا ابوذر رضی اللہ عنہ تو نے کس بنا پر اس کی ضمانت دے دی تھی؟'' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے عمر رضی اللہ عنہ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہیں کوئی یہ نہ کہہ دے کہ اب لوگوں سے خیر ہی اٹھالی گئی ہے''۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لمحہ کے لئے توقف کیا اور پھر ان دونو جوانوں سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو اب؟ نوجوانوں نے روتے ہوئے جواب دیا، اے امیر المومنین، ہم اس کی صداقت کی وجہ سے اسے معاف کرتے ہیں۔

ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں کوئی یہ نہ کہہ دے کہ اب لوگوں میں سے عفواور درگزر اٹھالیا گیا ہے"۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور آنسوان کی داڑھی کوتر کرتے نیچے گرر ہے تھے۔اے نوجوانو! تمہاری عفوودرگزر پر اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اللہ تجھے اس شخص کی مصیبت میں مدد پر جزائے خیر دے اور حاضرین نے کہا اے شخص، اللہ تجھے اس وفائے عہد وصداقت پر جزائے خیر دے۔ اور اے امیر المومنین، اللہ تجھے تیرے عدل ورحمدلی پر جزائے خیر دے۔اور اے اللہ ہم سب کو جزائے خیر دے۔آمین!

آج ایسے لوگ تلاش کرنے سے بھی نہیں ملیں گے کیسے مخلص ووفادار لوگ تھے ایسے ہی لوگوں پر فرشتے رشک کرتے ہیں اور شیاطین ماتم کرتے ہیں۔ کتنے خوش ہوئے ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر یہی لوگ اس لائق تھے کہ نبی آخرالزماں کی رفاقت وصحبت نصیب ہوا یسے لوگ اب پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

زندگی کے لمحات کی قیمت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ، مَتَاعٌ قَلِيْلٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم فَقَدْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . "اِنْكَبَسَ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَقَضٰى عَلٰى اللّٰهِ" اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

معزز خواتین صدر معلمات ماؤں اور بہنو! ایک عربی مقولہ ہے: اَلْوَقْتُ اَثْمَنُ مِنَ الذَّهَبِ وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے ہر چیز کی قضا ہوسکتی ہے مگر وقت ایک ایسی چیز ہے جس کی قضا ممکن نہیں جو وقت چلا گیا وہ کبھی لوٹ کر واپس نہ آئے گا کیسے کیسے لوگ آئے اور چلے گئے بڑے بڑے ملکوں کے فرمانروا اور بادشاہ جن کے نام سے

لوگ کانپ اٹھتے تھے بڑی مقدس ومعصوم ہستیاں جن کی ایک نصیحت لوگوں کی زندگیوں کی کایاپلٹ دیا کرتی تھی سب کے سب چلے گئے آج صرف ان کی عمدہ نصیحتیں اور کارنامے اور بڑوں کے بڑے کارنامے تاریخ کے صفحات پر رقم ہیں انہیں کو دیکھ کر ہمیں اپنی زندگی کا رخ طے کرنا ہے اور اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے دنیوی زندگی کے قیمتی لمحات کی قدر کرنی ہے۔تاکہ کل قیامت کے دن کف وافسوس نہ ملنا پڑے۔

زیادہ وقت عبادت میں صرف کریں

ایک آدمی بہت ہی غریب محتاج، مسکین، مفلوک الحال ہے، اپنے فقروفاقہ سے عاجز آگیا ہے، وہ اتفاق سے کسی جزیرے میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں سونے کا ایک پہاڑ ہے اور پہاڑ کا مالک بھی اسی جزیرے میں ہے، اس سونے کے پہاڑ کا مالک اس غریب آدمی کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے کہتا ہے کہ لگتا ہے تم فقروفاقہ سے عاجز آگئے ہو، تمہاری حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی، میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم جتنا سونا چاہو یہاں سے لے لو، لیکن اجازت کسی مخصوص وقت کے لئے نہیں ہے، بلکہ جس وقت اور جس لمحے میں چاہوں گا تمہیں منسخ کردوں گا۔اب اگر وہ آدمی عقلمند ہے تو ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرے گا، وہ دن رات سونا نکالنے میں لگا رہے گا کہ مبادا وقت ختم ہوجائے۔اس کے لئے یہ وقت بہت قیمتی ہوگا، کوئی اسے کہے کہ آؤ سیر کو چلیں تو یقیناً وہ اس کی پیشکش کو ٹھکرا دے گا، وہ سونا نکالنے میں اس قدر مصروف ہوگا کہ اسے یہ ہوش بھی نہیں ہوگا کہ اتنا سونا وہ کیا کرے گا، اللہ پاک نے ہمیں دنیا میں ایسی ہی فیاضی کے ساتھ بھیجا ہے۔ہمیں اجازت ہے کہ جتنی مرضی چاہے نیکی کے کام کرلیں۔نیکی کا خزانہ بھرلیں، اپنے رب کو راضی کرلیں، اور یہ ہمیں بھی پتہ نہیں کہ وقت کب ختم ہوجائے اور ہمیں واپس بلالیا جائے۔ہم دنیا میں آخرت کا سونا حاصل

کرنے آئے ہیں۔ہمیں ایک لمحہ بھی ضائع کیئے بغیر آخرت کے لئے خزانہ سمیٹنے کی فکر کرنی چاہیئے۔زندگی میں ہم بہت سا وقت فضول اور لایعنی کاموں میں ضائع کررہے ہیں، ہم دن رات آپس میں جب باتیں کرنے بیٹھتے ہیں تو گھنٹوں گزار دیتے ہیں اور یہ باتیں فضول گپ شپ کے سواء کچھ نہیں ہوتیں، اور اگر ان میں کچھ ہوتا ہے تو وہ دوسروں کی غیبت کی جاتی ہے، جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کے گناہ معاف ہورہے ہوتے ہیں اور ہمارے نامہ اعمال میں گناہ کا اضافہ ہورہا ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی زندگی کو آخرت بنانے کیلئے استعمال کریں، اس کیلئے چار کاموں کی ضرورت ہے، ان چار کاموں پر عمل کرنے سے ہم فضول کاموں سے بچیں گے اور ہماری زندگی کے قیمتی لمحات دنیا کے جائز نفع اور آخرت کے اجر وثواب کیلئے استعمال ہوسکیں گے۔

سب سے پہلے نمبر پر کیئے گئے گناہوں اور ناجائز کاموں پر شرمندگی اور سچی توبہ ہے۔آئندہ ان گناہوں سے بچنے کا پختہ عہد کریں اور اس توبہ پر قائم رہنے کی اللہ سے توفیق بھی مانگیں۔دوسرے نمبر پر زندگی کا ہر کام اللہ پاک کے حکم کے مطابق سرانجام دیں اپنی زندگی کے کام اللہ کی رضاء کی نیت سے کریں گے تو وہ عبادت میں شمار ہوں گے۔اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں شامل ہوجائیں گے۔دنیاوی نفع کیلئے کیئے گئے کام بھی اجر وثواب کا باعث بنیں گے۔تیسرا یہ کہ ہر وقت زبان پر اللہ کا نام ہو۔یہ اتنی بڑی دولت ہے جس کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرنے سے بندہ بہت سی فضولیات سے بچ جاتا ہے اور زبان کے ذکر کرنے سے آہستہ آہستہ دل بھی اللہ کی طرف راغب ہوجاتا ہے، چوتھا کام ہمیں یہ کرنا چاہیئے کہ فضول کاموں اور

مجالس سے پرہیز کریں۔اگر ہم کسی مجلس میں جائیں تو یہ ضروری سمجھیں کہ ہم وہاں اللہ کے احکام کی بات ضرور کرینگے۔

اورایک ضروری کام یہ کہ روزانہ سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کریں۔شام کو ہم لیٹے ہوئے یہ ضرور سوچیں کہ آج سارا دن ہم نے حقوق وفرائض کے حوالے سے کیا کیا۔اللہ کی رضاء کیلئے کون سے کام کئے، کہیں ہم سے کوئی کوتاہی تو نہیں ہوگئی، اگر خدانخواستہ کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے تو اللہ سے اس کی معافی مانگیں اور زندگی کا آئندہ ہر دن اللہ کی رضا کے لئے گزارنے کا عہد کریں۔

انسان کے دو بڑے دشمن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کرو۔انسان سے گناہوں کا سرزد ہونا کوئی محال نہیں کیوں کہ گناہ کا ہونا انسان کے ساتھ خاص ہے کسی فرشتہ سے گناہ کا وقوع نہیں ہوتا،نفوس وشیاطین دونوں انسانوں کے دشمن ہیں جو اس کو ہر وقت برائیوں کی دعوت دیتا ہے وہ یہ نہیں چاہتے کہ انسان کوئی نیک کام کرے اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑا مرتبہ حاصل کر سکے اور دوزخ سے بچ کر جنت کی لازوال اور ابدی نعمتوں کو پا سکے اس لئے قدم قدم پر گناہوں اور برائیوں کے کاموں کو اچھے انداز میں پیش کرتے ہیں جو انسانوں کی فطرت کے موافق ہو اور اس کی ظاہری خوشحالی کو دیکھ کر اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں اور وہی چیز اس کی دنیوی واخروی زندگی کو تباہ وبرباد کرنے کیلئے کافی ہوا کرتی ہے ان دونوں دشمنوں نے تو بڑے بڑے اولیاء اللہ اور اقطاب وابدال کو تباہ وبرباد کردیا اسلئے انسان کی فلاح وکامیابی اسی میں ہے کہ ہمیشہ ان سے بچ کر زندگی گذارے اور کوئی کام ایسا نہ کرے جو اللہ کو ناراض کرکے ان کو خوش کرنے والا بنے۔

مومن کو مایوس نہیں ہونا چاہئے

جب انسان سے غلطی سرزد ہو جائے تو کیسے اپنے آپ کو پاک وصاف کرے؟ میں نے ابھی بتایا کہ غلطی انسان ہی سے ہوتی ہے کسی پتھر اور جانور سے نہیں اس لئے غلطیوں اور گناہوں سے ناامید اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمایا: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. اے نبی آپ فرما دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر تجاوز کیا اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے۔گنہگار بندوں کے لئے اس سے بڑی خوشخبری اور کیا ہو سکتی ہے۔بڑا سے بڑا پاپی اور گنہگار اگر سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتا ہے اس لئے انسان کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔بلکہ اللہ سے امید لگا کر گریہ وزاری کر کے توبہ کر لینی چاہئے اور گناہوں پر اڑے نہیں رہنا چاہئے۔اور ہر وقت آخرت کی تیاری ہونی چاہئے کیونکہ موت کا کچھ پتہ نہیں کہ کب آجائے اور انسان کو آدبوچے۔موت سے کسی کو دستکاری نہیں مقدس ومعصوم ہستیاں انبیاء علیہم السلام ہیں لیکن ان کو بھی ہمیشگی اور دوام کی زندگی نصیب نہ ہو سکی۔وہ بھی ایک وقت تک کے لئے آئے اور اپنی حیات مستعار کے ایام پورے کر کے واپس چلے گئے۔

عقلمند آدمی کون ہے

اللہ تعالیٰ نے جو زندگی ہم کو عطا کی ہے اس کو غنیمت سمجھیں اور کوئی لمحہ اس کو ضائع نہ ہونے دیں کیونکہ یہ زندگی بہت مختصر اور بڑی بیش قیمت ہے اسی زندگی میں آخرت کی دوامی اور ہمیشگی کی زندگی کی تیاری کرنا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اِنْکَبَسَ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَقَضٰی عَلٰی اللّٰهِ. عقلمند ودانا وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو تابع کرلیا اور وہ عمل کیا جو مرنے کے بعد کام آنے والے ہیں اور نادان وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے امیدیں لگائے رکھا۔ جب تک انسان زندہ رہتا ہے اس کا نامۂ اعمال کھلا رہتا ہے اور اس کی اچھائی برائی اس میں لکھی جاتی ہے لیکن جیسے ہی مرجاتا ہے تو نامۂ اعمال بھی بند کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔ اس لئے جب تک زندہ ہیں اس وقت تک خوب زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرلیں تاکہ مرنے کے بعد کام آئیں اور ایسے کام ہم کر کے جائیں کہ مرنے کے بعد بھی ہمارے اعمال نامے میں نیکیاں لکھی جائیں۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ مَنْ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُّنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهُ اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۔ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کی وجہ سے اس کا عمل بند نہیں ہوتا۔ ایک صدقہ جاریہ کی وجہ سے کسی نے کوئی مدرسہ تعمیر کرادیا مسجد بنوادی ، نہر کھدوادی وغیرہ وغیرہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے کتابیں تصنیف کردی بہت سے شاگرد اور طلبہ تیار کردئے یا نیک صالح اولاد اپنے پیچھے چھوڑ جائے جو اس کے لئے دعا کریں تو ان چیزوں کی وجہ سے انسان کو مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے قیمتی لمحات کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اسلامی نصاب تعلیم میں ہدایت کے اسباب

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ. الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! علم اللہ رب العزت کی صفت ہے اسی لئے علم کی اہمیت اور بالادستی ہر دور میں مسلّم رہی ہے علم خواہ دینی ہو یا دنیوی بہر حال فوائد سے خالی نہیں، لیکن جس علم کی فضیلت قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہے اس سے مراد علم دین ہی ہے نہ کہ دنیوی علوم، دنیوی علوم تو صرف دنیا کی حد تک ہے اس سے اچھی نوکریاں مل سکتی ہیں، معاشی سدھار پیدا ہوسکتا ہے، دنیوی ترقی ہوسکتی

ہے اگر چہ کوئی یقینی اور حتمی چیز نہیں ہے مگر آخرت میں دنیوی علوم کا کوئی حصہ نہیں صرف دنیا ہی میں اس کا سکہ چل سکتا ہے اور اخروی علوم دنیا میں بھی عزت وسربلندی کا ذریعہ ہے اور آخرت میں بھی دخول جنت کا سبب ہے۔ اگر اس کو اخلاص ونیک نیتی کے ساتھ حاصل کیا جائے۔ علم برائے علم تو کبھی بھی آخرت میں کامیابی کا ذریعہ نہیں بن سکتا ہے آج اعدائے اسلام بھی قرآن وحدیث بڑی محنت سے پڑھتے ہیں مگر ان کا پڑھنا برائے علم بلکہ برائے فتنہ ہے اس لئے ظاہر ہے کہ اس سے ان کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوسکتا ہے قرآن سراسر چشمۂ ہدایت ہے مگر جو شخص اس سے ہدایت حاصل کرنا چاہئے۔ اگر انسان قرآن پاک کو ہی سمجھ کر پڑھ لے تو تمام علوم نافعہ کی بنیادوں تک اس کی رسائی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس میں جہاں وہ توحید ورسالت اور آخرت کے بارے میں پڑھے گا، وہیں زندگی گذارنے کے بہترین اور جامع ترین اصول وآداب سے بھی واقفیت حاصل کرلے گا، پاکیزہ معاشرت کے طور طریقے بھی سیکھے گا، بے شرمی، بے حیائی، بے پردگی، ننگے پن اور تمام ہی برائیوں سے بچنے کے احکام کو بھی سمجھے گا۔ انسانی ہمدردی اور معاملات میں دیانت وامانت اور انصاف وعدالت کا درس بھی حاصل کرے گا، گزرے ہوئے زمانوں میں اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کے عبرت ناک انجام سے بھی باخبر ہوگا، آنے والے زمانے میں قیامت اور حشر ونشر کی ہولناکیوں پر بھی غور کرے گا، جنت ودوزخ وغیرہ کے تصور سے بھی آشنا ہوگا، اور یہ سب معلومات ومفہومات اسکو عمل صالح پر آمادہ کریں گی اور وہ اس دنیا کو جینے کے قابل بنانے کے انداز واطوار اختیار کرے گا، اور وہ قرآن پاک کی یہ آیت بھی ضرور پڑھے گا:

وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (۸:۶۰)

اس آیت کے اندر ''من قوۃ'' میں وہ تمام علوم اور ٹیکنالوجیز (دوسرے جائز مادی

مسائل) بھی داخل ہیں جن کی بنیادیں ہمارے ہی اسلاف نے عرب اور اسپین وغیرہ کے اندر فراہم کی تھیں، اور ہماری ہی صدیوں کی غفلت (بلکہ زمانہ غفلت) کے نتیجے میں آج وہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہیں اور وہ ان کو توسیع وترقی دے کر ہمارے ہی خلاف استعمال کررہے ہیں۔ جس طرح امریکہ کے شیطانوں نے مصر کے نصاب تعلیم سے قرآن پاک کی کچھ آیات کو خارج کرادیا اور سعودیہ میں بھی ان اشرار کی یہ اسلام دشمن کوشش جاری ہے۔ اسی طرح ہمارے ملک میں بھی (خدا جانے کسی ذاتی جذبے کے تحت یا کسی سازش کے زیر اثر) ایک دوسرے انداز سے اور بڑے اہتمام کے ساتھ ایک تحریک چلائی جارہی ہے کہ اسلامی مدارس کا ''نوین کرن'' یا ''ماڈرنائزیشن'' کیا جائے اور دینی عربی مدارس میں دوسرے علوم بھی پڑھائے جائیں، اور ایک غیر ملفوظ پیغام کے مطابق یہ دینی مدارس بھی ''حیوان سازی'' کی اس مہم میں شریک ہوجائیں، جو یورپ اور امریکا اپنے اپنے ملکوں میں ''براہ راست'' اور پوری دنیا میں ''بالواسطہ'' طور پر چلارہے ہیں۔ ظاہر، بلکہ اظہر من الشّمس ہے کہ جو وقت اسلامی علوم کے سیکھنے سکھانے میں صرف ہوتا ہے، اس میں سے دوسری چیزوں کے لئے بھی کٹوتی ہوگی تو اس سے حتمی طور پر ہمارے بنیادی مقاصد ومحاصل متاثر ہوں گے، اور ہمارا منصوبہ کمزور اور بہ تدریج پورا نظام دگرگوں ہوجائے گا۔ اور پھر 'کعبے کا مسافر'، بہت آسانی کے ساتھ برگشتہ یا کنشت کی بھول بھلیاں میں گم ہوجائے گا۔

ملک کو اسپین بنانے کی کوشش

ہمارے ملک ہندوستان میں بارہا اسپین کی تاریخ دہرانے کی کوشش کی گئی اور اس کو دوسرا اسپین بنانا چاہا مگر ہمارے اکابر واسلاف نے اس مذموم حرکت اور ناپاک سازش کو ناکام بنادیا اور ابھی بھی ایسی کوششیں جاری ہیں آپ کو معلوم ہے؟ اسپین

میں کیا کچھ ہوا؟ وہاں مسلمانوں نے بڑی شان وشوکت سے حکومت کی طارق بن زیاد جب اندلس کو فتح کرنے کے لئے گئے تو سمندر پار ہونے کے بعد کشتیاں جلا ڈالیں تا کہ لوٹنے کا خیال ہی پیدا نہ ہو یا تو شہید ہو جائیں یا فتح حاصل کر کے غازی بن جائیں کسی شاعر نے اسی کی منظر کشی کی ہے۔ ؎

ان ساحلوں پہ آج اداسی کی شام ہے
جن ساحلوں پہ ہم نے کشتیاں جلائی تھیں

تاریخ گواہ ہے کہ طارق بن زیاد کے فوجوں نے اندلس کو فتح تو کر لیا لیکن وہاں کے لوگوں کا کشت وخون نہیں کیا لیکن جب کم وبیش سات سو سال کے بعد مسلمانوں کی غفلت اور عیش وعشرت میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے عیسائیوں نے دوبارہ اس ملک پر قبضہ کیا تو ایک بھی کلمہ گو کو نہیں چھوڑا، علماء کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالا گیا عورتوں کی سرعام عزتیں لوٹی گئیں، بچوں کو اپنے گھروں میں رکھ کر ان کو عیسائی بنا لیا گیا ایک طویل عرصہ تک وہاں اذان تک نہیں دی گئی۔ وہاں کی مسجدیں کلیسا اور گرجا گھروں میں تبدیل کر دی گئیں۔ وہاں کی مسجد قرطبہ آج تک ماتم کر رہی ہے وہاں دو رکعت نماز کوئی پڑھ نہیں سکتا، مسجد تو آج بھی ہے مگر ذکر واذکار اور تلاوت قرآن سے خالی پڑی ہے۔ اقبال مرحوم نے اس کی منظر کشی کی ہے۔ ؎

اے گلستان اندلس وہ دن ہے یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں پہ جب آشیاں ہمارا

مدارس میں امن کا درس دیا جاتا ہے

اس ملک کو ہمارے اکابر واسلاف نے اپنے خون جگر سے سینچا ہے۔ یہاں ہر ایک کو مذہبی آزادی ہے یہ جمہوری ملک ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے کے

مذہب میں خلل ڈالے اور جب تک ہم اپنے مذہب پر ثابت قدم رہیں گے اس وقت تک کوئی بھی قوم ومذہب ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدموں کو جما دے گا۔ ہم اس ملک میں اقلیت میں ضرور ہیں مگر بہت سی قومیں ہم سے زیادہ اقلیت میں ہیں مگر ہم میں اور ان میں فرق یہ ہے کہ وہ احساس کمتری کا شکار نہیں ہیں۔ جو ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ہم کو دنیوی ترقی کے لئے عصری علوم کا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ اور اسلام وایمان کی حفاظت اور اس کی بقاء وتحفظ کے لئے دینی علوم بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔ جس کیلئے ہمارے اکابر واسلاف نے مدارس ومکاتب کی داغ بیل ڈالی اور پورے ملک کے چپہ چپہ میں ایک جال پھیلا دیا۔ آج انہیں مدارس ومکاتب سے اسلام کی حفاظت بلکہ اسلام کی شان وشوکت ہے جب تک یہ مدارس ومکاتب رہیں گے اس وقت تک ہمارا ایمان اور اسلام کی بقا رہے گی اس لئے ان مدارس کی حفاظت ہمارے لئے بہت ہی ضروری ہے جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم ہوتی ہے۔ اخلاق وکردار کو درست کیا جاتا ہے۔ وطن دوستی کا درس دیا جاتا ہے ملک ووطن میں امن وامان قائم رکھنے کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔

ان مدارس میں جو علوم پڑھائے جاتے ہیں اگر ارباب حکومت انہیں علوم کے مطابق سیاست کریں تو ملک میں کبھی فساد برپا نہیں ہو سکتا۔ آئے دن جو پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں جھگڑے ہو رہے ہیں اور عوام کے کروڑوں روپیوں کا خون ہوتا ہے ان سب سے ملک کو نجات ملے اور ہر باشندہ خوشحال زندگی بسر کرے۔ اللہ تعالیٰ ملک وملت کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ازواج مطہرات کی زندگیاں

خواتین کیلئے آئیڈیل

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحاً جَمِیْلاً. وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْراً عَظِیْماً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

مشفقہ ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! آج کے اس اجلاس میں ازواج مطہرات کی پاکیزہ زندگیوں کا تذکرہ کرنا ہے۔ جنہوں نے کاشانۂ نبوت

میں زندگی کے قیمتی لمحات گذارے اور آنے والی نسلوں کے لئے نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال فرمودات وارشادات محفوظ کر کے ہدایات ورہنمائی کے عظیم الشان فریضے انجام دیئے۔ قرآن وحدیث کے علوم کا بہت بڑا ذخیرہ انہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعہ امت کو پہونچایا، عورتوں سے متعلق خصوصی مسائل جو آج کتابوں کے زینت ہیں وہ انہیں پاکباز خواتین کی مرہون منت ہیں، جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ ورسول ﷺ کو راضی کرنے میں گذرا اور کبھی اللہ ورسول ﷺ کی رضا کے خلاف کوئی کام ان سے صادر نہیں ہوا۔ اسی لئے رسول کریم ﷺ کی زوجیت ان کو نصیب ہوئی اور حواء علیہا السلام کی بیٹیوں کی ہدایت ورہنمائی کا سہرہ ان کے سر باندھا گیا۔

خالق کائنات نے سب سے عظیم پیغامبر اور سب سے آخری رسول کے ازدواجی سفر کے لئے جن رفقائے حیات کا انتخاب کیا ان کے کردار کی عظمت کی گواہی خود کتابِ ازل میں ثبت کردی، ان کے دامانِ قلب ونگاہ کی پاکی اور ان کے اخلاق وکردار کی پاکیزگی کو قرآن کریم نے سند عطا کردی: ”وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ“ ان کے لئے راہِ عمل بھی پہلے ہی تجویز کردی گئی تھی۔ ”اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحاً جَمِیْلاً. وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْراً عَظِیْماً“ (اگر تم دنیاوی زندگی اور اسکی زیب وزینت کی دلدادہ ہو تو آؤ تمہیں کچھ دے دلا کر رخصت کردوں اور اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی خوشی منظور ہے اور حیات اخروی (کی کامیابی) تو بلاشبہ تم میں جو کردار کا حسن رکھنے والی بیبیاں ہیں ان کے لئے اللہ عزوجل نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے)۔

اللہ رب العزت نے حضور محمد عربی ﷺ کو امام الانبیاء ختم الرسل اور اپنا حبیب بنایا تو ظاہر ہے کہ آپ علیہ السلام کی شریک حیات بھی ایسی ہی منتخب فرمائی جو دنیا میں ہر

اعتبار سے مثال ہو ان کا اخلاق وکردار نہایت عمدہ اور اچھا ہو اس لئے نبی آخر الزماں ﷺ کے سینہ مبارک سے نکلے ہوئے علوم ومعارف کی امین ومحافظ خواتین بھی ہیں جو عورتوں کی رہبری ورہنمائی کا عظیم الشان فریضہ انجام دینے والی ہیں اور آج ہمارے سامنے جو احادیث کا عظیم سرمایہ کتابوں کی شکل میں موجود ہے ان میں بکثرت روایتیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی مروی ہیں جن کے شب وروز کا مشغلہ آپ ﷺ کے قول وفعل نقل وحرکت کو سیکھنا اور دیگر خواتین تک پہونچانا تھا بہر حال ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی بڑی خوبیاں اور بڑے فضائل ہیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اوصاف وکمالات

جن اوصاف وکمالات سے اللہ عزوجل نے ازواج مطہرات کو متصف فرمایا قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں صفات کمالیہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ''مطیع فرمان، مزاج یار پر سر تسلیم خم کردینے والی، وفاکش، اطاعت شعار، نیک کردار، راست گفتار، عصمت مآب، پاک دل وپاک باز، اعتراف قصور کرنے والی، درگاہِ الٰہی میں عجز ونیاز کرنے والی، حرف شکایت زبان پر نہ لانے والی، صبر جمیل کو شیوہ بنانے والی، راہِ خدا میں دل وجان فدا کرنے والی، دل کھول کر صدقات وخیرات کرنے والی، سچائی کی خوگر، تسلیم ورضا کی پیکر، دل خشیت الٰہی سے لبریز، زبان ذکر الٰہی میں تر، دن روزوں سے معمور اور راتیں عبادتوں سے آباد......''۔

ایک طرف ''امہات المومنین'' کے لئے (وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ) کہہ کر امت کو ازواج رسول کریم ﷺ کے مقام سے آگاہ کیا گیا اور خبردار کیا گیا کہ (وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا) ''تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو

تکلیف دو اور نہ ہی کبھی ان کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ (جرم) بڑا ہوگا''۔

دوسری طرف خود ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو تاکید کی گئی کہ ''اے نبی کی بیویو! تم (دنیا کی دوسری) عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تمہارے دلوں میں تقویٰ ہے تو (مردوں سے) گفتگو کے وقت نرم لہجے میں بات نہ کیا کرو کہ اس سے اس شخص کو جس کے دل میں روگ ہے، تمہارے اندر دلچسپی پیدا ہوگی، (دیکھو!) بات درست ہی کرنا، اور (ہاں!) اپنے گھروں ہی میں سکون کے ساتھ بیٹھی رہنا، زمانۂ جاہلیت کے بناؤ سنگار کی طرح بناؤ سنگار کرکے مت نکلنا، نماز کی پابندی رکھنا، زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام رکھنا، اور اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتی رہنا، (ان ہدایات اور تعلیمات سے) اللہ تعالیٰ کی منشا بس یہی ہے کہ تم ''اہل بیت'' (خانوادۂ نبوت) سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں پاک سے پاکیزہ تر بنائے''۔

اہل بیت کے اصل مصداق

قرآن کریم نے ازواج مطہرات کے لئے یہ بڑی عظیم الشان خوشخبری سنادی کہ ان کو ہر طرح کی ظاہری وباطنی آلائشوں اور گندگیوں سے پاک وصاف کردیا قرآن کریم نے اہل البیت فرمایا جس کے اولین مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہی ہیں کیونکہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر اہل البیت کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ اہل سے مراد بیوی ہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی کے لئے اہل البیت کا استعمال ہوا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بڑھاپے کی عمر کو پہونچ گئے اور ان کی بیوی سارہ بھی بڑھاپے کی عمر کو پہونچ گئی اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدس فرشتوں کی ایک جماعت نے لڑکا ہونے کی بشارت سنائی تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے ازراہ تعجب

کہا: اَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوزٌ وَّهٰذَا بَعْلِي شَيخًا میں خود بڑھیا اور میرے میاں بوڑھے تو کیا میں بچہ جنوں گی اس کے جواب میں فرشتوں نے کہا: اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ" محترمہ کیا آپ اللہ کے تکوینی حکم کے بارے میں تعجب کرتی ہیں آپ کے اہل البیت پر اللہ کی خاص صفتیں اور برکتیں ہیں ظاہرہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں اہل البیت سے مراد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

یہ ہے وہ راہنما ہدایات جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو دی گئی اور انہیں امت کے لئے اعلیٰ نمونہ اور مثالی کردار بنایا گیا، آج امت کی بیٹیوں، بہنوں کے لئے ازواج مطہرات کی ہستیاں تو نگاہوں سے مستور ہیں مگر ان کے نقش قدم موجود ہیں، اگر حوا علیہا السلام کی بیٹیاں چاہتی ہیں کہ حیات دنیوی واخروی کی کامرانیاں وکامیابیاں ان کا مقدر بنیں، آلائشوں اور گندگیوں سے ان کا دامن پاک ہو، پاک سے پاکیزہ تر بنیں، اور اجر عظیم ان کے نصیب میں آئے تو انہیں امہات المومنین کی کنیزی اور عائشہ رضی اللہ عنہا وفاطمہ رضی اللہ عنہا کی چاکری اختیار کرنی پڑے گی، اور ازواج مطہرات کی مثالی زندگیوں سے اکتساب نور کرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے ازواج مطہرات کی پاکیزہ زندگیوں کو ہی عورتیں آئیڈیل اور نمونہ بنا کر زندگی گذاریں جن کی طہارت وپاکیزگی کی شہادت قرآن کریم دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو کئی شادیاں کیں اس کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ عورتوں کے مسائل معلوم ہو سکیں کیونکہ ہر مسئلہ کو مجمع عام میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ علیہ السلام سے مسائل سیکھتی تھیں اور دوسری خواتین کو وہ مسائل بتلایا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کی نو بیویوں کو اجازت ہی نہیں بلکہ یہ تاکیدی حکم تھا کہ جو کچھ رات کی تنہائیوں میں وہ دیکھیں وہ دن کے اجالے میں بیان کر دیں۔ مگر کسی اور کے لئے یہ اجازت نہیں ہے وجہ اس کی یہ ہے

کہ آپ ﷺ کا ایک ایک عمل دوسروں کے لئے نمونہ اور راہ عمل ہے ازواج مطہرات نے اس فریضہ کو بخوبی ادا کیا اور جو امانت اللہ تعالیٰ رسول ﷺ کے سپرد کی تھی آنے والی نسلوں کو کماحقہ پہونچا دیا۔

ازواج مطہرات کی زندگیاں نمونہ عمل ہیں

ازواج مطہرات کی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ نے آئیڈیل بتایا، ان کے کردار کو مثالی بنایا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے بہترین قابل عمل نمونہ موجود ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں مختلف طبقات، مختلف قبائل، مختلف ماحول، مختلف طبیعتوں کی بلکہ مختلف عمروں کی نمائندگی بھی نظر آتی ہے، اور یہ سب خلاق عالم کی حکمت بالغہ کا کرشمہ ہے، مختلف عمروں کی اس نمائندگی میں پتہ نہیں کتنی حکمتیں پروردگار کی طرف سے پوشیدہ ہیں، انسان عاجز اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا، جہاں بہت ساری حکمتیں ہوسکتی ہیں، وہیں شاید ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ ملت کے مختلف طبقات کو زندگی کی تاریک راہوں میں علم وعمل کی روشنی دکھائی گئی ہے، خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی ایک طرف سرمایہ دار خواتین کے لئے نمونہ ہے تو دوسری طرف شوہر دیدہ اور عمر رسیدہ خواتین کے لئے مثالی ہے، عائشہ طاہرہ کی حیات مطہرہ جہاں علم وفضل کی طالبات کے لئے مینارۂ نور ہے، وہیں ایک کامیاب ازدواجی زندگی کیلئے سفر کیلئے بھی مشعل راہ ہے، رئیس زادیوں کیلئے صفیہ رضی اللہ عنہا کا نمونہ موجود ہے، باندیوں کیلئے ماریہ رضی اللہ عنہا کی مثال موجود ہے، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، سودہ رضی اللہ عنہا، زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا، غرض گلشن رسول ﷺ کا ہر پھول خوب صورت اور ہر غنچہ حسین، ہر ایک کی زندگی امت کی ماؤں اور بہنوں کے لئے نمونہ ہے، اسی لئے ان کی تربیت ہی اس انداز سے کی گئی کہ

انہیں دنیا جہاں کی خواتین کے لئے ''اسوہ'' بننا تھا، کردار وعمل کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تنبیہ کی گئی، قرآن کریم کے صفحات اس پر شاہد ہیں کہ کتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو متنبہ کیا گیا، اوران کی تادیب کی گئی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں ارشادفرمایا کہ: ''اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ'' (میرے پروردگار نے مجھے خوبیوں کی تعلیم دی اور کتنی اچھی تعلیم دی)، تو اس کا پرتو آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر بھی پڑنا لازمی ہے۔ اور وہ یقیناً پڑا جبھی تو ازواج مطہرات عفت وپاکدامنی کے اوج وثریا پر پہونچ گئیں اوراپنے دور میں مرجع خلائق بنی ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علم کا کیا کہنا بڑے بڑے صحابہ کرام بھی علمی مسائل میں ان سے رجوع فرمایا کرتے تھے بعض دفعہ تو ایسا ہوتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی مسئلہ حل نہ کرسکے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اوران کو وہاں تشفی بخش جواب ملا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے کوئی خطیب نہیں دیکھا جو فصاحت وبلاغت اور فطانت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فائق ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایک اہم واقعہ، واقعۂ افک ہے۔

عفت وعصمت کی بلند پایہ خواتین

واقعۂ افک کے پس منظر میں بھی دیکھیں تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان کس قدر اونچی دکھائی دیتی ہے، رب رحیم کی طرف سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے مغفرت اور رزق کریم، اوران کی شان میں گستاخی کرنے والے اوران کی پاکی وپاکیزگی پر زبان طعن کھولنے والے کیلئے دنیا وآخرت میں لعنت اور عذاب عظیم کا وعدہ ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی جن صفات کو اس تناظر میں نمایاں کیا گیا ہے وہ ہیں: ''اَلْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ''، ''اَلْمُحْصَنَاتِ'' (دامان قلب ونگاہ

جن کے پاک)، ''اَلْمُؤْمِنَاتِ'' (ایمان ویقین سے لبریز جن کا اندرون) ''اَلْغَافِلَاتِ'' (دنیا کے ہنگاموں سے جنہیں کوئی واسطہ نہیں، دنیا کی رنگینیوں سے جنہیں کوئی لگاؤ نہیں)۔ آج ترقی وتہذیب کی علامت اس کو سمجھا جاتا ہے کہ دنیا جہاں کے ہنگاموں سے عورت باخبر رہے، نئے زمانے کے نئے فیشنوں سے اسے واسطہ رہے، لیکن خالق کائنات کی طرف سے اس آیت کے بین السطور میں ان عورتوں کی تعریف ہورہی ہے جو خانہ نشین ہوں، گھر کی زینت ہوں (نہ کہ بازار کی رونق)، ہنگامہ عالم سے وہ بے خبر ہوں، جو بناؤ سنگار کریں تو اپنے سرتاج کیلئے، نہ کہ شمع محفل بننے کیلئے۔ ان صفات سے متصف خواتین کی عفت وعصمت پر کوئی حرف تہمت زبان پر لائے گا اس کے نصیب میں دنیا وآخرت میں رحمت خداوندی سے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں آئے گا، ہاں آخرت میں ضیافت کیلئے عذاب عظیم والیم تیار ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ایک روایت مروی ہے کہ مَا بَغَتْ اِمْرَأَۃُ نَبِیٍّ قَطُّ کسی نبی کی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا دنیا میں جتنے بھی انبیا ورسل مبعوث ہوئے ہر ایک کی بیویاں اس قبیح حرکت سے پاک وصاف رہی، ہاں بعض انبیاء کی بیویاں کافرہ رہیں وہ الگ چیز ہے مگر بلا نکاح کسی سے تعلق قائم نہیں ہوا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ خاتم الانبیاء کی حرم محترم کی اللہ تعالیٰ غیبی حفاظت نہ فرمائے اگر کسی کے دل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بدگمانی پیدا ہورہی ہے تو وہ اپنے ایمان غور کرلے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں ازواج مطہرات کی قدر ومنزلت پیدا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

دینی اور عصری علوم میں تفاوت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں علم کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور علم کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر ضروری قرار دیا گیا ہے علم دوطرح کا ہے عصری علم اور دینی علم، قرآن وحدیث میں جن علوم کی فضیلت وبرتری آئی ہے وہ علم دین ہی ہے نہ کہ عصری علوم ایک حدیث میں ہے کہ طالب علم کیلئے ہر مخلوق دعا کرتی ہے حتی کہ سمندر کی مچھلیاں اور خشکی میں چونٹیاں اپنے سوراخوں کے اندر، ظاہر ہے اس فضیلت کے حقدار عصری علوم حاصل کرنے والے

کبھی نہیں ہوسکتے ہیں جہاں اسلام کے خلاف بہت سے کام ہوتے ہیں نہ انکے لباس اسلامی نہ ان کی وضع قطع اسلامی نہ ان کا رہن سہن اسلامی پھر کیسے وہ ان خصلتوں کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی علی گڑھ یونیورسٹی لکھتے ہیں:

علم اور تعلیم کے موضوع پر آئے دن اخبارات ورسائل میں مختلف ماہرین تعلیم اور دانشوران وقت کے بیانات ومقالات شائع ہوتے رہتے ہیں، جن میں سے اکثر زبان آوری اور خامہ فرسائی کے کرشمہ ساز، دینی اور بے دینی علوم کی تعلیم وتحصیل کو یکساں اور ہم رتبہ قرار دینے کی انتھک ذہنی ورزش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، کچھ دنوں پہلے ایک مسلمان مفکر، ماہر تعلیم اور دانشور کا ایک مضمون نظر سے گذرا تھا، جس میں انہوں نے تحریر کیا تھا:

”تعلیم، تعلیم ہے اس کو دینی اور دنیاوی تعلیم میں تقسیم کرنا، مناسب نہیں ہے، قرآن کی ابتداء نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سے نہیں ہوتی، قرآن کی ابتداء ”اقراء“ سے ہوتی ہے، جس کا تعلق پڑھنے سے ہے“۔

اس عبادت میں زیر بحث موضوع کی اہمیت اس کی متقاضی ہے کہ اربابِ بصیرت اور اصحاب فکر ونظر کی توجہ کے لئے چند نکات سپرد قرطاس کردیئے جائیں۔

راقم الحروف کے نزدیک کسی کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ”قرآن کی ابتداء ”اقراء“ سے ہوئی ہے“۔ اس لئے کہ قرآن کی ابتداء ”اقراء“ سے ہونا اور ”نزول قرآن کی ابتداء اقراء سے ہونا“ دو الگ الگ باتیں ہیں جن میں سے پہلی غلط ہے اور دوسری صحیح۔ لکھنے والے کو یوں لکھنا چاہئے کہ ”نزول قرآن کی ابتداء اقراء سے ہوئی“ یا ”نزول وحی کی ابتدا اقراء سے ہوئی“۔

زیر تذکرہ ماہر تعلیم ہی نہیں ان کی طرح کے دوسرے بے شمار بازیگران علم وقلم حضرات بھی ایک بہت بڑے مغالطے میں مبتلا ہیں اور عام مسلمانوں کو بھی مغالطے

میں ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں۔قرآن پاک کی سورۂ علق کی جس آیت کا حوالہ مذکورہ مضمون میں دیا گیا ہےاور سینکڑوں دوسرے اربابِ زبان وقلم دہراتے رہتے ہیں وہ صرف لفظ ''اقراء'' پر ہی مشتمل نہیں ہے، بلکہ ''اقراء'' کے ساتھ ہی: ''بِسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ'' بھی ہے۔

اب ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل کی نعمتوں سے نوازا ہے، اس کو ''اقراء'' کے ساتھ ''بسم ربک'' پر بھی غور کرنا واجب ہے، جس کا غیر مبہم اور واضح مفہوم ومقصود اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ: ہر وہ علم یا تعلیم جو خدا کی خالقیت و ربوبیت کے یقین، اس کی عظمت واکبریت کے احساس، اس کی قدر پر عقیدۂ محکمہ، اس کی اطاعت کے عہد ومیثاق اور موت کے بعد اس کی طرف لوٹ کر جانے اور اپنے کردار وگفتار کا حساب دینے کے اذعان سے خالی ہو، خدا بیزار ہو اور خدا کی نافرمانیوں کے راستے پر لے جائے۔وہ علم اور تعلیم کسی بھی قیمت پر اسلام میں مطلوب ومقبول نہیں ہے۔

> انگریزی طرز کے اور انگریزوں کے ڈھب کے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی یہ تعلیم اور اس کا نصاب ونظام، جس نے کلچر کے نام پر خواتین کو عوالق (سگ مادہ) بنا کر رکھ دیا ہے، جس نے تعلیم یافتہ چوروں، ڈاکوؤں اور قاتلوں کی ٹیمیں کی ٹیمیں تیار کر دی ہیں جس نے انسانیت ،شرافت اور خیر وشر کے ہر احساس وامتیاز کو حرف غلط کی طرح ذہنوں سے کھرچ کر پھینک دیا ہے اور انسان کو ایک کلچرڈ حیوان بنا دیا ہے۔

اس تعلیم اور اس کے نظام ونصاب کا قرآن پاک کے ''اقراء'' سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کو مسلمان کے لئے فرض نہیں بلکہ حرام کے درجے میں ہونا چاہئے۔قرآن پاک کی آیت: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ. (فاطر:۲۸) سے واضح طور پر یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اسلام میں صرف وہی علم

مطلوب ومحمود ہے جو انسان کے قلب میں خشیت الٰہی اور تقویٰ پیدا کرے اور پاک صاف صالح اور بے داغ زندگی گزارنے کے لئے آمادہ کرے۔

صحیح مسلم کی حدیث: مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ. ''جو کوئی طلب علم کی راہ میں چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے''۔

سنن ترمذی میں ایک حدیث یوں ہے: مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَرْجِعَ. ''جو کوئی علم کی طلب میں (گھر سے) نکلتا ہے، وہ واپس آنے تک اللہ کے راستے میں ہے''۔

عصری درسگاہوں میں بھی دینی علوم ضروری

قرآن وحدیث کی تعلیم انسان کی دینی ودنیوی ترقی کا ذریعہ ہے جب تک ہم قرآن وحدیث کی تعلیم کو ہر چیز سے بڑھ کر اہمیت نہیں دیں گے اس وقت تک ہم کا میاب نہیں ہو سکتے۔اسلامی معاشرہ اور اسلامی کلچر ہی ہمارے لئے فلاح وبہبودی کا ذریعہ ہے۔ جب تک اسلامی تعلیمات اسلامی کلچر اور اسلامی تہذیب پر کاربند نہیں ہوں گے معاشرے کے اندر پھیلی ہوئی سینکڑوں برائیاں ختم نہیں ہو سکتی، آج لوگ مغربی افکار ونظریات کے دلدادہ ہو گئے ہیں مغرب کی آئی ہوئی ہر تہذیب وکلچر کو ہم گلے لگانے کے لئے تیار ہیں۔تعلیم کے نام پر اعدائے اسلام مسلم نونہالوں کے ذہن ودماغ کو ماؤف کر رہے ہیں ایمان واسلام کی روشنی جوان کے دلوں میں ہے اس کو اپنے غلط نظریات وعقائد کے ذریعہ آہستہ آہستہ مدھم یا ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں عیروں کے جتنے بھی اسکول وکالجز ہیں خواہ یہودی ہوں یا نصرانی یا ہندوستان کے ہندو ہر ایک اپنے مذہب وعقیدے کی تعلیم دے رہا ہے۔مگر مسلمانوں کے جتنے بھی

عصری علوم کی درسگاہیں ہیں ان میں مذہبی علوم ونظریات کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ہے۔الا ماشاءاللہ کچھ ایسے اسکول وکالجز مسلمان کے ہیں جہاں دین کی بنیادی باتیں بھی سکھائی جاتی ہیں یقیناً یہ ایک مستحسن قدم ہے دیگر اسکولوں کو بھی اس طرح کے قدم اٹھانے چاہیئے۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے ایمان واسلام کی حفاظت سب سے بڑی چیز ہے دنیا میں ہمارے لئے اسلام سے بڑھ کر کوئی اور نعمت نہیں ہوسکتی۔ مسلمان ہر چیز گنوا سکتا ہے حتی کہ جان بھی قربان کرسکتا ہے لیکن اس کے ایمان پر آنچ آئے شریعت پر آنچ آئے۔اس کو برداشت نہیں کرسکتا درحقیقت ایمان کی قدرو قیمت اس وقت معلوم ہوگی جب ہماری آنکھیں بند ہوں گی آخرت میں مال وجائداد عہدہ ومنصب کوئی چیز بھی کام نہ دے گی۔ وہاں صرف ایمان اور نیکیوں کا سکہ چلے گا۔آج دنیا کے اندر چاہے جتنا ان پر لوگ ہنسیں ان کا مذاق اڑائیں لیکن آخرت میں یہی لوگ کامیاب ہوں گے اس لئے مسلمانوں کو اپنے دین ومذہب پر مضبوطی سے عمل کرنا چاہیئے اور دینی تعلیم ہر حال میں بچوں کو دلانی چاہیئے اسی میں ہماری کامیابی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

دورانِ حج عورتوں کے چند اہم مسائل

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِیْ الْحَجِّ. صدق الله العظيم فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفَثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهٗ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلاَمَ.

محترمہ صدر معلّمہ،عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بُنِیَ الْاِسْلاَمُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَ اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلوٰةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكوٰةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاَ ۔اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔اس بات کی شہادت دینا،

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کو ادا کرنے کی فکر کرو، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال ہم پر حج کرنا فرض کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ اس شخص نے تین دفعہ اپنا وہ سوال دہرایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں کہہ دیتا کہ ہاں ہر سال حج کرنا فرض ہو گیا تو اسی طرح فرض ہو جاتا اور تم ادا نہ کر سکتے اس کے بعد آپ نے ہدایت فرمائی کہ کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دوں تم مجھ سے حکم لینے کی کوشش نہ کرو، تم سے پہلے امتوں کے لوگ اسی لئے تباہ ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے بہت سوال کیا کرتے تھے۔ حج عمر بھر میں صرف ایک ہی مرتبہ فرض ہے ہر سال حج کرنا فرض نہیں ہے۔ صاحب استطاعت لوگ اگر نہیں ادا کریں گے تو سخت گرفت ہوگی اور جس طرح مردوں پر فرض ہے اسی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے۔

پردے کا خیال رکھیں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی ایک حدیث مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کے موقع میں خاص کر کے عرفات میں اپنی زبان اور اپنے کان کی حفاظت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس حج کے یوم عرفات سے اگلے حج کے یوم عرفات تک کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا حج قبول ہو جاتا ہے اور درمیان سال اگر کوئی گناہ ہو جائے تو

فوراً توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے اور جو لوگ اپنی زبان اور اپنے کان اور آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتے ان کی مشقت کی اور سرگرداں پھرنے کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں اور دیکھنے میں آتا ہے کہ معلمین کی طرف سے نہایت بدعنوانی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد اور عورتوں کو ایک ہی کمرے میں اختلاط کے ساتھ رہائش دیتے ہیں خاص طور سے مکۃ المکرمہ میں لمبا قیام رہتا ہے اس میں عورتوں اور مردوں کا عجیب اختلاف رہتا ہے ایسے ہی منیٰ میں قیام کا انتظام بھی عجیب اختلاط کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ بعض خیموں میں تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ عورتیں جانب قبلہ میں جگہ لے لیتی ہیں اور مرد ان کے پیچھے اور نہ نماز میں انتظام ہے نہ ہی رہائش میں انتظام، بالکل گھلے ملے رہتے ہیں یہ چیزیں عبادت کی روح کو ختم کر دیتی ہیں جب معلمین کی طرف سے اس کا کوئی انتظام نہیں ہے تو خود حجاج کی ذمہ داری یہ ہے کہ ایک کمرے میں رہنے والی عورتوں کو ایک طرف کر دیں اور مردوں کو دوسری طرف کر دیں اور اہتمام کے ساتھ پردہ ڈال کر رکھا جائے اس طرح منیٰ کے خیمہ میں عورتوں کو پیچھے کی طرف رکھا جائے اور مردوں کو آگے کی طرف اور درمیان میں ایسا پردہ ڈال دیا جائے جس سے اختلاط بالکل باقی نہ رہے، اسی طرح عرفات میں بھی اپنے اپنے خیمہ میں تمام عورتوں کو پیچھے رکھا جائے اور مرد سب اہتمام کے ساتھ آگے رہیں تا کہ عبادت میں یکسوئی رہے اور اختلاط کے نتیجہ میں عبادت اور توجہ الی اللہ کی روح ختم نہ ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا، آپ غور فرمائیں کہ جب عورتوں کا اس درجہ اختلاط ہوگا تو آدمی گناہوں سے کتنا بچے گا؟ بعض مواقع پر تو مجبوری ہوتی ہے جس کی وجہ سے عورتوں کا تھوڑا بہت اختلاط ہو ہی

جاتا ہے طواف کے موقع پر، مگر دوسرے موقعوں پر تو اس کا احتیاط کرنا چاہئے اور عورتوں کو خود ہی مردوں سے حتی الامکان دور رہنا چاہئے تاکہ حج کی ادائیگی صحیح صحیح ہوسکے اور حج کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمان مرد وخواتین آتے ہیں۔ اور پردے کا بھی حکم نہیں چہرے پر پردہ نہیں ڈال سکتی ہے اگر ڈالنا بھی ہے تو مکڑی وغیرہ کے ذریعہ چہرے سے اوپر بردہ رکھنا ضروری ہے اب ایسی صورت میں غیر مردوں کا اختلاط اور بدنظری مزید تباہی کا ساماں پیدا کرسکتی ہے اس لئے مرد وعورت ہر ایک کو خیال رکھنا ضروری ہے اور معلم کو بھی چاہئے کہ اس سلسلہ میں احتیاط برتے اور مردوں عورتوں کو ایک ہی کمرے میں بلا پردہ نہ رکھے اور عورتیں مردوں کی بھیڑ بھاڑ میں گھس کر نماز پڑھنے کی کوشش نہ کریں اسی طرح حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے مردوں کے بیچ میں گھسنا صحیح نہیں اور نہ ہی مردوں کو زبردستی گھس کر بوسہ دینے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ بوسہ دینا کوئی فرض نہیں اگر بشرط سہولت بوسہ دے سکتا ہو تو بہت اچھا اس فضیلت کو حاصل کرلیں ورنہ کسی کو تکلیف پہونچا کر بوسہ دینا بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوگا اس سے ہر ایک مسلمان کو احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

حرمین کی نماز میں عورتوں کا مردوں کے برابر کھڑا ہونا

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں عورتیں بھی جماعت میں شرکت کرتی ہیں حرم مکی میں مسجد حرام کے چاروں طرف عورتوں کی نماز کے لئے الگ جگہ متعین کردی گئی ہے اور بیر زمزم کی طرف مطاف میں بھی عورتوں کے لئے ایک حصہ گھیراؤ کرکے رکھا گیا ہے مگر اس حصہ کو حج کے زمانہ میں زیادہ ہجوم ہونے کی وجہ سے ختم کردیا جاتا ہے اس کے علاوہ پورا سال باقی رکھا جاتا ہے اور حج کے زمانے میں چاروں طرف جو جگہیں عورتوں کے لئے گھیر کر رکھی گئی ہیں وہ اپنی جگہ باقی رہتی ہیں اس لئے عورتوں کو اپنی

جگہ جا کر نماز پڑھنی چاہئے، مردوں کی بھیڑ میں داخل نہیں ہونا چاہئے اور حرم مکی کے اندر یہ ایک بڑی مصیبت رہتی ہے کہ عورتیں مردوں کی بھیڑ میں داخل ہوجاتی ہیں اور مردوں کی صفوں میں گھس کر نماز کی کوشش کرتی ہیں خاص طور پر مصر، ترکی اور انڈونیشیا اور ملیشیا اور پاکستان کی عورتیں زیادہ لاپرواہی کرتی ہیں نہ ان سے کچھ کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نیک مشورہ دیا جاسکتا ہے تو ایسی بدعنوانی کی صورت میں ایک عورت کی وجہ سے تین مردوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

(۱) عورت کے دائیں جانب کا آدمی۔ (۲) عورت کے بائیں جانب کا آدمی۔ (۳) عورت کے پیچھے کا آدمی یہ کل تین آدمی ہیں جن کی نماز فاسد ہوتی ہے اس لئے عورتوں کے محاذ سے بچنے کا اہتمام رکھنا بہت ضروری ہے۔

البتہ مسجد نبوی ﷺ میں چونکہ انتظام اچھا ہے اس لئے بدعنوانی نہیں ہوتی۔ نیز پورے سعودی عرب کی ہر مسجد میں عورتوں کے لئے الگ حصہ بنایا گیا ہے جہاں سے عورتیں امام کی اقتدا کرتی ہیں۔ (حاشیہ چلپی علی التبیین ۱/۱۳۹، شامی زکریا ۲/۳۱۹)

دور نبوی میں عورتیں مسجد نبوی میں جا کر با جماعت نماز ادا کیا کرتی تھیں مگر آپ ﷺ کے وصال کے بعد ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ اگر اس دور میں نبی کریم ﷺ حیات ہوتے تو ضرور عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرتے، حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا جب حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ان کو نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے ایک شرط یہ رکھی کہ آپ مجھے مسجد میں جانے سے منع نہیں کریں گے چنانچہ انہوں نے شرط منظور کرلی اور نکاح کرلیا اور حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا اپنی شرط کے موافق مسجد میں نماز کے لئے جایا کرتی تھیں مگر زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو یہ بات بڑی ناگوار تھی لیکن معاہدے کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے تھے ایک دن مسجد میں نماز کے لئے جارہی تھیں۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے راستہ میں چھپ

کران کو چھیڑ دیا رات کی تاریکی تھی اس لئے پتہ نہ چلا کہ کون ہے اور چونکہ شوہر تھے اس لئے چھیڑنے میں کوئی حرج بھی نہ تھا۔حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے اس دن مسجد میں جانے کے بجائے گھر میں آکر نماز پڑھ لی زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھ کر واپس آئے تو کہنے لگے کیا بات ہے کہ آج میں نے تم کو مسجد میں نہیں دیکھا تو کہنے لگیں کہ اب زمانہ بدل گیا غرضیکہ صحابہ کرام کے دور ہی میں بہت سے صحابہ کرام عورتوں کے مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔حج کے موقع پر یا دیگر موقعوں پر خواتین مسجد نبوی یا مسجد حرام میں نماز کے لئے جائیں جو باعث ثواب بھی ہے مگر اس بات کا خیال بھی رکھیں کہ جو جگہیں ان کے لئے مختص کی گئی ہیں انہیں جگہوں پر نماز پڑھیں تاکہ مردوں کے اختلاط سے بچ سکیں اور خشوع وخضوع سے نماز پڑھیں۔

عورت کیلئے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے

ہمارے ہندوستان میں بھی بعض فرقہ کے لوگ عورتوں کے مسجدوں میں جاکر نماز پڑھنے کو باعث ثواب سمجھتے ہیں اور دور نبوت کی خواتین کے عمل سے استدلال کرتے ہیں۔مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اس دور میں بھی بہت سی عورتیں اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ جب کہ وہ فتنوں کا دور نہیں تھا بلکہ خیر القرون کا زمانہ تھا اس دور میں خیر ہی خیر غالب تھی اور آج کا دور تو فتنہ وفساد سے ایک لحہ بھی خالی نہیں ہے اب ایسے دور میں عورتوں کا مسجدوں میں جاکر نماز پڑھنا کیسے مناسب اور بہتر کہا جاسکتا ہے جب کہ نبی کریم ﷺ نے بھی عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کو بہتر اور مستحسن قرار دیا ہے۔شیطان دلوں میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ دور نبوت میں صحابیات مسجد میں جاکر نماز باجماعت پڑھا کرتی تھیں تو آج کیوں نہیں مسجد میں نماز پڑھ سکتی ہیں مسجدوں میں جاکر نماز پڑھنا کوئی حرام اور ناجائز نہیں ہے جس سے علماء منع کرتے ہیں بلکہ اس

لئے منع کرتے ہیں کہ عورتوں کے مسجدوں میں جانے سے فتنے کا اندیشہ ہے اس لئے منع کیا گیا ہے اور حج کے موقعوں پر فتنوں کا اندیشہ نہیں رہتا ہے وہاں تو حلال او رمباح چیزوں سے بھی حج کے مخصوص دنوں میں روک دیا گیا ہے لیکن دیگر مساجد میں بالخصوص ہمارے ہندوستان میں یا دیگر عجمی ملکوں میں فتنوں کا اندیشہ زیادہ ہے اس لئے عورتوں کا بجائے مسجدوں میں نماز پڑھنے کے گھروں میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ارکان حج کی صحیح طور پر ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مال کی محبت دین کی تباہی کا ذریعہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنَّمَآ اَمْوٰلُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ. صدق اللہ العظیم فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ”لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃٌ وَفِتْنَۃُ اُمَّتِیْ مَالٌ“ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے مال کی محبت دین کی تباہی کا ذریعہ۔ زندگی گذارنے کے لئے مال کا ہونا انتہائی ناگزیر ہے اور اس زمانہ میں مال کا ہونا اور بھی زیادہ ضروری چیز بن گیا ہے مگر ایک ہے کسی چیز کی ضرورت اور ایک ہے کسی چیز کی محبت، شریعت مطہرہ نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور بار بار اس کی تاکید فرمائی ہے۔ ظاہر ہے اگر مال کو جمع نہ کیا جائے، کمایا نہ

جائے، تو اس کی زکوٰۃ کہاں سے ادا کی جائے گی اس لئے یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ مال کا جمع کرنا مال کمانا تجارت و بزنس کرنا اور حلال طریقہ سے زیادہ سے زیادہ پیسے جمع کرنا بری چیز نہیں ہے بلکہ اس کو دل میں جگہ دینا اس سے محبت کرنا اور اللہ ورسول کے فرمودات کے مطابق زکوٰۃ ادا نہ کرنا بلکہ ہر وقت ایک کو سو بنانے کے چکر میں لگے رہنا نہ تو اپنا خیال رکھنا نہ تو بیوی بچوں کے نان ونفقہ کی فکر کرنا یہ بری چیز ہے لیکن عموماً ہوتا یہی ہے کہ جب مال کثرت سے آتا ہے تو لوگوں کو غافل کر دیتا ہے۔ اور جن حقوق کی ادائیگی صاحب ثروت پر ہوتی ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی کی فکر نہیں ہوتی اور مال ودولت کی محبت دلوں میں جاگزیں ہو جاتی ہے قرآن کریم نے صاف طور پر اعلان کر دیا: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا. مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زیب وزینت ہیں دوسری جگہ قرآن کریم نے فرمایا: اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ. تمہارے مال اور تمہارے اولاد فتنہ ہیں۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اَرْسَلاً عَلَی الْغَنَمِ بِاَفْسَدِھَا مِنْ حَرَصِ الْمَرْءُ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرْفِ لِدِیْنِہٖ. (رواہ الترمذی)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے۔ وہ بکریوں کے اندر اس سے زیادہ تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی مال وجاہ کی محبت انسان کے دین میں مچاتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْکِبِیْ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ. وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرُ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرُ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ لِمَرْضِکَ وَعَنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ“. (بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑ کر فرمایا۔ دنیا میں پردیسی یا مسافر کی طرح رہو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو۔ اپنی صحت کی حالت میں (زمانہ) مرض کے لئے اور اپنی زندگی میں موت کے لئے کچھ (توشہ اعمال خیر) جمع کرلو۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَّبِعُ الْمَیِّتَ ثَلاثَۃٌ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اِثْنَانِ وَیَبْقٰی وَاحِدٌ یَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ. (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میت کے پیچھے تین چیزیں چلتی ہیں۔ اس کے اہل وعیال، اس کا مال، اور اس کے اعمال دو چیزیں لوٹ آتی ہیں۔ اور ایک ساتھ رہتی ہیں۔ میت کے اہل وعیال اور مال لوٹ آتے ہیں۔ اور اسکا عمل اس کے ساتھ رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ وَجْبَۃً فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا ھٰذا؟ قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ھٰذَا فَجَرٌ رَمٰی بِہٖ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَھُوَ یَھْوٰی فِی النَّارِ اَلْاٰنَ حَتّٰی اِنْتَھٰی اِلٰی قَعْرِھَا فَسَمِعْھُمْ وَجْبَتَھَا. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم سب حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ کہ حضور ﷺ نے ایک دھما کہ سنا آپ نے فرمایا! کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں گرایا گیا تھا۔ وہ اب تک آگ میں نیچے جاتا رہا حتیٰ کہ اب وہ اس کی تہہ میں پہونچا ہے۔ اور تم نے اس کے گرنے کی آواز سنی ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ نَضْلَۃُ بْنُ عُبَیْدِ الْاَسْلَمِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُسْاَلَ عَنْ عُمْرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ وَعَنْ عِلْمِہٖ فِیْمَا فَعَلَ فِیْہِ وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَعَنْ جِسْمِہٖ فِیْمَا اِبْلاہُ. (ترمذی) حضرت ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بندے کے دونوں قدم اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے۔ جب تک کہ اس سے اس کی عمر کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے کہ اس نے اسے کن کاموں میں خرچ کیا اور اس کے علم کے متعلق کہ اس نے اس کے مطابق کیا عمل کیا۔ اور اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے اسے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔ اور اس کے جسم کے متعلق کہ کن کاموں میں اسے پرانا کیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَضَعَتِ الْجَنَازَۃُ وَاحْتَمَلَھَا النَّاسُ وَالرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدْ مُوْلٰی وَاِنْ کَانَتْ غَیْرُ صَالِحَۃٍ قَالَتْ یا وَیْلَھَا! اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا؟ یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْئٍ اِلَّا لِاْنْسَانُ وَلَوْسَمِعَہٗ صَعِقَ. (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب جنازہ تیار ہوجاتا ہے اور لوگ (یا مرد) اسے اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو، مجھے آگے لے چلو، اور اگر بدکار ہوتا ہے تو کہتا ہے! اے افسوس! اسے کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی یہ آواز انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان اسے سن لے تو بیہوش ہوجائے۔

عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْحَارِثُ بْنِ عَاصِمِ الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَا

الْـمِيْـزَانَ، وَسُبْـحَـانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ ، وَالـصَّـدَقَةُ بُـرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْا فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا. (مسلم)

حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا طہارت نصف ایمان ہے اور "الحمدلله" میزان کو پر کردیتی ہے۔ "سبحا الله اور الحمد لله" زمین وآسمان کے درمیان فضا کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے، صدقہ دلیل (ایمان) ہے، صبر روشنی ہے، اور قرآن تمہارے موافق یا تمہارے مخالف حجت ہے، تمام لوگ صبح کو روانہ ہوتے ہیں۔ تو نیک کام کرکے اپنے نفس کو آزاد کرلیتے ہیں، یا برے کام کرکے اپنے آپ کو ہلاک کرلیتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ يَعْنِيْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُهُ هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ. (رواه الترمذی والنسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے گھر سے نکلتے وقت کہا۔ "**بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ**" تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت عطا کی گئی۔ تیری کفایت کی گئی، اور تجھے بچا لیا گیا۔ اور شیطان اس سے دور بھاگتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ. (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا، (۲) مریض کی

عیادت کرنا، (۳) جنازے کے ساتھ جانا، (۴) بلاوے کا جواب دینا (۵) اور چھینکنے والے کو "یرحمک اللہ" کہہ کر جواب دینا۔

مسلم شریف کی روایت میں چھ حقوق کا بیان ہے۔ یعنی ایک حق کا اضافہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مسلمان سے نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کر۔ نیز بخاری شریف میں جواب سلام کا ذکر ہے اور مسلم شریف میں ابتداء سلام وقت ملاقات کا ذکر ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ. (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔

بیویوں سے حسن سلوک

عورتیں ٹیڑھی پسلیوں سے پیدا ہوئی ہیں بسا اوقات ان سے ایسی حرکتیں صادر ہوجاتی ہیں جو مرد کے لئے باعث تکدر بن جاتی ہے ایسے وقت میں انسان کا صبر کرنا اور اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا یقیناً بڑی بات ہے۔ ایک حدیث میں تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے محبت کرنے کو کمال ایمان قرار دیا ہے۔ اسلام ایک آفاقی ہے جو رہتی دنیا تک کے لئے رہنما ورہبر بن کر آیا ہے ہر ایک کے حقوق کا پاس ولحاظ کرتا ہے اور صحیح صحیح حقوق کو بیان کرتا ہے۔ مردوں کے عورتوں پر کیا حقوق ہیں عورتوں کے مردوں پر کیا حقوق ہیں والدین کے اولاد پر کیا حقوق ہیں اور اولاد کے والدین پر کیا حقوق ہیں آقا کے غلام پر کیا حقوق

ہیں غلام کے آقا پر کیا حقوق ہیں بادشاہ کے رعایا پر کیا حقوق ہیں رعایا کے بادشاہ پر کیا حقوق ہیں آپ غور فرمائیں اگر یہ سب اپنے حقوق صحیح طور پر ادا کریں تو کیا یہ ممکن ہے کہ ملک میں فتنہ وفساد ہو سکے۔ میاں بیوی میں کبھی اختلاف وانتشار ہو؟ ہرگز نہیں۔ پورا گھر بلکہ پورا ملک امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کا پیغام عام کیا جائے تاکہ لوگ اسلام کی طرف راغب ہوں آج مسلمان ہی لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کیلئے مانع اور رکاوٹ بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے اور اسلام کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

دورانِ حج عورتوں کے مخصوص مسائل

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حج اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے اور اسلام کا پانچواں رکن ہے جو ہر صاحب استطاعت شخص پر لاگو ہوتا ہے۔ ہر ایک کے ذمہ حج کرنا فرض نہیں ہے جس طرح زکوٰۃ دینا ہر ایک کے اوپر فرض نہیں ہے۔ البتہ

جس کے اوپر حج فرض ہوا اور وہ حج ادا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی سخت پکڑ ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس آدمی پر حج فرض ہوا اور وہ حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر مرے جس طرح حج نہ کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں اسی طرح حج کرنے کی بڑی فضیلتیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے حج کیا وہ ایسا ہوگیا جیسے وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا، یعنی اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اس لئے جن لوگوں پر حج فرض ہے وہ ضرور حج کریں خواہ مرد ہو یا عورت چونکہ حج میں عورتوں کے کچھ مسائل مردوں سے مختلف ہیں اس لئے آج کی محفل میں انہیں کا تذکرہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حج کے دوران بیس (۲۰) مسائل میں عورتوں کا حکم مردوں سے بالکل الگ ہے۔

۱-عورتوں کا احرام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں اور پردہ کے لئے بہتر ہے کہ کوئی ہیٹ وغیرہ سر پر رکھ لیں پھر اس کے اوپر سے نقاب ڈال لیں خیال رکھیں کہ نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔

۲- سلے ہوئے کپڑے عورتوں کے لئے منع نہیں۔

۳-عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں۔

۴- ناپاکی کی حالت میں دعا اور تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لیں نماز نہ پڑھیں۔

۵-سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر گر نہ جائے اور یہ کپڑا صرف احتیاط کے لئے ہے لازم نہیں ہے بعض لوگ اس کو عورت کا احرام سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔

۶-صفا و مروہ کی سعی کے دوران دونوں ہرے کھمبوں کے درمیان دوڑنا عورتوں کے لئے مسنون نہیں ہے۔

۷-احرام کھولتے وقت بالوں کے آخر سے صرف انگلی بھر کاٹ لینا کافی ہے۔

۸- ناپاکی کی حالت میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرسکتی ہیں۔

۹- ایام نحر یعنی ۱۰/۱۱/۱۲ تاریخ میں پاکی کی حالت نہ ہو تو طواف زیارت کو پاک ہونے تک موخر کردیں اس پر کوئی جرمانہ نہ ہوگا۔

۱۰- جدہ یا مکہ پہونچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہوجائے یا طلاق بائن ہوجائے تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کرسکتی ہے۔

۱۱- اگر واپسی کے وقت ماہواری کے ایام کی حالت میں مبتلا ہوجائیں تو ان کے اوپر سے طواف وداع معاف ہوجاتا ہے۔ (حج وعمرہ کا آسان طریقہ ۲۱-۲۲)

۱۲- جو عورت عدت وفات یا عدت طلاق میں ہو اس کے لئے عدت پوری ہونے سے قبل سفر حج جائز نہیں، اگر جائے گی تو اس حالت میں اس کا فریضہ حج ادا ہوجائے گا مگر وہ سخت ترین گناہ کی مرتکب ہوجائے گی۔ (غنیۃ جدید:۹۹)

۱۳- بہت سی لاپرواہ عورتوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ احرام کی حالت میں اور سفر حج میں عورتوں پر پردہ نہیں ہے حالانکہ سفر میں بے پردگی زیادہ گناہ کا باعث ہے نیز جو عورتیں تھوڑا بہت پردہ کرتی ہیں وہ بھی دوسرے ممالک کی بے پردہ عورتوں کو دیکھ کر بے پردہ ہوجاتی ہیں نہایت افسوسناک حرکت ہے اور اس کی وجہ سے مردوں کو اپنی نظریں بچانا مشکل ہوجاتا ہے اور حکم شرعی یہاں تک ہے کہ اگر شرعی محرم کو بدنظری کا خطرہ ہو تو محرم بن کر سفر حج میں جانا جائز نہیں۔ (غنیۃ جدید:۲۸، شامی زکریا ۳/۴۶۴)

لہٰذا ماؤں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ سفر حج میں پردہ کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں تاکہ یہ محبوب ترین عبادت ہر طرح کی معصیت سے محفوظ رہے۔ (غنیۃ جدید:۹۴)

۱۴-طواف کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں موقوف کردے اور پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرے۔ (ایضاح المناسک:۱۲۱)

۱۵- دوران سعی ماہواری آجائے تو ایسی حالت میں سعی مکمل کرسکتی ہے۔ (غنیۃ جدید:۱۳۴)

۱۶- اگر عورت نے حج تمتع کی نیت سے میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا، اور ارکان عمرہ ادا کرنے سے قبل اس کو حیض آجائے اور حج تک پاک نہ ہو تو عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے اور حج کے بعد ایک عمرہ کی قضا کرے اور پہلا والا احرام بغیر عمرہ کے کھول دینے کی وجہ سے ایک دم بھی دینا لازم ہوگا اور اس کا حج، حج افراد ہوگا، تمتع نہ ہوگا۔ (فتح الملہم ۳/ ۲۴۸)

۱۷- اگر عورت نے میقات سے حج قران کا احرام باندھ لیا مگر حیض کے عذر کی وجہ سے حج سے قبل عمرہ نہ کرسکی تو اسی احرام سے حج کرلے، اور حج سے قبل عمرہ کرنے کی وجہ سے ایک دم دے اور ایک عمرہ کی قضا کرے گی اور قران کا دم شکر بھی ساقط ہوجائے گا۔ (غنیۃ جدید:۲۰۵)

۱۸- حیض کا خون عورتوں کے لئے قدرت کا مقرر کردہ غیر اختیاری عذر ہے اس لئے اس کے جاری ہونے سے دل برداشتہ نہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا اس پر راضی رہے لیکن پھر بھی کسی عورت نے حیض روکنے کے لئے دوا استعمال کرلی اور اسے خون رک جائے تو عورت کو پاک ہی سمجھا جائے گا اور اس حالت میں طواف جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۴۰۴)

۱۹- اگر حج کے بعد فوراً واپسی کا وقت ہے اور عورت نے ابھی تک حیض کی وجہ سے طواف زیارت نہیں کیا تو پاک ہونے تک رک جانا لازم ہے۔ اس لئے کہ طواف زیارت کے بغیر حج ہی صحیح نہ ہوگا اور اگر عورت اسی حالت میں طواف کرلے گی تو اس کا طواف تو صحیح ہوجائے گا مگر ساتھ ہی اس پر ایک گائے یا اونٹ کی قربانی بھی واجب ہوجائے گی۔ (شامی کراچی ۲/ ۵۱۹، ایضاح المناسک:۱۰۶)

۲۰- بغیر محرم شرعی یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے سفر حج کو جانا جائز نہیں اگر جائے گی تو اس کا فریضہ حج ادا ہوجائے گا مگر وہ عورت گنہگار بھی ہوجائے گی۔ (غنیۃ جدید:۲۶)

ان مسائل کا جاننا بہت ہی ضروری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ حج کریں ایک وافر مقدار میں روپئے خرچ کریں مختلف قسم کی دشواریاں پیش آئیں اور بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہو اس لئے علماء کرام سے حج کے مسائل اچھی طرح معلوم کرلیں پھر حج کو جائیں اور پورے اصول وضوابط کے مطابق حج کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

دنیا پر یہودیت کا غلبہ

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

قرآن کریم نے جگہ جگہ یہودیوں کی شیطانیت ان کی بدمعاشی اور قبیح حرکات کا ذکر کیا ہے۔ یہودی اسلام کے سخت مخالف اور پکے دشمن ہیں جس دن نبی آخرالزماں ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اسی دن سے یہودی اسلام کے دشمن بن گئے۔ بعض اس بنیاد پر کہ نبوت بنو اسرائیل سے نکل کر بنو اسماعیل میں کیوں چلی گئی۔ قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ان پر کی جانے والی نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ بنو

اسرائیل میں انبیاء ورسول بڑی کثرت سے مبعوث ہوئے اور حکومت وسلطنت کے مالک بھی ہوئے۔ مگر دنیا کے اندر اس سے زیادہ شاطر کوئی اور قوم پیدا نہیں ہوئی اسی واسطے پوری دنیا کے اندر سب سے زیادہ ذلیل ورسوا یہی قوم ہوئی ایک طویل عرصہ تک ان کی کوئی حکومت تو کیا کوئی ملک ان کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں تھا کیونکہ یہ حرام خور اور سود کا دھندا کرنے والی قوم کبھی کسی ملک کا مفاد پیش نظر نہیں رکھتی جس ملک میں پہونچ گئی اس ملک کو اندر سے کھوکھلا کر کے رکھ دیا مگر آج یہ قوم اپنی عیارانہ اور شاطرانہ چالوں سے پوری دنیا پر قابض ہے۔

آج ہم اور آپ جانتے ہیں کہ دنیا کے بینکوں پر یہودیوں کا قبضہ ہے، ٹکنالوجی پر یہودیوں کا قبضہ ہے، دنیا کی پولیٹکس پر یہودیوں کا قبضہ ہے، دنیا کی نیوز ایجنسیوں اور میڈیا پر یہودیوں نے اپنا قبضہ بنا رکھا ہے اور ملٹی نیشنل کمپنیوں پر یہودیوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور دنیا کے ہر ملک کے حکمراں طبقہ میں وہ داخل ہوگئے ہیں، اور ناک کی نکیل ان کے ہاتھ میں ہے، لگام انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے، اقوام متحدہ ایک ناکارہ ادارہ بنا دیا گیا ہے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دیا ہے، پیروں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اسرائیل سے متعلق جب بل پاس کرتا ہے، قرارداد منظور کرتا ہے، وہ جوتوں کی ٹھوکروں میں اسے اڑا دیتے ہیں، لیکن وہی اقوام متحدہ جب فیصلہ کرتا ہے عراق کے بارے میں، افغانستان کے بارے میں، صومالیہ کے بارے میں، سوڈان کے بارے میں، فلسطین کے بارے میں چاہے دنیا کے بہت سے ممالک اس کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، لاکھوں انسان سڑکوں پر بھی نکل آئیں تو اقوام متحدہ کے نام کا یہ ادارہ نکما، بے چارہ، معطل، مفلوج ہو جاتا ہے، یہودی لابیاں امریکہ کے غلاموں، برطانیہ اور دیگر یورپین ممالک کے غلاموں کے ذریعہ ظلم کے پہاڑ توڑتی ہے اور کوئی ان لعنتیوں پر لگام کسنے والا نہیں، لعنتی دنیا پر غالب ہوتے

چلے جارہے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جن لوگوں کو ان لعنتیوں سے مقابلہ کرنا تھا وہ آج ان کے دباؤ میں ہیں، ان کے شکنجہ میں ہیں، ان کے دسترخوان کے حرام خور، ان کے کفش بردار بنے ہوئے ہیں۔ ہر معاملہ میں ان ملعونوں کی کاسہ بسی کررہے ہیں۔

پوری دنیا کا یہی حال ہے کہ یہودیوں کے بے دام غلام بنے ہوئے ہیں حکومتیں ان کے اشاروں پر ناچ رہی ہیں سب کچھ جاننے کے باوجود بھی ان بدبختوں کے خلاف کوئی لائحہ عمل تیار نہیں کر پارہے ہیں۔ اور مسلمان بھی ہر ہر قدم پر یہودیوں کی نقل وحرکت کو پسند کرتا ہے پورے عالم واسلام پر یہودی اپنے شکنجے کس رہا ہے اور مسلم ممالک کے سربراہ خواب خرگوش میں مست ہیں نہ ان کو اسلام کی بقا وتحفظ کا پاس ولحاظ اور نہ ہی اپنی قوم کی فکر، اعدائے اسلام تو اَلْـكُـفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ کا عملی نمونہ پیش کررہے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ اپنے ہی ادھیڑ بن لگے ہوئے ہیں اور دشمنوں کے مقابلہ میں مسلم حکمراں کمزور وبے بس نظر آتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہر اعتبار سے قوت وطاقت عطا کی ہے ان کے پاس وسائل کی کمی نہیں مال ودولت کی بہتات ہے افراد کی کثرت ہے بہت سے ممالک پر انہیں کا قبضہ ہے۔ لیکن پھر بھی غیروں کے ہاتھوں کا کھلونا بنے ہوئے ہیں اور اپنی دولت وثروت بے تحاشا اعدائے اسلام کو دے رہے ہیں جس سے وہ اسلام کو نقصان پہونچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھے۔ اور اسلام دشمنی میں یہود پیش پیش ہیں۔

یہودی پروٹوکول کا انکشاف

آج سے تقریباً سو سال پہلے یہودیوں نے ایک پروٹوکول تیار کیا یعنی ان ہدایات کا مجموعہ جو یہودی حکماء اور دانشوروں نے دی ہیں۔ انہوں نے اپنی ایک کانفرنس میں طے کیا تھا کہ ہم دنیا بھر کے نوجوانوں کو جنسی لذتوں میں، کھیلوں میں،

تفریحات میں اس طرح لگا دیں گے کہ انہیں ہمارے مقابلے کا خیال بھی باقی نہیں رہنے پائے گا۔ انہوں نے پروٹوکول میں یہ بات طے کی تھی کہ ہم عوام کو جمہوری حکومتوں میں، ایک تخریبی طاقت ''ڈسٹرکٹیو پاور'' بنا دیں گے جس کے ذریعہ سے حکومتوں کو توڑتے رہیں گے اور اس کے بعد نئی حکومتیں لاتے رہیں گے، اور ردوبدل کی پالیسی اختیار کر کے ملکوں کو پچاس پچاس سال پیچھے ڈھکیل دیں گے، ان کی ترقیوں کو نیست ونابود کر دیں گے اور ان نوجوانوں کا استحصال کرتے ہوئے ان کو خود اپنے ملک کو پنپنے نہ دینے کے لئے بطور آلہ کے استعمال کریں گے، یہ الفاظ میرے ہیں لیکن معنی پروٹوکول کے ہیں، پروٹوکول کا ترجمہ اردو میں بھی ہے انگریزی اور عربی میں بھی ہے دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں، وہ ایک خفیہ دستاویز تھی لیکن اس کا انکشاف ہوا تو بہت سے حقائق سامنے آئے، اور آج ہم اپنی نگاہوں کے سامنے اس کے سازشی اثرات دیکھ رہے ہیں۔ موجودہ دور میں نوجوان یا تو سیاسی طاقتوں کے تخریبی رضا کار Destractive Workers ہیں یا ایک پارٹی کے حق میں، دوسری پارٹی کے خلاف، ہنگامے کرنا توڑ پھوڑ میں حصہ لینا، انتشار پیدا کرنا، یا تفریحی دلچسپیوں میں مشغول رہنا، صبح وشام کھیلنا، گیمس اور کمنٹری میں وقت پاس کرنا، اسٹیڈیم کے چکر لگانا، سنیما، ٹی وی اور پھر موبائل کے ذریعہ فحاشی اور جنسی مناظر سے ایمان وحیا کو سوخت کرنا، پوری عمر کا جو بہترین مرحلہ ہے اسے کھیل وتماشوں کی نذر کر دینا۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد حالات کو درست کرنے کا کوئی خیال وحوصلہ کہاں باقی رہ سکتا ہے؟

یہودی، بڑی شاطر قوم ہے

آج پوری دنیا میں جو جمہوریت کی فضا چلی ہے یہ سب یہودیوں کی سازش ہیں اس لئے کہ جب بادشاہت تھی تو یہودیوں کو کہیں جائے پناہ نہیں ملتی تھی اور جتنی زیادہ

یہ قوم پٹی اتنی زیادہ کوئی اور قوم نہیں پٹی ہے۔اور جب اس نے دیکھا کہ ہر ملک ہمارا دشمن ہے تو آہستہ آہستہ اس نے حکومتوں میں داخل ہو کر ملک کو جمہوری بنانے کی کوشش کی اس کے لئے کئی صدیاں لگیں اور لاکھوں یہودیوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا لیکن یہ ایسی قوم ہے جو ہمت نہیں ہارتی ہمیشہ اپنے عزائم وحوصلے کو بلند رکھتی ہے اور کسی کو اپنا دوست نہیں سمجھتی ہوشیاری اور چالاکی اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے دھوکہ بازی فریب کاری اس کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے عیسائیوں کے ساتھ اس کی پرانی دشمنی ہے مگر موقع پڑنے پر اس کو بھی اپنا دوست بنا کر مقصد پورا کرلیتی ہے پھر الگ ہو جاتی ہے اور مسلمانوں سے اس کی دشمنی حد درجہ بڑھی ہوئی ہے اور اقوام متحدہ کو اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنا رکھا ہے جس طرح چاہتی ہے اسے استعمال کرتی ہے اور اقوام متحدہ بھی اس کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوتی ہے اسرائیل کی مرضی اورا س کے ملک کے مفاد میں قرارداد پیش کرتی ہے۔

یہودیوں نے فلسطین کی مسلم عوام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں وہاں کے باشندوں کو زندگی کی بنیادی چیزیں ہوا اور پانی وغیرہ کی سہولیات بھی نہیں ہیں بڑی کسمپرسی کے عالم میں زندگی گذارتے ہیں اور اسرائیل ان کو اپنے تشدد کا نشانہ بناتا ہے اور مسلم سلطنتیں تماشا دیکھ رہی ہیں اور اسی طرح دشمنان اسلام مسلمانوں کے ایک ایک ملک کو ہڑپ کرتے جارہے ہیں پہلے افغانستان پھر عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی پھر دیگر مسلم ملکوں کو مختلف بہانوں سے دھمکیاں دے کر اپنا قبضہ جمانا چاہتے ہیں اور مسلم ملکوں کے حکمراں اور سربراہ ہاتھوں میں چوڑیاں پہن کر بیٹھے ہیں ایک مسلم ملک لٹ رہا ہے عوام پٹ رہی ہے عورتوں کی عصمتیں تار تار ہو رہی ہیں نوجوانوں کا خون ہو رہا ہے۔ضعیف کراہ رہے ہیں علماء کی توہین ہو رہی ہے شریعت کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے دولت وثروت بے پناہ ان مسلم

ممالک کو عطا کی ہے اگر وہ لوگ اسلامی حمیت وغیرت کا مظاہرہ کریں تو دشمنان اسلام کے دانت کھٹے ہو جائیں اور ان کو لوہے کے چنے چبانے پڑیں۔ اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی کا عملی مظاہرہ ہر وقت آنکھ کے سامنے رہے۔اللہ تعالیٰ ہدایت دے مسلم حکمرانوں کو اور دنیا کے تمام مسلمانوں کی اور انکے ممالک کی حفاظت فرمائے اور یہود ونصاریٰ کے مقابلہ کی ظاہری اور متعدی طاقت عالم اسلام کو عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

پڑوسی کے حقوق

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ مَنْ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يُؤْمِنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ" اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

قابل احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! انسان کا اپنے والدین رشتہ داروں اور اہل قرابت کے علاوہ پڑوسیوں اور ہمسایوں کے ساتھ بھی واسطہ اور تعلق ہوتا ہے اوران کے حقوق ہوتے ہیں شریعت میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک جزو ایمان اللہ ورسول سے محبت کا معیار اور داخلہ جنت کی شرط قرار دیا ہے اور

بہت ساری احادیث کتب حدیث میں مروی ہیں جن سے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم آیا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں بخدا وہ شخص مومن نہیں، بخدا وہ شخص مومن نہیں، بخدا وہ شخص مومن نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ کون شخص مومن نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے مامون ومحفوظ نہ رہیں۔

اسلامی معاشرہ میں ہمسایہ کے حقوق پر جس قدر زور دیا گیا ہے اس کا حال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بخوبی ہوجاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیاء العلوم والدین'' میں ہمسایوں کے حقوق بالاختصار کچھ اس طرح گنوائے ہیں۔

(۱) ہمسائے کو سلام میں پہل کرنا۔ (۲) اس سے اکتا دینے والی لمبی گفتگو نہ کرنا۔ (۳) اس کی بار بار مزاج پرسی کرنا۔ (۴) اگر وہ بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرنا۔ (۵) اگر وہ مصیبت میں مبتلا ہو تو اس سے اظہار ہمدردی کرنا۔ (۶) تکلیف دہ حالات یا موت فوت میں اس کا پورا پورا ساتھ دینا۔ (۷) اگر اسے کوئی خوشی حاصل ہو تو اسے مبارک باد دینا اور اس کی خوشی میں شریک ہونا۔ (۸) اس کی لغزشوں اور غلطیوں سے درگزر کرنا۔ (۹) اپنی چھت سے اس کے مکان پر نہ جھانکنا۔ (۱۰) اپنا پرنالہ اس کے مکان یا صحن کی طرف رکھنے سے پرہیز کرنا۔ (۱۱) کوڑا کرکٹ اس کے مکان کے سامنے نہ ڈالنا۔ (۱۲) اس کے مکان کا راستہ تنگ نہ کرنا۔ (۱۳) وہ جو کچھ اپنے گھر میں لے جا رہا ہو اسے غور سے نہ دیکھنا۔ (۱۴) اس کی کمزوریوں کو چھپانا اور اس کی پردہ پوشی کرنا۔ (۱۵) بوقت ضرورت اس کا پورا پورا ساتھ دینا۔ (۱۶) اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر کا پورا پورا خیال رکھنا۔ (۱۷) اس کے خلاف کسی قسم کی غیبت یا چغلی نہ سننا۔ (۱۸) اس کی عزت وحرمت سے نگاہ جھکا لینا۔ (۱۹) اس کے

ملازموں اور نوکرانیوں کی طرف نگاہ نہ اٹھانا۔ (۲۰) اس کے بچوں سے لاڈ پیار کرنا۔
(۲۱) جن دینی یا عام باتوں سے وہ بے خبر ہو اس کی عام راہنمائی کرنا۔

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک دخولِ جنت کا سبب

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی مرُ اد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے وضو کا پانی لے لے کر اپنے اوپر ملنے لگے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے لئے اس کا کیا باعث اور محرک ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ بس اللہ ورسول کی محبت، آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کی یہ خوشی اور چاہت ہو کہ اس کو اللہ ورسول کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اس سے اللہ ورسول کی محبت ہو۔ تو اسے چاہئے کہ وہ ان تین باتوں کا اہتمام کرے بات کرے تو سچ بولے جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اس کو ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔ گویا جو شخص پڑوسیوں کے حقوق ادا کرتا ہے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو اللہ ورسول کی محبت اسے نصیب ہوتی ہے۔

ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کمال ایمان ہے

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں عام طور پر پڑوسیوں کی آپس میں رنجشیں رہا کرتی ہیں تعلقات منقطع رہتے ہیں عموماً شادیوں اور دیگر تقریبات میں مزید دوریاں بڑھ جاتی ہیں جب کہ پڑوسیوں کے تعلقات کا آپس میں منقطع ہونا انسان کو جہنم میں ڈالنے کا ذریعہ اور سبب ہوسکتا ہے۔ حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنا ہے جس وقت آپ یہ فرمار ہے تھے اس وقت میری آنکھیں آپ کو

دیکھ رہی تھیں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ بھلی بات زبان سے نکالے یا پھر خاموش رہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اٰمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شَعْبَانٌ وَجَارُهُ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يَعْلَمُ بِهٖ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کر سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر ہو۔ اسلام نے پڑوسیوں کا بہت زیادہ خیال کیا۔ دوسری قوموں کا کیا ذکر خود مسلمان جو نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں وہی پڑوسیوں کے ساتھ روابط اچھے نہیں رکھتے اور ہر وقت پڑوسی کے ادھیڑ پن میں لگے رہتے ہیں۔ بعض لوگ بظاہر نیک معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کا بھی یہی حال ہے کہ پڑوسیوں کو شکوہ شکایت رہتی ہے۔

پڑوسیوں کے چند حقوق

نبی اکرم ﷺ نے پڑوسیوں کے بعض متعین حقوق کی نشاندہی فرمائی ہے۔ معاویہ ابن جنیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی خبر گیری اور عیادت کرو اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور تدفین کے عمل میں ہاتھ بٹاؤ اور اگر اپنی ضرورت کے لئے قرض مانگے تو بشرط استطاعت اس کو قرض دو اور اگر وہ کوئی برا

کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارک باد دو اور اگر کوئی مصیبت پہونچے تو تعزیت کرو اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور جب تمہارے گھر میں کوئی اچھا کھانا پکے تو اس کی کوشش کرو کہ تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے لئے اور اس کے بچوں کیلئے باعث ایذا نہ ہو یعنی اس کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک اس کے گھر تک نہ جائے الا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا کچھ اس کے گھر بھی بھیج دو اس صورت میں کھانے کی مہک اس کے گھر تک جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔ پڑوسی سب یکساں اور برابر نہیں ہوتے بعض غریب ہوتے ہیں ۔بعض صاحب ثروت رہتے ہیں ظاہر سی بات ہے کہ غریب تو اچھا اچھا کھا نہیں سکتے اب اگر مالدار پڑوسی اچھی اچھی چیزیں پکا کر کھائے گا اور غریب پڑوسی کے بال بچے یہ سب دیکھیں گے تو ان کے دل میں حسرت پیدا ہوگی اس لئے جب بھی اچھا سالن پکائیں یا پھل فروٹ لے کر آئیں تو ضرور غریب پڑوسی کا خیال رکھیں اور اگر پڑوسی مالدار ہے تو ہدایا و تحائف کا لین دین رکھیں اور اہم معاملات میں مشورے بھی لیا کریں اس سے آپس میں مزید الفت و محبت پیدا ہوگی اور دوریاں ختم ہوں گی ۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

حلال غذا سے نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یہ مسلم بات ہے کہ ہم جیسی غذا استعمال کریں گے ویسا ہی جسم پر اس کا اثر ہوگا ۔گوشت، انڈا، مچھلی اور دیگر مرغن چیزوں کا استعمال کریں گے تو یقیناً جسم فربہ ہوگا اور اگر سادی غذا استعمال کریں گے تو جسم ہلکا رہے گا یہ تو غذا کا جسم پر ظاہری اثر ہوا اسی طرح باطنی اثر ہوتا ہے اگر حلال غذا

استعمال کریں گے تو روح میں تازگی پیدا ہوگی اور نیک اعمال کی توفیق ہوگی۔ اگر حرام غذا کا استعمال کریں گے سود اور رشوت کا مال کھائیں گے تو نیک اعمال کی توفیق تو کیا معمولی برائیوں اور گناہوں سے بھی نہ بچ سکیں گے۔ یہ ایسا دور ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنا بڑا ہی مشکل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ اس سے نہیں بچ سکیں گے اور اگر سود نہ کھائیں گے تو اس کی بھانپ تو ضرور لگ جائے گی آج ہم اس دور کو دیکھ رہے ہیں کہ رشوت خوری سود خوری کا بازار گرم ہے چلے جایئے سرکاری محکموں میں معمولی سا کام بھی کرانا ہو تو بھی رشوت دینا ہی پڑتا ہے اور سود کا حال تو یہ ہے کہ دنوں اور مہینوں نہیں بلکہ گھنٹوں کے حساب سے سود چلتا ہے۔ بڑے بڑے مہاجن اور بنئے سود ہی پر قرض دیتے ہیں اور ان کا کاروبار ہی سود پر چلتا ہے اور اب مسلمانوں میں بھی سود اور رشوت کی گرم بازاری شروع ہوگئی ہے۔ ظاہر ہے نیک اعمال کی توفیق کہاں سے ہوسکتی ہے؟

کھانے میں احتیاط

کھانے میں احتیاط برتنے اور حلال غذا اختیار کرنے کی شریعت مطہرہ میں بہت تاکید آئی ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں، انبیاء ورسل کو مخاطب کرکے ان کو پاکیزہ اور حلال غذا کھانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً'' کہ اے رسولوں کے گروہ! پاکیزہ غذا کھاؤ اور اعمال صالحہ کرو۔

لفظ ''طیبات'' کے لغوی معنی ہیں پاکیزہ اور نفیس چیزیں، چونکہ شریعت اسلام میں جو چیزیں حرام کردی گئی ہیں نہ وہ پاکیزہ ہیں نہ اہل عقل کے لئے نفیس ومرغوب، اس لئے طیبات سے مراد صرف حلال چیزیں ہیں جو ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے

پاکیزہ ونفیس ہیں، اس میں بتلایا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنے اپنے وقت میں دو ہدایات دی گئی ہیں، ایک یہ کہ کھانا حلال اور پاکیزہ کھاؤ، دوسرے یہ کہ عمل نیک اور صالح کرو، اور جب انبیاء علیہم السلام کو یہ خطاب کیا گیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے معصوم بنایا ہے تو ان کی امت کے لوگوں کے لئے یہ حکم زیادہ قابل اہتمام ہے، اور اصل مقصود تو امت کو اس پر چلانا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ان دونوں حکموں کو ایک ساتھ لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ حلال غذا کا عمل صالح میں بڑا دخل ہے، جب غذا حلال ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق ہونے لگتی ہے، اور غذا حرام ہو تو نیک کام کا ارادہ کرنے کے باوجود بھی اس میں مشکلات حائل ہوجاتی ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَرْبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیْکَ فَلاَ عَلَیْکَ مَا فَاتَکَ الدُّنْیَا، حِفْظُ اَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِیْثٍ، وَحُسْنُ خَلِیْقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِیْ طُعْمَةٍ.

(رواہ احمد فی مسندہ ۲/۱۷۷، رقم الحدیث: ۶۶۱۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ تم میں پائی جائیں تو دنیا کے فوت ہونے نہ ہونے کا تمہیں کوئی غم نہیں ہونا چاہئے، ایک تو امانت کی حفاظت، دوسرے سچی بات کہنا، تیسرے اخلاق کا اچھا ہونا، چوتھے کھانے میں احتیاط وپرہیزگاری اختیار کرنا۔

کتنی انمول نصیحتیں ہیں کاش امت مسلمہ کا اس پر عمل درآمد ہوتا تو آئے دن جو معاشرے میں لڑائیاں اور چوریاں ہوتی ہیں عفت وعصمت تارتار ہوتی ہے لوگ ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں یہ سب نہ ہوتا، آج غیر ترقی کررہا ہے یاد رکھیں کہ باطل کہیں بھی ترقی نہیں کرسکتا اگر اس کے ساتھ کوئی حق نہ لگا ہوا ہو۔ غیروں کے اخلاق عموماً ہم سے اچھے ہوتے ہیں جاکر دکانوں پر دیکھ لیجئے مسلمانوں اور غیروں کے اخلاق

میں کافی فرق ملے گا یہی وجہ ہے کہ غیر ترقی کررہا ہے اور مسلمان اپنے نبی کی تعلیم چھوڑنے کی وجہ سے دن بدن پیچھے ہوتا جارہا ہے۔اقبال مرحوم نے کہا۔ ؎

سوئی ہوئی قومیں جاگ اٹھیں، بیدار مسلماں سوتا ہے

گہوارۂ قلب مومن میں، اب جذبۂ ایماں سوتا ہے

احادیث مبارکہ میں بھی کھانے میں احتیاط برتنے اور حلال غذا اختیار کرنے کی بڑی تاکید وارد ہوئی ہے، اور حرام غذا کھانے پر بڑی سخت وعیدیں بیان کی گئیں ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے"۔اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے وہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے، پیغمبروں کے لئے اس کا ارشاد ہے، اے پیغمبرو! تم کھاؤ پاک اور حلال غذا اور عملِ صالح کرو، اور اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! تم ہمارے رزق میں سے حلال اور طیب کھاؤ، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کا حال ذکر فرمایا جو طویل سفر کرکے (کسی مقدس مقام پر) ایسے حال میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد وغبار ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتا ہے، اے میرے رب! اے میرے رب! اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے.....! اس کا پینا حرام ہے.....! اس کا لباس حرام ہے.....! اور حرام غذا سے اس کی نشونما ہوئی ہے تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہوگی.....؟ (مسلم۔زکوٰۃ، باب قبول الصدقۃ، ص،۴۰۹: ۲۳۴۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت اور دعا کے قبول ہونے میں حلال کھانے کو بڑا دخل ہے، اور جب غذا حلال نہ ہو تو عبادت اور دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ گوشت اور وہ جسم جنت میں نہ جاسکے گا جس کی نشونما حرام مال سے ہوئی ہو، اور ہر

ایسا گوشت اور جسم جو حرام مال سے پلا بڑھا ہے دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔ (احمد۳/۳۲۱: ۳۲: ۱۴۰۳۲) جو لوگ حرام غذا استعمال کررہے ہیں وہ گویا اپنا جسم جہنم کے لئے تیار کررہے ہیں خود غور فرمالیں کہ جہنم میں جلنے کی طاقت رکھتے ہیں یا نہیں دنیا کی معمولی سی آگ تو ہم سے برداشت نہیں ہوتی تو جہنم کی آگ جو بالکل کالی ہے جہاں پہاڑ بھی جل جائیں گے اور اس کی لپٹ الامان والحفیظ اونٹوں کے مانند ہوگی اس لئے اس آگ سے بچنے کے لئے آج ہی سے تیاری کریں تاکہ کل پچھتاوا نہ ہو کیونکہ اس روز پچھتانے سے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔دنیا کی چند روزہ جو زندگی ملی ہے اس کو غنیمت سمجھ کر آخرت کی تیاری میں اپنے آپ کو لگائیں دنیا بڑی بے وفا ہے کسی کے ساتھ اس نے آج تک وفاداری کا معاملہ نہیں کیا بڑی دھوکہ باز ہے برائیوں اور گناہ کے کاموں میں لگا کر انسان کو تباہی وبربادی کے کنارے پر ڈھکیل دیتی ہے اور ہر گناہ کو اچھا بنا کر پیش کرتی ہے تاکہ اس کو لوگ قبول کریں۔دنیا حرام مال کھلا کر جہنم کا مستحق بناتی ہے کیونکہ جنت تو پاکیزہ لوگوں کے لئے ہے۔اللہ کی پناہ! اس حدیث میں بڑی سخت وعید ہے، الفاظِ حدیث کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ دنیا میں جو شخص حرام کمائی سے پلا بڑھا ہوگا، وہ جنت کے داخلہ سے محروم رہے گا، اور دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعلیمات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں بڑا گہرا اثر ڈالا تھا کہ وہ لوگ جان دینے کے لئے تیار ہوجاتے تھے، لیکن حرام لقمہ اپنے حلق میں داخل کرنا گوارہ نہ کرتے تھے۔

مشتبہ چیزوں سے بھی احتیاط ضروری

ایک دفعہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام نے کوئی حرام غذا لاکر دیدی اسے کھالیا پھر پتہ چلا کہ یہ تو حرام مال ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حلق میں انگلی ڈال کر بالآخر

پوری غذا قے کردی تاکہ حرام غذا سے ان کا جسم پاک وصاف رہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں بھی ہیں یعنی جن کا حلال یا حرام ہونا بالکل واضح نہیں ہے لیکن حرام سے بچنے کیلئے ان مشتبہ چیزوں سے بچنا بھی بڑا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ایک مثال دی گئی ہے ایک سرکاری چراگاہ جہاں سرکاری جانور ہی چرا کرتے ہیں۔عوام کے لئے جانوروں کو چرانے کی اجازت نہیں اس ممنوع چراگاہ کے اردگرد ہری بھری گھاس ہے جہاں کوئی ممانعت نہیں ہے اب اگر کوئی شخص یہ سوچ کر کہ ممنوع چراگاہ کے آس پاس کی گھاس چرانے کی اجازت ہے اسلئے اپنے جانوروں کو وہاں لے کر چرائیں تو یقیناً اس کے جانور ممنوع چراگاہ میں جائیں گے اور سرکاری طور پر اس کو سزا کا مستحق ہونا پڑے گا۔اسلئے عقل مند شخص وہ ہے جو اپنے جانورں کو چراگاہ سے دور رکھے تاکہ سزا کا مستحق نہ ہو بس یہی حال ہے مشتبہ چیزوں کے استعمال کرنے کا۔آج کل شادیوں میں لوگ بڑی کثرت سے روپے خرچ کرتے ہیں کھانے پینے میں کئی کئی لاکھ روپے خرچ کردیتے ہیں۔شہر کے بڑے شادی محلوں میں شادیاں کرتے ہیں جہاں لاکھوں روپے صرف شادی محل کے کرایہ پر صرف ہوتا ہے۔ظاہر ہے کہ لوگ ان پیسوں میں حرام وحلال کی تمیز نہیں کرتے سود اور رشوت تک اس میں خرچ کرتے ہیں اور لوگ شوق سے اس میں شرکت کرتے ہیں اور ناک ڈبا کر کھاتے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ بھی ہوتے ہیں علماء ودانشور بھی ہوتے ہیں حالانکہ جتنے روپے ایک شادی پر خرچ کرتے ہیں اتنے پیسوں میں کئی غریب بچیوں کی شادیاں کی جاسکتی ہیں اور بہت سے گھر آباد ہوسکتے ہیں اور معاشرے کو بد اخلاقی اور برائی سے پاک وصاف کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو سمجھ عطا فرمائے۔آمین! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆

بچوں کی تعلیم وتربیت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، خواتین اسلام عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! آج میری تقریر کا موضوع ہے بچوں کی تعلیم وتربیت، والدین کی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسی وقت سے اس کی تربیت کرنی چاہئے۔ ماں باپ کے اخلاق وعادات پیدا ہونے سے پہلے ہی بچے قبول کرنا شروع کرتے ہیں۔اور جب بچہ عالم دنیا میں آجائے تو ایسے وقت میں والدین کے اوپر ذمہ داریاں اور زیادہ

بڑھ جاتی ہیں جس طرز پر بچوں کی تربیت کی جائے گی بچے اسی طرح آگے چل کر والدین کے لئے نیک نامی یا بدنامی کا ذریعہ بنیں گے۔ جب بچوں کی تربیت والدین صحیح طور پر نہیں کرتے تو مستقبل میں یہی بچے صرف والدین ہی نہیں بلکہ پورے خاندان ومعاشرے کی بدنامی کا ذریعہ اور سبب بنتے ہیں اگر اکابر واسلاف کی سیرتوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کے والدین نے بچپن میں ان کی کس طرح تربیت کی تھی اور اولاد کی تربیت میں ماں کا خاص رول ہوا کرتا ہے اس لئے کہ ماں کی گود ہی اولاد کی سب سے بڑی درسگاہ اور یونیورسٹی ہے اور ایک طویل عرصہ اولاد کو صرف ماں کی گود ہی میں گذارنا پڑتا ہے اور جب بچہ مدرسہ یا اسکول جانا شروع کرتا ہے اس وقت بھی اسکول سے چھوٹتے ہی گھر واپس آتا ہے اور ماں ہی اس کی دیکھ ریکھ کرتی ہے اس لئے ماؤں کو اولاد کی تربیت پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچائیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (سورہ تحریم/٦) مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (سورہ طٰہٰ:١٣٢) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں کا ہر شخص محافظ ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہوگی، حاکم محافظ ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی محافظ ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا، خادم اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے اور اس کے متعلق سوال

ہوگا۔ غرض تم میں کا ہر شخص محافظ ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال ہوگا۔ (متفق علیہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کا ایک کھجور اٹھالیا اور اس کو منہ میں رکھ لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں، اس کو پھینک دو، تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔ (متفق علیہ)

ابتداء ہی سے بچوں کی تربیت کریں

بچے تو بچے ہی ہوتے ہیں خواہ نبی کے بچے کیوں نہ ہوں ان کی تعلیم وتربیت کرنا بڑوں کی ذمہ داری ہے بچپن میں جو باتیں ان کو بتائی اور سکھائی جاتی ہیں وہیں چیزیں ان کے دل ودماغ میں نقش کر جاتی ہیں اس لئے بچوں کے سامنے کبھی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جو نامناسب ہو بچپن ہی سے بچوں کے ذہن ودماغ میں اسلامی عقائد راسخ کرنے چاہئیں اور اچھے ادب کی تعلیم دینی چاہئے تاکہ بڑے ہونے کے بعد دشمنان اسلام کی طرف سے آئے دن نئے نئے فتنے رونما ہو رہے ہیں اس سے نونہالان اسلام کے ایمان میں تذبذب پیدا نہ ہو جائے بلکہ مرتے دم تک ایمان واسلام پر ثابت قدم رہیں۔

دس سال کے بعد بچوں کا بستر الگ کریں

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر پرورش ایک بچہ تھا، میرا ہاتھ پلیٹ میں چاروں طرف جاتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: بچے! بسم اللہ کر کے کھاؤ، داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سات سال کی عمر میں اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے

ہو جائیں تو ترک نماز پر ان کو سزا دو اور ان کے بستر الگ کردو، (یعنی دس سال کے دو بچے ایک بستر پر نہ سوئیں)۔(ابوداؤد)

بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے یہ بڑا عمدہ اصول ہے ان اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے بچوں کی تربیت کی جائے تو ابتداء ہی سے بچوں کے اخلاق واطوار صحیح رہیں گے مگر دینی تعلیم دینے کے بجائے اور غیر ضروری لباس پہناتے ہیں اور ان کے لئے ہر جائز وناجائز چیزیں خرید کر لاتے ہیں اور مختلف قسم کی تصویروں سے بچوں کی خوشی کے لئے اپنے گھروں کو مزین کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں آتا کہ یہ سب چیزیں غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا یَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ تَصَاوِیْرُ الْکَلْبِ اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتے کی تصویریں ہوں اور ہمارا حال یہ ہے کہ بچوں کی رضا وخوشی کے لئے رحمت کے فرشتوں کو اپنے گھروں سے دور رکھتے ہیں اسی لئے تو گھر میں بے برکتی ہے ہر وقت معاشی تنگی کا شکوہ کرتے رہتے ہیں۔ میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ بچوں کی خواہشات کا خیال نہ رکھیں بلکہ مباحات اور مستحسن چیزوں میں بچوں کی مانگ پوری کریں اور جو بھی کام کریں شریعت کے دائرے میں رہ کر کریں۔

ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: آدمی اپنے بچے کو ادب سکھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع صدقہ کرے۔(ترمذی)

حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے دادا کے واسطے سے حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کوئی باپ اپنے لڑکے کو اچھی تہذیب وادب سے بہتر کوئی اور چیز نہیں دیتا۔(ترمذی)

لڑکیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس کو لڑکی پیدا ہوا اور وہ اس کو زندہ درگور نہ کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔(ابوداؤد)

لڑکیوں کی پرورش پر حدیث میں بڑی خوشخبریاں دی گئی ہیں اور لڑکی کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے لڑکیوں اور غلاموں کو بہت ابھارا اور ان کو عزت ورفعت عطا کی اس بات کا اندازہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ قبل از اسلام صنف نازک اور غلاموں پر کئے جانے والے مظالم پر بھی نظر ڈالیں جہاں عورتوں اور غلاموں کو بڑے بڑے حکماء ودانشوران قوم کہے جانے والے معاشرے کے نام ونہاد معزز افراد جانوروں سے زیادہ بدتر سمجھتے تھے اور بے چاری صنف نازک کی مظلومیت کا تو یہ عالم تھا کہ اس کو انسان سمجھنے کے روادار نہ تھے۔ بلکہ اس کو ایک جانور سمجھتے تھے۔ فرانس نے اگر کسی قدر عورت پر احسان کیا تو اس کو انسان قرار دیا مگر یہ کہ عورت صرف مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے ظاہر ہے ایک طرف تو یہ ہے دوسری طرف پیغمبر ﷺ نے عورتوں کے تعلق کتنی خوشخبریاں سنائی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ گئیں، تو قیامت کے دن میں اور وہ ساتھ ساتھ آئیں گے۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ اسطرح ساتھ ہوں گے۔(مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، ان کو ادب وتہذیب سکھایا، شادی کردی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(ابوداؤد)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بہترین صدقہ نہ بتادوں، تمہاری بیٹی تمہارے ہی ذمہ ہے، تمہارے سوا اس کے لئے کمانے والا کوئی اور نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنی اولاد پر جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو صدقہ اور ثواب کی چیز ہی نہیں سمجھتے ہیں جب کہ اس کو بھی حدیث میں صدقہ قرار دیا گیا ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنی اولاد پر یوم عاشورا کو کھانے پینے میں کشادگی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پورے سال وسعت وکشادگی عطا فرمائیں گے۔ اس لئے اپنے بچوں پر خرچ کرنے میں بخل نہ کریں بلکہ دل کھول کر خرچ کریں اور تعلیم وتربیت کے لئے جتنے پیسے خرچ کریں گے اللہ تعالیٰ ذخیرۂ آخرت بنائیں گے اور جب بچے صحیح تعلیم وتربیت سیکھ لیں گے تو آپ کا ان پر خرچ کیا ہوا روپیہ ضائع نہیں جائے گا بلکہ دنیا ہی میں بھی اور آخرت میں اس کا نعم البدل ملے گا۔ لیکن اولاد کی تعلیم وتربیت پر خاص طور پر توجہ دیں یہ بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے والدین اگر اس میں کوتاہی کریں گے تو آخرت میں اس سلسلہ میں سخت باز پرس ہوگی۔

عطیات میں برابر کریں

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والدین کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: میں نے اپنے اس لڑکے کو اپنا ایک غلام دے دیا، حضور اکرم ﷺ نے پوچھا، کیا اپنے سب لڑکوں کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے؟ والد صاحب نے فرمایا نہیں، تب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اپنی اولاد میں انصاف کرو، میرے والد خدمت اقدس سے واپس آئے اور یہ صدقہ واپس لے لیا۔ (متفق علیہ)

اولاد کے درمیان ہدایا تحائف میں برابری بہت ہی ضروری ہے یہ آدمی کے اختیار کی چیزیں ہیں البتہ اگر کسی اولاد سے محبت زیادہ ہو اور کسی اولاد سے محبت کم ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر گرفت نہیں فرمائیں گے، یا اگر کوئی اولاد زیادہ محتاج ہے جس کی وجہ سے اس پر دوسری اولاد کے مقابلہ میں زیادہ خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے حتی کہ لڑکے اور لڑکی میں بھی عطیات میں برابری کرنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ لڑکی کو کم دیں اور لڑکے کو زیادہ دیں البتہ میراث کا مسئلہ کچھ مختلف ہے لڑکے کو لڑکی کا دوگنا دیا گیا ہے اس لئے کہ لڑکے کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں خود اس کی بیوی بچے اور اگر چھوٹے بھائی یا غیر شادی شدہ نہیں ہیں تو ان سب کی ذمہ داری بھی بھائی پر ہوتی ہے ان ساری ذمہ داریوں کے ہوتے ہوئے اگر لڑکے کو دوگنا مال میراث میں دیدیا گیا تو کوئی زیادہ نہیں ہے۔ بہرحال یہ ایک اہم چیز ہے اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ اولاد کو عطیات میں ایک دوسرے پر فوقیت نہ دیں اور ان کی تربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں اگر سختی کرنے کی نوبت آئے تو اس سے بھی گریز نہ کریں اولاد کو اچھے سے اچھا کھلائیں اور لکڑی بھی ان سے نہ ہٹانا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری آنے والی نسلوں کے ایمان واسلام کی حفاظت فرمائیں۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت پر بچوں کی تربیت

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم . مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرَاھُمْ رُکَّعاً سُجَّداً یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَاناً سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترمہ معلمات، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور بہنو! آج میری تقریر کا موضوع ہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت پر بچوں کی تربیت، اسی تعلق سے کچھ ضروری

باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہیں۔ ہمارے لئے ہر چیز میں اسوہ اور نمونہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی اہم ہیں ہم کو غیروں کے پاس کسی چیز کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اور پیغمبر اسلام اور آپ علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے والے صحابہ کرام جیسی معزز و محترم ہستیاں ہی ہماری صحیح رہنمائی اور رہبری کرسکتی ہیں اور انہیں کی اتباع و پیروی میں ہی ہمارے لئے کامیابی اور نجات کا سامان ہے آج مجھے بچوں کی تربیت سے متعلق عرض کرنا ہے کہ کس طرح بچوں کی تربیت کی جائے۔

آپ اپنے بچوں کی پرورش اس طرح کرنے کی کوشش کریں کہ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کی جھلک آجائے، اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے بچوں کو شروع ہی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات اور کارنامے اور ان کے فضائل سنائیں تاکہ ان کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت، عزت اور قدر پیدا ہوجائے اور ان کے معصوم ذہنوں میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح دنیا کے تمام لوگوں کو پورے دین پر لانے کا شوق پیدا ہوجائے۔ کہا جاتا ہے کہ بچے سے جو کام لینا مقصود ہو بچپن سے ہی اس کی تعریف کی جائے۔ چنانچہ دین سے دور لوگوں کا اپنے بچوں کو مالداروں کے فضائل سنایا، فوج والوں کا اپنے بچوں کو بڑے بڑے جرنلوں اور کرنلوں کے واقعات سنانا، شکاری کا اپنے بچوں کو شکار کے بڑے بڑے واقعات سنانا، اس بات کی دلیل ہیں درحقیقت واقعات سنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچہ کے دل میں بھی ویسا ہی بننے کی اور وہی کام کرنے کی خواہش پیدا ہوجائے خود بھی کوشش کریں کہ یہ صفت آپ کے بچوں کے اندر پیدا ہوجائے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک خاص صفت ہے معاف کرنا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ ان کا دل کسی کی طرف سے میلا نہ ہوتا تھا۔ اگر واقعی کوئی رنجش پیدا ہو بھی جاتی تو وقتی ہوتی اور نہایت جلدی ختم ہوجاتی تھی، لہٰذا اپنے بچوں کو اس کی ترغیب دیں کہ اپنے سے پرائے سے، رشتہ داروں سے، پڑوسیوں سے، بھائی بہنوں

سے، دوستوں سے کسی سے بھی اپنا دل میلا نہ کریں، اگر کسی نے کوئی واقعی زیادتی کر بھی دی تو سچے دل سے اسے معاف کر دیں اور اس عمل پر اللہ پاک کی طرف سے بڑے اجر کی امید رکھیں۔ چھوٹے بچوں کا زیادہ معاملہ بھائی بہنوں سے ہوتا ہے۔ اس لئے بھائی بہنوں سے متعلق ترغیب دیں کہ ان کی طرف سے اپنا دل بالکل صاف رکھیں۔ اس نیت کا اثر یہ ہوگا کہ اگر کوئی پسندیدہ چیز اپنے بھائیوں بہنوں یا دوستوں کے پاس نظر آئے گی تو اس کے چھیننے کی فکر نہ ہوگی اور نہ ہی کسی غلط تدبیر، مثلاً چغلی، غیبت وغیرہ یعنی والدین کو اس انداز سے کہنا کہ امی بھائی جان نے فلاں چیز اس طرح استعمال کی کہ وہ ٹوٹ سکتی تھی یا خراب ہو سکتی تھی، یا نقصان کا باعث بن سکتی تھی تا کہ بھائی سے وہ چیز چھین لی جائے۔ بجائے لڑنے جھگڑنے کے وہ بھی انہیں معاف کر دیں اور اللہ پاک کی تقسیم پر راضی رہیں، کہ اللہ پاک نے یہ چیز ان کے مقدر میں لکھی تھی، اگر وہ ان کے پاس چلی گئی تو اس میں ناراض ہونے سے کیا حاصل۔

احادیث کی کتابوں میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی مجلس میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرماتے تھے، کہ ایک صحابی گزرے، آپ نے فرمایا کہ یہ جنتی ہیں۔ اس ارشاد پر مجلس میں بیٹھے ایک صحابی نے سوچا کہ ان کا ایسا کونسا عمل ہے کہ آپ نے زمین پر رہتے ہوئے انہیں جنتی فرمایا۔ چنانچہ وہ ان کے پیچھے چل پڑے۔ جب ان کے گھر پہنچ گئے تو صحابی نے انہیں اپنے گھر ٹھہرنے کی دعوت دی جو انہوں نے فوراً قبول کر لی تا کہ ان کا وہ خاص عمل دیکھ سکیں، پھر ایک دن گزرا، دوسرا دن گزرا جب تیسرا دن گزرا تو انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ میں تین دن آپ کے ساتھ رہا اور جو عمل آپ نے کیا میں نے دیکھا میں بھی وہی اعمال کرتا ہوں، لیکن آپ مجھے بتائیے کہ وہ کونسا خاص عمل ہے جس کی وجہ سے آپ کو نبی کریم ﷺ نے دنیا ہی میں جنتی فرمایا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اور تو کچھ نہیں بس یہ ہے کہ جب رات کو میں

سونے لگتا ہوں تو میرا دل سب کی طرف سے بالکل صاف ہوتا ہے یعنی میں سب کو معاف کر کے سوتا ہوں۔ اس واقعے سے متعلق علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دل کا صاف ہونا جنتیوں کی صفات میں سے ہے، جنت میں سارے جنتی ایک دوسرے سے محبت کریں گے اور آپس میں ان کے دل بالکل صاف ہوں گے۔

اگر یہ صفت انسان دنیا میں اپنے اندر پیدا کر لے تو یقیناً وہ جنتیوں میں سے ہو جائے۔ لہٰذا تمام مسلمان ماؤں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے بچوں کو یہ واقعہ سنائیں اور انہیں یاد بھی کروائیں اور اس کے مطابق عمل کرنے والا بنائیں تا کہ ہماری زندگی جنت کا نمونہ بن جائے۔

ہر چیز میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کریں

نبی اکرم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے: اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اِهْتَدَیْتُمْ میرے صحابہ رات کی اندھیریوں میں روشن اور چمکدار ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی بھی پیروی کر لوگے کامیاب ہو جاؤ گے۔ پہلے زمانہ میں جب کہ سمتوں کا پتہ نہیں چلتا تھا کیونکہ دنیا اتنی ترقی یافتہ نہیں ہوئی تھی خطب نما یا سمتوں کو جاننے دیگر آلات ایجاد نہیں ہوئے تھے اس وقت لوگ راتوں کو جب دور دراز کا سفر کیا کرتے تھے تو ستاروں ہی کو دیکھ کر اپنی منزل کا پتہ لگاتے تھے بس یہی مثال درسگاہ نبوت میں فیض پانے والے عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہم انہیں مقدس ہستیوں کی اتباع وپیروی کو اپنے لئے باعث افتخار اور سرمایۂ سعادت سمجھیں۔ صحابہ کرام کس طرح اپنی اولاد کی تربیت کرتے تھے اور دینی تعلیم پر کتنی توجہ دیا کرتے تھے ہر ایک صحابی کا گھر مکتب ومدرسہ تھا عورتیں اپنے بچوں کو دینی تعلیم اور قرآن کریم وحدیث کا علم سکھانے کے لئے ہمیشہ فکرمند رہا کرتی تھیں اور

اس وقت قرآن وحدیث کا علم ہی دینی ودنیوی ترقی کا ذریعہ ہوا کرتا تھا۔سنت کے خلاف اگر کوئی کام بچہ کردے تو ماں باپ کو ہرگز گوارا نہیں تھا کیونکہ ان کو اولاد سے زیادہ محبت نبی آخر الزماں ﷺ سے بھی وہ آپ کے اشاروں پر مر مٹنے والے لوگ تھے اور یہی اپنی اولاد سے بھی چاہتے تھے انہیں یہ بات پسند نہ تھی کہ آپ ﷺ کے حکم کے خلاف کوئی کام ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کی صفات پر اور ان کی سیرت پر اور ان کی سیرت پر اولاد کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

طلبا وطالبات

اخلاقی اور تعلیمی انحطاط میں مبتلا ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ "اَلدِّيْنُ اَلنَّصِيْحَةُ" اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! میں ایک چھوٹی سی آیت مبارکہ اور حدیث شریف آپ کے سامنے پڑھی ہے جس کا ترجمہ ہے دین نام ہے خیر خواہی کا۔ ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کی جائے۔ بڑا چھوٹے کے

ساتھ چھوٹا بڑے کے ساتھ غریب امیر کے ساتھ امیر غریب کے ساتھ ، عالم جاہل کیساتھ جاہل عالم کے ساتھ ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی اسکے حسب حیثیت کی جائے آج کی اس مجلس میں طلبہ وطالبات کے تعلق سے چند باتیں گوش گذار کرنی ہیں ۔

مدارس میں نہ صرف عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ عربی میں اعلیٰ تحقیقی کام بھی انجام پاتے ہیں ، یہ مدرسے اپنے وقت کی حکومتوں کے لئے نابغۂ روزگار شخصیات پیدا کرتے ہیں ، مدرسوں کی افادیت واہمیت اس تاریخی سچائی میں بھی مضمر ہے کہ انہوں نے ایسے ایسے سورماؤں اور تحریک آزادی کے علمبرداروں کو جنم دیا ہے جنہوں نے ہندوستان کی تحریک جنگ آزادی کی قیادت کی ہے ، یہی نہیں بلکہ انہوں نے سماجی ، معاشی اور تعلیمی مسائل کے حل کے لئے بڑے گراں قدر کارنامے انجام دیئے ہیں ، مدرسے آج بھی ہندوستان کی شرح خواندگی میں اضافہ کررہے ہیں ، جو طلبہ وطالبات کو اخلاق وآداب کی ایسی خوبیوں سے آراستہ کررہے ہیں ، جو مہذب معاشرے کی تشکیل میں گراں قدر اہمیت کے حامل ہیں ، حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں : ’’میں مدرسہ کو ہر ادارہ سے بڑھ کر مستحکم ، طاقتور ، زندگی کی صلاحیت رکھنے والا اور حرکت ونمو سے لبریز سمجھتا ہوں ، اس کا ایک سرا نبوت محمدی ﷺ سے ملا ہوا ہے ، دوسرا اس کی زندگی سے ، وہ نبوت محمدی ﷺ کے چشمہ حیواں سے پانی لیتا ہے اور زندگی کی ان کشت زاروں میں ڈالتا ہے ، وہ اپنا کام چھوڑ دے تو زندگی کے کھیت سوکھ جائیں اور انسانیت مرجھانے لگے ، دنیا میں ہر ادارہ ، ہر مرکز ، ہر فرد کو راحت اور فراغت کا حق ہے اس کو اپنے کام سے چھٹی مل سکتی ہے مگر مدرسہ کو چھٹی نہیں ، دنیا میں ہر مسافر کے لئے آرام ہے لیکن اس مسافر کے لئے راحت حرام ہے ‘‘ لیکن اس دور حاضر میں اس کی بساط لپیٹ دی گئی ہے اور اس کی رفتار سست پڑگئی ہے ، اس کی رگوں میں جوش ولولہ سرد پڑ گئے ہیں ، اور اس کا دھارا

خلاف سمت بہہ پڑا ہے ، اور اس کے پرزے زنگ آلودہ ہو چکے ہیں ، اس میں اسلاف کی روح واسپرٹ مفقود ہو چکی ہے ، آج وہ اپنے خیالی پروں کا سہارا لے کر ساحل تک پہونچنے کی ناکام سعی وکوشش کررہا ہے اور علم وادب ، سیاست وقوت کی دنیا میں دیرپا نقش قائم کرنے میں عاجز وقاصر ہے ، چنانچہ اس کے فارغین مردہ دلی ، بے یقینی کے شکار نظر آنے لگے ہیں ، اخلاق وکردار سے کورے اور علمی رسوخ سے خالی ہو چکے ہیں اور ان کے امتیازی اوصاف مدھم پڑ گئے ہیں ، آج ان کے سینوں سے علم ونبوت کا نور غائب ہو چکا ہے اور حالات کو بدلنے کا عزم وحوصلہ پست ہو گیا ہے ، آج ان کی آنکھوں میں عزم ویقین کی روشنی اور دمکتی ہوئی پیشانیوں پر ستارۂ اقبال وہوشمندی ہویدا نہیں ہے ، آیئے اب ہم ان عوامل واسباب پر غور وفکر کریں کہ آج ان کی نبض کی رفتار سست کیوں پڑ گئی ہے ، اور ان کی رگوں میں ابلتا ہوا نیا خون کیوں سرد پڑ گیا ہے اور علم وعمل اور ترقی واقبال کی شاہراہیں ان کے لئے کیوں تنگ ہو گئی ہیں ۔

احساس کمتری صلاحیتوں کو لے ڈوبتی ہے

جہاں تک میرا علم ہے ان اسباب ووجوہات میں سے سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو گئے ہیں ، احساس کمتری ایک نفسیاتی مرض ہے ، جو دینی کمزوری ، ضعف عقیدہ اور ضعف ایمان کی دلیل ہے اور اس کے نتائج بہت دوررس ہیں ، انبیاء کے نائبین اور علوم نبوت کے حاملین کو اپنی کمتری اور حقارت کا احساس ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نبوت کے مقام سے ناآشنا اور یقین سے خالی ہیں ، مدارس جو کبھی طاقت وزندگی کا مرکز تھے اور جہاں انقلاب آفریں شخصیات پیدا ہوتی تھیں ، آج وہ مایوسی ، افسردگی اور احساس کمتری کا شکار ہیں ، حالانکہ مدارس کی تعداد میں طلباء کی تعداد میں بڑا اضافہ ہو چکا ہے ، مگر طلبۂ مدارس کی زندگی سست اور

دل کی دھڑکن کمزور ہے، آج مدارس میں طوفان کے آثار نظر آرہے ہیں اور روز بروز ان کے اندر برائیاں بڑھتی جارہی ہیں، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

احساس کمتری بہت بڑا مرض ہے جو انسان کو ترقی کے راستہ سے روک دیتا ہے اور وہ پستی کی طرف روز بروز بڑھتے رہتے ہیں۔ اچھے اور ذہین طلبہ جن کی صلاحیتیں اعلیٰ ہیں مگر احساس کمتری کا شکار ہو کر وہ کسی کام کے نہیں رہ جاتے اس لئے احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیشہ عزائم کو بلند رکھیں وہی طلبہ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں جو بلند حوصلہ رکھتے ہیں۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ اور سبب یہ ہے کہ طلبہ کے دماغ پر مادیت کا غلبہ اس طرح چھا گیا کہ ان کا اس مادیت کے خول سے نکلنا مشکل و دشوار ہو گیا ہے، یہ وہ قوی سبب و محرک ہے جس نے ان کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیا ہے، اسی وجہ سے وہ تعلیم میں محنت وجدوجہد کے بجائے اس سوچ وفکر میں لگے رہتے ہیں کہ وہ مادی نفع کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ مادیت کا دور دورہ ہے ہر ایک کو معاشیات کی فکر دامنگیر رہتی ہے مگر ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے جب مدارس کے اندر قدم رکھیں اس وقت مادیت اور معاشیت کے تعلق سے بالکل بے فکر ہو کر اپنے تعلیمی سفر کو آگے بڑھائیں۔

تیسری وجہ

تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ مدارس کے ماحول میں ظلم واستحصال دیکھتے ہیں، اور دیکھتے ہیں کہ باصلاحیت انسانوں کی قدر نہیں کی جاتی بلکہ ان پر ظلم وتعدی کیا جاتا ہے

جس سے ان کے دل ودماغ پر منفی اثرات پڑتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ فراغت کے بعد ان کے ساتھ بھی یہی رویہ اختیار کیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ زندگی میں خوش وخرم نہیں رہ سکتے اور وہ اپنی فکر اور جولانگاہ بدل دیتے ہیں۔

مگر یہ بات جان لینی چاہئے کہ دینی کام ہو یا دنیوی کام بہر حال کسی قدر مشکلات پیش آتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے دل برداشتہ ہو جائیں اور اپنے اساتذہ واکابر کو دیکھ کر اس دینی راہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کریں جس طرح زندگی کے دیگر شعبوں میں مشکلات آتی ہیں اسی طرح اس کو بھی سمجھنا چاہئے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

چوتھی وجہ

چوتھی وجہ اور زبردست محرک یہ ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کو پریشان حال اور غیر مطمئن دیکھتے ہیں کہ ان کی تنخواہیں وقت کے تقاضے کے مطابق نہیں ہیں، اور ایک استاد کی تنخواہ ایک مزدور کی تنخواہ سے بھی کم ہے، اس وجہ سے ان کے دل ودماغ میں مختلف قسم کے شکوک وشبہات پیدا ہونے لگتے ہیں، حالانکہ استادوں کے ساتھ اس طرح کا رویہ اپنانے والے اللہ کو دھوکا دینے کی سعی وکوشش کرتے ہیں، کیونکہ اس کی وجہ سے تعلیمی انحطاط، پستی اور کم ہمتی پیدا ہو جاتی ہے، اور تعلیم کا اعلیٰ معیار اساتذہ کی بے اطمینانی کی نذر ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ذمہ داران مدارس کی بھی تھوڑی بہت کمی ہے کہ اساتذہ کو تنخواہیں معقول دیں جو زمانہ کے تقاضوں کو پورا کر سکے تا کہ خود اساتذہ بھی دلجمعی سے دینی کا کام کریں اور طلبہ انحطاط اور پستی کا شکار نہ ہوں۔

پانچویں وجہ

پانچویں وجہ یہ ہے کہ طلبہ کی دیکھ ریکھ میں والدین اس طرح توجہ نہیں دیتے جس طرح ان کو دینی چاہیئے، والدین اپنی ذمہ داری صرف یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکے کو روپیہ مہیا کردو بس یہی ہماری ذمہ داری ہے، میرا لڑکا کیا کررہا ہے، کیا پڑھ رہا ہے، یا غیر تعلیمی کاموں میں مشغول ہے، والدین اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ جب کہ والدین اور طلبہ کے سرپرستوں کی توجہ انتہائی اہم ہے تعلیمی نظام مدارس کا نظم ونسق خواہ کتنا ہی بہتر کیوں نہ ہو اساتذہ ذی استعداد اور محنتی کیوں نہ ہوں جب تک والدین کی توجہ اپنی اولاد کے لئے نہ ہوگی اس وقت تک وہ طلبہ علمی میدان میں صحیح طور پر کامیاب نہیں ہوسکتے اس لئے والدین کی توجہ بھی تعلیمی معیار کے بلند کرنے میں اہم رول ادا کرتی ہے۔

چھٹی وجہ

چھٹی وجہ طلباء کے ذہن کو منتشر وپراگندہ کرنے کا خبیث آلہ وذریعہ موبائل ہے، موبائل طلبا کے لئے نہایت مضر ونقصان دہ ہے، طلباء اس کے ذریعہ بہت سی برائیوں اور گندگیوں کے عادی وخوگر ہوجاتے ہیں اور وہ ان موبائل کا مس یوز کرتے ہیں، اس کے ذریعہ برہنہ تصویر اور رنگ برنگ کے غیر اخلاقی مضامین خود بھی سنتے ہیں اور دوسروں کو بھی سناتے ہیں اس کی وجہ سے ان کی ذہنی صلاحیت اور غور وفکر کا اندازہ بدل جاتا ہے اور وہ تعلیمی انحطاط کے شکار ہوجاتے ہیں، اور ان کی خوابیدہ صلاحیتیں ابھر نہیں پاتیں، بلکہ دب کررہ جاتی ہیں اور وہ اسفل السافلین میں جاگرتے ہیں۔ موبائل سے جہاں بہت سی سہولیات مہیا ہیں سینکڑوں خرابیاں بھی رونما ہیں گویا فائدہ سے زیادہ نقصان ہی ہوا۔

ساتویں وجہ

ساتویں وجہ غیر ضروری کھیل کود میں مشغول ہونا ہے، یہ وہ محرک ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے مقصود ومنزل سے بہت دور چلے جاتے ہیں، مثلاً: کرکٹ کا عشق ان کے اندر جنون کی کیفیت پیدا کردیتا ہے اور وہ اس کیلئے اس طرح خبط الحواس ہوجاتے ہیں کہ جس مقصد کیلئے وہ گھر بار چھوڑ کر آتے ہیں اس کو بالکل فراموش کردیتے ہیں اور مکمل طور پر اسی کو اپنا مقصود سمجھ لیتے ہیں، یہ غیر قوم کی ایسی سازش ہے جس کو ہمارے عزیز طلباء سمجھ نہیں پاتے ہیں، غیر قوم کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم سے دور کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً اس طرح کے کھیل کود ایجاد کرتے رہیں کہ وہ علم میں دسترس حاصل کرنے سے عاجز ولاچار رہیں اور علمی دنیا میں ہمیشہ وہ ہمارے دست نگر رہیں، اے کاش ہم اپنی توجہ اس طرف مبذول کرلیتے تو آج یہ پستی ہم کو نہ دیکھنا پڑتی۔ اگر سروے کیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ مسلم طلباء اس لہو ولعب میں اپنا وقت ضائع کرتے ہوئے ملیں گے خواہ مدارس کے طلبہ ہوں یا اسکول وکالجس کے پڑھنے والے ان کو یہ فکر نہیں ہوتی کہ آخر ہم نے بھی کسی اہم مقصد کے پیش نظر اپنے وطن اور گھر بار کو چھوڑا ہے اور والدین نے کیا امیدیں وابستہ کررکھی ہیں اور ہم کو اپنی مستقبل کی زندگی کے لئے کیا کچھ کرنا ہے۔

اس لئے مدارس اور اسکول وکالجس میں قدم رکھنے سے پہلے اپنا مستقبل طے کرلیں کہ آخر ہم کیوں جارہے ہیں ہمارا مقصد وہاں جانے کا کیا ہے تاکہ اسی حساب سے اپنی زندگی کا سفر طے کریں اور زندگی کے ایک ایک لمحہ کو اپنے لئے کارآمد اور مفید بنائیں اور جب تک اپنا مستقبل طے نہ کرلیں گے اس وقت تک وقت کی صحیح قدر نہ کرسکیں گے اور اسی طرح کھیل کود اور لہو ولعب میں اپنا قیمتی وقت گذار دیں گے۔

آٹھویں وجہ

آٹھویں وجہ یہ بھی ہے کہ گھر کا ماحول اس بات پر ڈیپنڈ کرتا ہے کہ والدین اپنی اولاد عزیز کی ذہن سازی کیلئے کون سے اسباب مہیا کرتے ہیں، اگر گھر کا ماحول دینی ہے تو طلباء عزیز بہت سی خرابیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، اور ان کے اندر خیر کا جو مادہ ہے وہ ابھر کر سامنے آئے گا اور وہ معاشرہ کو باکردار بنانے میں معاون ثابت ہوگا اور قوم وملت کو ان سے بہت سے فوائد حاصل ہوں گے، اگر گھر کا ماحول اسکے برعکس ہے تو وہ خود والدین اور مادر علمی کیلئے کلنگ کا داغ ودھبہ ہوں گے۔ اسلئے والدین کی اہم ذمہ داری ہے کہ گھر کا ماحول صحیح اور درست رکھیں جب تک گھر کا ماحول صحیح نہیں ہوگا اس وقت تک اولاد کے اندر صحیح تربیت نہیں آسکتی، گھر کے اندر عموماً بہت سے آلات لہو ولعب ہوتے ہیں جسکی وجہ سے اولاد بگڑ جاتی ہے موبائل ٹی وی انٹرنیٹ اسی طرح فحش لٹریچر اور ناولیں نیم عریاں تصاویر شائع کرنے والے اخبار ان ساری چیزوں سے امیج متاثر ہوتے ہیں اور جذبات میں اشتعال پیدا ہوتا ہے موبائل تو وقت کی اہم ضرورت ہے مگر اس کا صحیح استعمال ہونا چاہئے دنیا کی خرابیاں بھی موبائل کے اندر موجود ہوتی ہیں اور ٹی وی کی تو بالکل ہی ضرورت نہیں ہے اور انٹرنیٹ کا قصہ یہ ہے کہ دنیا کی خرابیاں اور اچھائیاں اس میں ہوتی ہیں اگر چاہیں تو اچھائیاں دیکھیں اور اگر چاہیں تو برائیوں کا تھیلا کھول لیں یہ ساری چیزیں دنیا کی ترقی قرار دی جاتی ہیں مگر یہ کیسی ترقی ہے کہ عزتیں نیلام ہو رہی ہیں حیا وپاکدامنی کا جنازہ نکل رہا ہے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا جو جذبہ پہلے تھا وہ مفقود ہوتا جارہا ہے مدارس کے طلباء تو الحمدللہ کسی حد تک دینی تعلیم کی برکت سے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اور اپنے اساتذہ کی خدمت کرتے ہیں مگر اسکول وکالجز کے طلبہ تو بالکل ہی اخلاقی بگاڑ

میں مبتلا ہوتے ہیں انگریزی تعلیم کا نتیجہ یہی ہوتا ہے حالانکہ دنیوی تعلیم کا سیکھنا کوئی برا نہیں ہے بلکہ وہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے اور اسکے بغیر دنیوی ترقی مشکل ہے مگر مسلمان ہونے کی وجہ سے جب تک ہمارے پاس دینی تعلیم نہیں ہوگی اس وقت تک اخلاقی سدھار نہیں ہوسکتا۔

نبی اکرم ﷺ نے دینی تعلیم کو ہر ایک لئے فرض قرار دیا: **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِم** علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دین کی تھوڑی بہت معلومات تو ہر ایک کو ہونا چاہئے اور باقاعدہ عالم وفاضل بننا ہر ایک کیلئے فرض نہیں ہے بلکہ علاقہ کے ایک دو لوگ بھی پورے علاقہ کیلئے کفایت کریں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ** ۔ اور مسلمانوں کو یہ بھی نہ چاہئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ انکی ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تاکہ اپنی قوم کو جب انکے پاس واپس آئیں ڈراویں تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ آیت طلب علم دین کی اصل اور بنیاد ہے علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت سب پر فرض ہے۔ البتہ علم دین کی باریکیوں کو سمجھنا ہر ایک کے اوپر فرض نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے اسی لئے شہر میں کم سے کم ایک عالم کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

سالانہ تعطیل میں ہماری کارکردگی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَکَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِکَ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهاً وَّاحِداً وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ ”اَلاَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وُکُلُّکُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ“ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

زندگی میں سب سے زیادہ قیمتی چیز وقت ہے اسی لئے حدیث میں ہے فراغت کوغنیمت سمجھو مشغولیت سے پہلے ہر چیز کی قضا ہوسکتی ہے مگر وقت کی قضا نہیں جو وقت چلا گیا وہ کبھی واپس لوٹ کر نہیں آئے گا کسی عربی شاعر نے کہا: اَلْوَقْتُ اَثْمَنُ مِنَ الذَّهَبْ وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے ایک اردو شاعر کہتا ہے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
مرا بیل کبھی گھاس کھاتا نہیں

زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوگا جب ہماری آنکھیں بند ہوجائیں گی ۔ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی بھی ہم کو فرصت نہ ملے گی ، اسی دنیوی زندگی میں رہ کر ہم کو آخرت کی ابدی اور دائمی نہ ختم ہونے والی لازوال زندگی کو سنوارنا ہے ہمیں خود بھی اس کی فکر کرنی ہے اور اپنے بال بچوں کی بھی دیکھ ریکھ کرنی اولاد کی والدین پر بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کریں گے تو یہی بچے ہمارے لئے ذخیرہ آخرت ثابت ہوں گے۔

مولانا مفتی تنظیم عالم صاحب استاد حدیث دارالعلوم حیدر آباد کا ایک مضمون بعنوان ”سالانہ تعطیل میں ہماری کارکردگی“ شائع ہوا تھا اس کے چند اقتباسات آپ کے پیش خدمت ہے۔

انگریزی تاریخ کے اعتبار سے ماہ اپریل ایسا مہینہ ہے، جس میں اسکولس، کالجز اور یونیورسٹیوں میں امتحان کا انعقاد عمل میں آتا ہے اور پھر گرمائی تعطیلات کے نام سے تقریباً دو مہینے چھٹی دی جاتی ہے۔طلبہ وطالبات اس طویل تعطیلی ایام کو یوں ہی بے مقصد گزار دیتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ اپنے دوست واحباب، رشتے داروں، سرپرستوں اور سہیلیوں کے ساتھ سیر وتفریح کا پروگرام بنایا جاتا ہے۔مختلف شہروں میں مشہور مقامات کو دیکھنے، تقریبات میں شرکت کرنے اور متعدد کھیل کود کے ذریعے ذہنی آسودگی حاصل کی جاتی ہے۔کوشش رہتی ہے کہ پورے سال تعلیمی نظام کی پابندی سے دل ودماغ پر جو تھکاوٹ ہے وہ کافور ہوجائے اور آئندہ سال تازہ دم ہوکر علمی سفر کا آغاز کرنے کے لائق ہوسکے۔اسی پروگرام کی ترتیب اور اس کی انجام دہی میں دو ماہ کی طویل مدت گزر جاتی ہے اور حاصل کچھ بھی نہیں ہوتا۔ذہنی تفریح کے بجائے

الجھنیں بڑھتی ہیں، سکون کی جگہ قلبی اور دماغی انتشار پیدا ہوتا ہے تو اختتام سال سے زیادہ تعب اور تھکن کا احساس ہوتا ہے اور بسا اوقات اخلاق سوز حرکتیں بھی طبیعت میں راسخ ہوجاتی ہیں اور پھر وہیں سے راستہ بدل جاتا ہے۔تعلیم متاثر ہوتی ہے اور ایک نہ ایک دن اس کے خوفناک نتائج سامنے آتے ہیں۔

انہی باتوں کے پیش نظر ہمارے بزرگوں نے سرپرستوں کو ہدایت دی ہے کہ موسم گرما کی تعطیلات میں اپنے بچوں کے دین واخلاق کو بہتر بنانے کی سعی کریں۔صاحب حیثیت افراد خود اپنے گھروں میں ایسے علماء اور مربی کا انتظام کریں جو بہتر اور مخلصانہ انداز میں ان کی تربیت کرسکیں ورنہ بعض ملی و دینی اداروں کی جانب سے اجتماعی طور پر تربیتی کیمپوں میں انہیں شریک کرائیں، اس سے طلبہ وطالبات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معرفت حاصل ہوگی۔ضروری حد تک اسلامی طور وطریقے اور اس کے اصول وآئین سے واقف ہوں گے۔وضو، طہارت، غسل، نماز، روزہ اور دوسرے اسلامی احکام کا صحیح طرح علم ہوگا۔

والدین اور سرپرتوں کو چاہئے کہ اپنی اولاد کے ایمان وعقائد، دین واخلاق اور ان کے اسلامی تشخص کی بقاء کی فکر کریں، یہ فکر دنیا اور اس کے اسباب ووسائل کی فکر پر غالب رہنی چاہئے کہ یہی دنیا وآخرت میں سرخروئی اور حقیقی کامیابی کا ذریعہ ہے۔جس طرح ایک شخص اپنی اولاد کے مستقبل کے بارے میں ترقیاتی پروگرام ترتیب دیتا ہے اور اس کو تکمیل کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے تاکہ ان کے بعد بچے راحت کی زندگی گزار سکیں۔ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ اپنی اولاد کے ایمان کی بقاء اور دین اخلاق سے متعلق سوچنا چاہئے کہ ان کے بعد ان کی نسلوں کے ایمان کی حفاظت کس طرح کی جائے۔

میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات کے وقت اپنی اولاد کو جمع کرکے فرمایا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ میرے بعد تم لوگ کس کی عبادت کروگے۔ان کی اولاد لڑکے پوتے اور نواسوں نے جواب دیا۔ نَعْبُدُ اِلٰهَکَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِکَ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. ہم آپ کے معبود اور آپ کے آباء واجداد وابراہیم واسماعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے ایک معبود کی اور ہم اسکے فرمانبردار رہیں گے۔ ہر ایک کو اپنی اولاد کی اخروی فکر رکھنی چاہئے صرف کھانے کپڑے کا انتظا کردینا ہی کافی نہیں۔ بلکہ اخروی حیات کے لئے دینی تعلیم بھی ضروری ہے۔نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان ہر ایک کے لئے علم دین کا حاصل کرنا فرض ہے عالم وحافظ ہونا تو ہر ایک پر فرض نہیں ہے مگر دین کی بنیادی باتوں کا جاننا فرض عین ہے۔

الحمدللہ بہت سے مدارس میں سمر کورس چلتے ہیں ڈیڑھ دومہینہ کے لئے اسکول کے طلبہ وہاں داخلہ لے کر علم دین کی ضروری اور بنیادی چیزیں سیکھ سکتے ہیں اور والدین وسرپرستوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اولاد کے لئے ایسے اسکولوں کا انتخاب کریں جس میں بے حیائی، عریانیت اور بد دینی کی تعلیم نہ دی جاتی ہو اگر مسلم بچوں کو ایسے اسکولوں میں داخل کیا جائے جہاں نماز کا بھی انتظام ہو تو بہت اچھا ہوگا لیکن زیادہ تر لوگ عیسائیوں کے اسکول میں داخلہ کراتے ہیں وجہ یہ ہوتی ہے کہ بظاہر ان کا نظم وانتظام اچھا ہوتا ہے اصول وضوابط کا خیال رکھتے ہیں اس لئے مسلم اسکولوں کو بھی معیاری بنانے کی ضرورت ہے۔

عصری علوم کے ساتھ دین کی بنیادی تعلیم بھی ضروری

آج کل مسلم بچوں کو عصری علوم حاصل کرنے کی بڑی فکر ہوتی ہے اور یہ بھی دنیوی ترقی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے اس لئے مسلم دانشوروں اور صاحب ثروت پڑھے لکھے لوگوں کو چاہئے کہ وہ ایسے اسکول وکالج قائم کریں جہاں عصری علوم کے ساتھ کم از کم ایک گھنٹہ دینی علوم کے لئے مختص کریں تاکہ قوم کے نونہال لڑکے اور لڑکیاں جہاں عصری علوم حاصل کرتے ہیں وہی دینی علوم بھی تھوڑا بہت سیکھ سکیں۔ اور مسجد کا قیام بھی ہونا چاہئے جیسا کہ بحمد للہ بنگلور کے بعض مسلم کالجوں میں مسجدوں کا قیام بھی ہے طلبہ وقت پر نماز پڑھ لیتے ہیں اور اسی طرح ایک اہم فریضہ خداوندی کی ادائیگی بھی ہوتی رہتی ہے اور غیروں کے اسکول وکالج میں جتنی برائیاں ہوتی ہیں وہ مسلم اسکول میں نہیں ہیں آج غیروں کے اسکول وکالجس میں ہر ایک اپنے مذہب کی تعلیم دیتا ہے خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ یہودی ہو یا عیسائی البتہ مسلمانوں کے کالجوں میں اس طرف توجہ کم ہوتی ہے بلکہ مذہبی تعلیم کا رواج ہی نہیں ہے اس لئے گرمائی چھٹیوں میں ہر ایک ماں باپ کو اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ ہماری اولاد دو مہینے کی طویل چھٹی کو یوں ہی بے کار ضائع نہ کرے بلکہ دین کی بنیادی باتیں سکھانے کے لئے سمر کورس میں ڈالدیں یا اگر والدین خود ہی پڑھے لکھے ہیں تو دو مہینے بچوں کے لئے وقف کردیں آپ کا یہ دو مہینہ اولاد پر محنت کرنا اس کے سال بھر بلکہ عمر بھر ایمان وعقیدے کی حفاظت کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ دینی علوم کے ساتھ دنیا میں کہیں بھی رہے گا آپ کا بچہ مسلمان بن کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وقت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن☆

نوجوان نسل میں بڑھتی بے حیائی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اما بعد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! آج کل برائیاں عام ہوتی جارہی ہیں پورا معاشرہ عریانیت وفحاشی کے لپیٹ میں آچکا ہے۔ عفت وپاکدامنی کا جنازہ نکل چکا ہے گناہوں میں اس قدر لوگ ملوث ہوتے جارہے ہیں کہ گناہوں کی نحوست کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِذَا لَمْ تَسْتَحِيْ

فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو، حیا بہت بڑی نعمت ہے۔ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ حیا تو سب سے بہتر ہے حیا انسان کو بہت سی برائیوں اور فحش کاموں سے روک دیتی ہے اور جس آدمی کے اندر حیا نہ ہو وہ جو چاہے کرے اور عورتوں کے لئے عفت و پاکدامنی تو بہت ہی ضروری ہے اگر عورتوں کے اندر عفت و پاکدامنی اور حیا جیسی عظیم نعمت نہ ہو تو ہزار ہا زیب و زینت اور خوبصورتی بے کار بلکہ موجب فتنہ ہے عفت و پاکدامنی عورتوں کے لئے بڑی خوبی قرار دی گئی ہے۔

محترمہ سرور صغریٰ نئی دہلی نے روزنامہ راشٹریہ سہارا میں لکھا تھا کہ آج کل لڑکوں اور لڑکیوں کے آزادانہ اور انتہائی آسانی سے ہونے والے آپسی میل جول کی سب سے بڑی وجہ ان کے پاس موبائل کا موجود ہونا ہے۔ سماج میں اس قدر شدت سے لڑکوں اور لڑکیوں کے خلط ملط ہونے کی سب سے بڑی وجہ موبائل ہے۔ سچ پوچھو تو نہ جانے اس موبائل نے کتنی دوشیزاؤں کی دوشیزگی ان سے چھینی ہے۔ سماج میں پھیلے ۷۵ فیصد جرائم اسی موبائل کے ذریعے ہو رہے ہیں اور نئی نسل کے ذہنوں کو پراگندہ اور انہیں قبل از وقت بلوغیت سے آشنا کرانے میں بھی اس موبائل کا اہم رول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے علماء نے بھی اسکول، کالج، اور یونیورسٹیوں کی لڑکیوں کے پاس موبائل کی موجودگی پر اعتراض ظاہر کیا۔

موبائل کے علاوہ ہندی فلموں کی رومانی کہانیوں نے بھی نئی نسل کے خیالات کو کافی حد تک باغی بنا دیا ہے اور وہ اپنی پشتوں کی روایات کو فرسودہ قرار دیتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ تعجب اس بات کا ہے کہ ماں باپ ایسے حالات کے پیش نظر اپنے بچوں سے مجبور نظر آتے ہیں اور وہ بھی اپنے بچوں کو اس بات کی کھلی چھوٹ دے دیتے ہیں کہ وہ جس طرح چاہیں اپنی زندگی گزاریں۔ اپنی زندگی کے بڑے بڑے فیصلے لینے کا حق بھی انہیں دے دیتے ہیں جو سراسر غلط

ہے۔ مگر آج کے حالات کے پیش نظر ماں باپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کے بچے ان سے بغاوت پر آمادہ ہو جائیں گے اور ان سے کنارہ کشی اختیار کر لیں گے۔ لہٰذا ماں باپ اپنے بچوں کے فیصلوں کو ترجیح دینے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ وہ صرف ان کے معاملات میں دخل نہیں دیتے بلکہ ان کے ہر فیصلے پر شہہ دیتے ہیں۔ گویا وہ بچوں کے ہر جائز اور ناجائز فیصلے پر انتہائی خوش اسلوبی سے اپنا سر جھکائے رہتے ہیں۔

لہٰذا بہت ضروری ہے کہ اس قسم کے ماحول کو بدلا جائے اور اس میں ترمیم کی جائے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب اس عہد کے خیالات اور ماحول بدلے۔

حیف آتا ہے ان لڑکیوں پر کہ ان کی وہ عزت وعفت جو انمول ہے جسے وہ ایک غیر انسان کے بہکانے اور محبت بھری باتوں سے چند لمحوں کی لذت اور جھوٹے وعدے کے بھروسے گنوانے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں لڑکوں کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہاں لڑکیوں کی عزت کو گرہن ضرور لگ جاتا ہے۔ آج کل کے بچے اگر نوجوانی میں قدم رکھ چکے ہیں تو مجنوں تو بن ہی جاتے ہیں۔ مگر برائی فقط ان کے مجنوں بننے میں نہیں ہے۔ برائی ان کی مجنونیت سے پیدا شدہ اثرات میں ہے۔ محبت کوئی بری شئے نہیں، برائی محبت کے بعد آپس میں اس قدر قربت پیدا کر لینے میں ہے کہ بس وہ اپنے درمیان اتنا ہی فاصلہ رکھتے ہیں جہاں قربت کی انتہا ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں کسی بھی کالج یا یونیورسٹی یا پھر حد یہ ہے کہ اسکول کی لڑکیوں کو بھی محفوظ نہیں سمجھا جا سکتا۔ سوال یہ ہے ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کیا یہ حالات بدل نہیں سکتے؟ کیا یہ خیالات بدل نہیں سکتے؟ آخر یہ خیالات ہمارے مشرقی ذہن میں کیسے حلول کر گئے؟ ہم کیوں ان کی برائیوں کو نہیں سمجھ پا رہے ہیں؟ ان برائیوں کو دور کرنے کی حتی الامکان کوشش کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ دراصل آج کل کی نوجوان نسل اس لئے حد

درجہ بے راہ روی کا شکار ہوگئی ہے کہ لوگوں نے اپنے والدین کی عزت کرنا چھوڑ دیا ہے۔ والدین بھی بیچارے اپنی ضعیفی کے پیش نظر مجبور ہوتے ہیں۔آج کل کے نوجوان مجنوں اپنی محبوباؤں کومتاثر کرنے کے لئے والدین سے اپنے خرچ کے نام پر پیسے بھی زیادہ لیتے ہیں اور ایسا نہ ہونے پر وہ ایسی حالت میں آجاتے ہیں کہ اس کے لئے خواہ انہیں کوئی بھی قدم کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ یہ باتیں کافی تشویشناک ہیں جو سماج ومعاشرے میں جرائم میں اضافے کا سبب بن سکتی ہیں۔

بہرحال ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین اپنے بچوں پر اپنی گرفت مضبوط کریں۔آپ اپنے بچوں پر توجہ رکھیں کہ وہ کب ٹی وی پر کیا دیکھتے ہیں؟ کس سے کب کب گفتگو کرتے ہیں، کب گھر سے باہر جاتے ہیں، کب واپس آتے ہیں، کس سے ملتے جلتے ہیں، ان کے دوستوں میں کون کون شامل ہیں، آپ ہمیشہ اپنے بچوں سے محبت آمیز رویہ رکھیں اور انہیں یہ بتاتے رہیں کہ وہ آپ کے لئے کس قدر اہم ہیں اور خود انہیں ذاتی طور پر اپنی اہمیت کا اندازہ ہو اس کی کوشش کرتے رہیں۔تب جا کر معاشرے سے بے راہ روی اور بے حیائی دور ہوسکتی ہے۔

پردہ بے حیائی کا سدباب ہے

قرآن کریم نے بڑے نکتہ کی بات بتادی ہے اگر آج کل مرد وخواتین اس نکتہ کو مان کر اپنی عملی زندگی میں لائیں تو آئے دن کے فتنوں کا سدباب ہوسکے۔ ہر ایک کو الگ الگ طور پر خطاب کیا گیا ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اے نبی آپ فرمادیجئے مسلمانوں کو کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ صفائی ستھرائی کا باعث ہے۔ مسلم عورتوں کو خطاب کیا گیا اور مسلم عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

مرد وعورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا ہی سارے فتنوں کی جڑ ہے جب مرد عورت کو دیکھتا ہے تو شیطان کو مزید مرد کو بہکانے کا موقع مل جاتا ہے اور حدیث شریف میں ہے: اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ عورتیں شیطان کی چال ہیں عورتوں ہی کے ذریعہ شیطان مردوں کو پھانستا ہے۔ اللہ رب العزت انسانوں کے خالق ومالک ہیں وہ جانتے ہیں کہ انسان کے لئے کیا چیزیں مضر اور کیا چیزیں مفید ہیں۔

قرآن وحدیث میں پردے پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ ایک دفعہ نابینا صحابی عبداللہ بن ام مکتوم دربار رسالت میں تشریف لائے اور دو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے تم دونوں پردہ کروانہوں نے کہا کہ کیا یہ اندھے نہیں ہیں کیا ہم کو دیکھ سکتے ہیں تو آپ ﷺ نے سخت لہجہ میں فرمایا کیا آپ دونوں بھی نابینا ہو کیا آپ دونوں انہیں دیکھ نہیں رہیں؟

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے جس طرح مردوں کو عورتوں سے پردہ کرنا ضروری ہے اسی طرح عورتوں کو بھی مردوں سے پردہ کرنا بہت ضروری ہے۔

عموماً مرد وعورت کے پردہ نہ کرنے کی وجہ سے ہی ساری برائیاں وجود میں آتی ہیں اور کالجوں یونیورسٹیوں کے اندر نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے آزادانہ اختلاط نے سینکڑوں برائیوں کے دروازے کھول دیئے ہیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ اس کو فیشن اور ترقی کا نام دیا جاتا ہے یہ سب مغربی تہذیب وتمدن کی دین ہے کہ مشرقی دوشیزائیں بھی انہیں کے نقش قدم کی اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگیاں تباہ کررہی ہیں اور انہیں احساس تک نہیں ہوتا اس میں کافی حدتک گھر والوں کا بھی قصور ہے کہ ان کی نوجوان لڑکیاں کالجوں میں پڑھاتی ہیں جہاں غیر دینی ماحول ہوتا ہے عموماً غیروں ہی کے اسکولس وکالجس زیادہ ہیں مگر مسلمانوں کے اسکولس وکالجس میں بھی اسلامی طور وطریق کا پاس ولحاظ نہیں رکھا جاتا جب کہ ہر ایک فرقہ اسکول وکالج میں

بھی اپنے مذہب وعقیدے کی تعلیم ضرور دیتا ہے۔لیکن مسلمانوں کواس کی بالکل فکر نہیں ہوتی کہ ہم اسکول وکالج میں بھی اسلامی ماحول پیدا کریں اور دین کی بنیادی باتیں مسلم طلباء کے ذہن ودماغ میں راسخ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے ہم مسلمانوں کوکہ ہم دین کی سمجھ بوجھ اپنے اندر پیدا کریں۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

علم قرآن وحدیث ہی کا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّامِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مَنْ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهٗ" اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

مہربان معلمات،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! مسلمان آج دینی علوم میں بھی پختگی نہیں حاصل کرتے دنیوی علوم میں تو کمزور ہیں ہی مسلمانوں کے لئے دینی تعلیم کا حاصل کرنا بے حد ضروری ہے مسلمانوں کا ایمان وعقیدہ آخرت پر ہے اوراس کے لئے دینی تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے اس سلسلہ میں کمزوری تو ضرور آئی ہے مگر پھر بھی

اللہ کا فضل وکرم ہے مسلمانوں کو دینی تعلیم سے آج بھی شغف ہے اور بہت سے علاقہ ایسے ہیں جہاں صرف دینی تعلیم ہی مسلمان حاصل کرتے ہیں اور دین کی خدمت کرتے ہیں ان کے پاس روپیوں پیسوں کی کمی تو ضرور ہے مگر پھر بھی سکون واطمینان کے ساتھ زندگی گذار رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی علی گڑھ یونیورسٹی آیت کریمہ: بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى. (الاعلیٰ:۱۶-۱۷) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

سورہ اعلیٰ کی آیت:۱۸ جو وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى کے فوراً بعد ہے۔ اس طرف بھی اشارہ کررہی ہے کہ قرآن پاک سے پہلے کے صحف سماویہ میں بھی دین اور دنیا کا نہیں بلکہ دنیا اور آخرت کا ہی متقابلا ذکر ہوا ہے۔ اسلئے کہ دنیا اور آخرت عارضی اور ابدی دو مقام، دو منزلیں یا دو ٹھکانے ہیں۔ یہ کسی طرزِ حیات یا نظامِ عمل کا نام نہیں ہے ''دین'' ایک ''طریق زندگی'' اور اس جامع مکمل ''دستورحیات'' کا نام ہے جو اس دنیا کے خالق ومالک نے اپنے پیامبروں کے ذریعے، تاریخ کے مختلف ادوار میں، ہر دور کے احوال وظروف کے مطابق، انسانی ضرورتوں کے لحاظ سے بنی آدم علیہ السلام کو سکھایا، اور اپنی آخری اور جامع ترین تفصیلات وجزئیات کے ساتھ، حبیب خدا خاتم الانبیاء ﷺ کے توسط سے، آج سے سوا چودہ سو سال پہلے دنیا میں آیا اور آج تک اپنی اصلی حالت میں قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کی صورت میں موجود ہے۔ اور ان شاء اللہ قیامت تک موجود رہے گا۔

اس ''دستورحیات'' میں ادنیٰ سی بھی ترمیم یا کمی بیشی کی نہ کوئی گنجائش ہے نہ کسی انسان کو اس کا حق حاصل ہے۔ یہ دین، یہ قانون الٰہی جس کا نام یا عنوان ''اسلام'' ہے، اس کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان، بلکہ کسی بھی باشعور انسان کو دنیا میں رائج کسی بھی دوسرے ازم، دھرم، مذہب یا فلسفہ حیات کی طرف دیکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں

ہے۔ کیوں کہ دوسروں سے ''قرض'' یا ''بھیک'' وہ مانگا کرتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ اسلام کے نظام حیات میں پیدائش سے لے کر موت تک ہر موقع کے لئے اصول وہدایات موجود ہیں جو قیامت تک کسی بھی انسان کو پیش آسکتا ہے۔ اب کسی کو ''صلح کل'' یا ''مصالحت ومفاہمت بین المذاہب'' یا ثقافتوں اور قومیتوں کی یکجہتی واتحاد کے پرفریب عنوان سے فراڈ کرنے کی کوئی گنجائش یا جواز باقی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ''لاریب فیہ'' کلام (قرآن پاک) میں صاف صاف فرمادیا ہے۔ کہ: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. (آل عمران:۱۹)

اب اسلام کے سوا جو بھی طریقِ حیات یا دستور زندگی، کوئی انسان اختیار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردود ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک کافی ہے۔

''لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ'' (مشکوٰۃ) ''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوگا، جب تک کہ اس کی خواہشیں اس نظام حیات کے تابع نہ ہوجائیں، جو میں لے کر آیا ہوں''۔

حضور ﷺ کی دعائیں

اسلامی نقطۂ نگاہ سے علم (اور تعلیم) کی تقسیم صرف ''نافع'' اور ''غیر نافع'' کے عنوان سے کی جاسکتی ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے صریحاً مستنبط ہوتا ہے:

(الف) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا. (احمد، ابن ماجہ، بیہقی)

(ب) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ. (مسلم)

(ج) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا مَاتَ اِبْنُ آدَمَ، اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ، اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ، اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهُ. (مسلم)

پہلی حدیث بتاتی ہے کہ رسول ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے کہ: ''اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والا علم قبول کیا جانے والا عمل اور پاکیزہ روزی مانگتا ہوں''۔

دوسری حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ غیر نافع علم اور خشوع سے خالی قلب سے اللہ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ تیسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، سوائے ان تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے، یا وہ صالح اولاد جو اس کے لئے (مغفرت کی) دعا کرے''۔

یہ تینوں حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ علم یا تو ''نافع'' ہوتا ہے یا ''غیر نافع'' اور علم نافع اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک محبوب ومحمود ہے اور علم غیر معیوب ومردود ہے۔

اب جو لوگ علم کی تعریف اور اسکے حدود وجہات میں کسی تفریق وامتیاز کے قائل نہیں یا غیر شعوری طور پر اس فریب میں مبتلا ہیں، نیز دوسروں کو بھی مبتلا کر رہے ہیں، ان کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

علم اور عصری تعلیم میں فرق؟

مثلاً اسلام کی ایک تعلیم یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد کسی بھی مسلمان لڑکی یا عورت کے سر کا ایک بال بھی کسی غیر محرم کو نظر نہیں آنا چاہئے۔ لیکن اس کے برعکس، آپ کے (یا ہمارے) اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم اور ان کے ننگے

شیطانی کلچر اور ماحول نے موجود نسل انسانی کو سگانِ آوارہ کا ہم کردار بنا دیا ہے اور یہ سب نتیجہ ہے اسی علم اور علم، تعلیم اور تعلیم میں امتیاز نہ کرنے کا تو یہ دونوں چیزیں ایک ہی تعریف وتحدید میں کیسے آسکتی ہیں؟

لہٰذا منکشف ہوا کہ قرآن پاک میں لفظ ''اقراء'' سے مقصود ''مطلقاً پڑھنا'' نہیں ہے بلکہ وہی علم نافع (یا علم دین) مراد ہے۔ اور جیسا کہ سطور بالا میں بتایا جا چکا ہے کہ ''دین کے اندر انسان کے لئے قیامت تک آنے والے تمام مسائل ومعضلات کا حل موجود ہے، اور ''مسلمان'' ہرگز ہرگز کسی دوسری قوم سے طریق زندگی کے کسی بھی جزیئے کے لئے رہنمائی کی بھیک مانگنے کا محتاج نہیں ہے!۔

بچپن میں کہیں یہ شعر پڑھا (یا سنا) تھا۔

علم دین فقہ است وتفسیر حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

یہ شعر جس کسی نے بھی موزوں کیا ہو، اللہ اس کو جزائے خیر دے۔ اس نے بڑی اچھی اور سچی بات کہی تھی۔ درحقیقت پڑھنے کے لائق یہی چیزیں ہیں۔ انہیں سے دنیا اور آخرت کے جملہ معاملات ومراحل میں مکمل رہنمائی مل سکتی ہے۔ کیوں کہ ان سب کا مرکز ومحور ''قرآن پاک'' ہے۔ اور تفسیر وحدیث فقہ سب اسی کی تفصیل وتشریح اور تفہیم کے لئے ہیں۔

قرآن کریم کے سب سے پہلے شارح نبی کریم ﷺ ہیں اور قرآن کریم کی وہی تفسیر مقبول اور معتبر ہو سکتی ہے جو آپ ﷺ کی کی ہوئی تفسیر کے مطابق ہو گی اور ہم کو قرآن وحدیث کی تعلیم ہی محبت سے حاصل کرنا چاہئے اور اپنی اولاد کو اس کے لئے تیار کرنا چاہئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کر کے دنیا وآخرت میں ترقیاں حاصل کیں آج ہم انہیں کے نام لیوا ہیں مگر تقلید غیروں کی

کررہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا اس لئے ہم کو غیروں کی کاسہ لیسی اوران کے طور وطریق اختیار کرنے کے بجائے اسلام کے احکام پر پابندی سے عمل کریں کیونکہ اسلام کے احکام اصول وضوابط اخلاق وعادات زندگی کے سارے شعبوں پر حاوی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہر ہر چیز اپنی عملی زندگی سے بتادی ہے اسلئے زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو ہمیں غیروں کی طرف نظر اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو غیروں کے مذہب ہیں کہ ان کے لئے کوئی ایسا رہنما اور راہبر نہیں جس کو وہ نمونہ بنا کر اس کے طریقوں پر عمل کریں کیونکہ کسی بھی بانیٔ مذہب کی سیرت عملی مثالوں سے خالی ہے اور ہمارے سامنے ان کا کوئی نمونہ اور مثال نہیں ہے۔ سوائے پیغمبر اسلام کے اس لئے احساس کمتری میں مبتلا ہونے کے بجائے احکام اسلام پر پابندی سے عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیم حاصل کرنے اوراس کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

علوم وفنون تحقیق وجستجو

مسلمانوں کی متاع گمشدہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اما بعد. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم. اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! علوم وفنون مسلمانوں کی گمشدہ چیز ہے جو اس کو پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ قرآن وحدیث میں علم کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں مگر اس سے مراد دینی واسلامی علوم وفنون ہیں۔ دینوی علوم وفنون سے اس کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ دنیوی علوم وفنون تو صرف پیٹ پالنے اور

بالفاظ دیگر خوشحال زندگی بسر کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔اور آج وہی ملک ترقی یافتہ سمجھا جار ہا ہے جو عصری علوم میں ترقی کرتا ہے اور جہاں کثرت سے افراد عصری علوم حاصل کرتے ہیں اس لئے دنیوی علوم وفنون کی اہمیت سے بھی بہر حال انکار نہیں کیا جا سکتا ہے اور آج کل عصری علوم کی بڑی اشد ضرورت ہے۔علماء اور پڑھے لکھے لوگوں کے لئے بھی عصری علوم کا سیکھنا بالخصوص انگریزی بڑی حد تک ضروری ہے اور اس کے لئے یونیورسٹیاں اور ادارے قائم کرنا بھی ضروری ہے اور مسلمان عصری علوم میں بڑے پیچھے ہیں اور غیروں کی خوشہ چینی میں لگے ہیں۔ بلکہ کھلی آنکھوں سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے پاس بہت کچھ ہے، اتنا کچھ کہ وہ ساری دنیا کو بے جنگ کئے تسخیر کر سکتے ہیں، ان کے پاس بہت ہی مضبوط نظریہ ہے جس سے ساری دنیا خالی ہے، ان کے پاس دولت ہے، صلاحیت اور اہلیت ہے، افرادی قوت اور مادی وسائل کی کثرت ہے لیکن ان کے اندر حکمت وعزیمت کی شدید کمی ہے، اتحاد واتفاق کا فقدان ہے، سب عیش پسند اور مغرب کے ذہنی غلام ہیں، علوم وفنون اور تحقیق وجستجو جو ان کی متاع گمشدہ ہے اس کی بازیابی سے غافل ہیں، سامراجیوں نے ان کے درمیان نفرت کی ایسی آگ بھڑکا دی کہ وہ بھول گئے کہ وہ سب ایک امت ہیں، جسد واحد ہیں، ان کا سود وزیاں ایک ہے، نفع اور نقصان ایک ہے، ان کو شیطان نے بہکا دیا اور وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے، چار درجن سے زیادہ اسلامی ممالک ہیں لیکن یورپی یونین کی طرح ان کی کوئی یونین نہیں، ان کے مابین کوئی تجارتی، دفاعی، فوجی معاہدہ نہیں، سائنس وٹکنالوجی کے فروغ کیلئے کوئی مشترکہ لائحہ عمل نہیں، باہمی صلح وصفائی اور اختلافات ونزاعات کے حل کرنے کیلئے کوئی مرکزی ادارہ نہیں، ان میں اتنی سکت بھی نہیں کہ فلسطین پر ڈھائے جانے والے اسرائیلی مظالم کے خلاف متحدہ آواز بلند کریں، بیت المقدس کو ظالموں کے قبضہ سے

بازیاب کر سکیں، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا، گھٹا ٹوپ اندھیرا، اس تاریکی میں روشنی کی ایک کرن سعودی عرب سے پھوٹی ہے، سعودی عرب میں دنیا کی سب سے بڑی ویمنس یونیورسٹی قائم ہو رہی ہے جس کا افتتاح ہو چکا ہے، یہ کوئی معمولی خبر نہیں ہے۔

دیگر اسلامی ممالک کو بھی اس طرف پیش رفت کرنی چاہئے اور ایسی یونیورسٹیاں اور ادارے قائم کرنے چاہئے کہ لوگ عصری علوم حاصل کر کے قوم وملک کی عظیم خدمات انجام دے سکیں اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکیں۔آج مسلمان عصری علوم میں غیروں کا سخت محتاج بنا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے استعداد وصلاحیت سے نوازا ہے۔مگر اسلامی ممالک کے رہنما خواب غفلت میں پڑے سور ہے ہیں اور عیش وعشرت میں زندگی کی سفر کو منزل مقصود کی جانب گامزن کر رہے ہیں، ان کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ہو رہا ہے۔اور اپنی قوم کی فکر نہیں، اگر ہم دینی علوم نہیں سیکھیں گے اور یوں ہی جہالت کی تاریکی میں پڑے رہیں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں باز پرس فرمائیں گے۔اس لئے عصری علوم کے ساتھ دینی علوم کا سیکھنا بھی بہت ضروری ہے۔

یونیورسٹی سے متعلق تفصیلات

ریاض سے ایجنسیز کی خبر کے مطابق سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے ملک میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے لئے دنیا بھر میں خواتین کی سب سے بڑی یونیورسٹی قائم کی ہے، یہ یونیورسٹی ریاض کے نواع میں ۲۰؍ارب سعودی ریال (5.30 ارب ڈالر) کی لاگت سے تعمیر کی جارہی ہے، شہزادی نورا بنت عبدالرحمٰن کے نام سے یہ جامعہ (یونیورسٹی) قائم ہوئی ہے، یہ سعودی عرب کی دوسری سب سے بڑی یونیورسٹی ہے، یہ یونیورسٹی صرف خواتین کے لئے ہے اور دنیا کی سب سے بڑی

ویمنس یونیورسٹی ہے، شاہ عبداللہ نے ایک پروقار تقریب میں اس جامعہ کے نئے کیمپس کا افتتاح کیا، اس موقع پر شاہی خاندان کے افراد، وزراء اور غیر ملکی سفارت کار بھی موجود تھے، جامعہ کا کیمپس ۸۰ لاکھ مربع میٹر علاقے پر محیط ہوگا، اس کے پندرہ شعبے ہوں گے اور اس میں بیک وقت ۵۰ ہزار طالبات داخلہ لے سکیں گی، کیمپس میں ۷۰۰ بستروں پر مشتمل ایک اسپتال بھی تعمیر کیا جا رہا ہے جب کہ ۱۲ ہزار طالبات کے رہنے کے لئے ہاسٹلز تعمیر کئے جائیں گے، عرب نیوز کے مطابق یہ کیمپس دنیا میں خواتین کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہوگی، کیمپس تین سال سے بھی کم عرصہ کی ریکارڈ مدت میں تعمیر کیا جائے گا، جامعہ کی صدر نے کہا کہ جامعہ کے عملے اور طالبات کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے جدید سہولتوں سے آراستہ اس یونیورسٹی سے استفادہ کرنے میں آسانی ہوگی، اس یونیورسیٹی کی لائبریری میں ۶۰ لاکھ سے زیادہ کتب ہوں گی ان میں حوالہ جات کی کتب بھی شامل ہیں، کم لوگوں کو معلوم ہے کہ سعودی حکومت اپنے سالانہ بجٹ کا تقریباً ۳۰ فیصد یعنی ۴۰ ارب امریکی ڈالر تعلیم کے فروغ پر خرچ کرتی ہے، اقوام متحدہ کے تعلیمی سائنسی اور ثقافتی ادارے یونیسکو کی ایک رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کی سات جامعات میں اس وقت ایک لاکھ تیس ہزار طلبہ اور طالبات زیر تعلیم ہیں ان میں ۵۸ فیصد طالبات ہیں۔

تعلیمی میدان میں لڑکیاں لڑکوں سے آگے

عموماً لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیاں زیادہ ہی تعلیم کے میدان میں پیش پیش ہیں ہمارے ملک میں بھی جب فائنل امتحان ہوتے ہیں اور ریزلٹ سامنے آتا ہے تو دیکھنے میں بھی آتا ہے کہ لڑکیوں کے نمبرات لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔ لڑکے عموماً پڑھنے میں اتنی دلچسپی نہیں دکھاتے جتنا کہ لڑکیاں آج بہت سے محکموں اور

شعبوں میں لڑکیاں لڑکوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں یہ الگ مسئلہ ہے کہ ان کے لئے اس طرح بلا پردہ کے کام کرنا جائز ہے یا نہیں بہر حال تعلیم کی وجہ سے لڑکیاں ہر میدان میں آگے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی ماہر طالبہ میں علوم دینیہ نہ ہونے کی وجہ سے اخلاقی گراوٹ بھی پائی جاتی ہے اس لئے کہ وہ بالکل آزاد ماحول میں رہ کر زندگی گذارتی ہیں اور اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ پارکوں اور دیگر سیر و سیاحت کے مقامات پر اسکولوں کی مختلف چھٹیوں میں اپنا وقت گذارتی ہیں اور عام طور پر اکثر و بیشتر اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کا یہی حال ہے۔ کچھ کالجس ایسے بھی ہیں جہاں لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے تعلیم غیر مخلوط ہے۔ اور ایسے کالجس بہت کم ہیں مگر وہاں بھی آزادانہ ماحول کی وجہ سے بہر حال بے راہ روی پائی جاتی ہے اور آج کل تو اسکولوں اور کالجوں کی وجہ سے لوگوں میں تعلیم کا رجحان بڑی کثرت سے بڑھ رہا ہے اور لوگ اپنے بچوں کے لئے اچھے سے اچھے اسکول و کالجس کا انتخاب کرتے ہیں خواہ کتنے زیادہ روپئے کیوں نہ لگے۔ مگر بچے تعلیم میں آگے بڑھیں اور خوب سے خوب ترقی کریں اور ان کی زندگی خوشحالی طریقہ پر گذرے۔

دنیا کی سب سے بڑی ویمن یونیورسٹی سے تقریباً پونے دو سال پہلے سعودی عرب میں ایک نئی یونیورسٹی قائم ہو چکی ہے جس میں سائنس وٹکنالوجی کی تعلیم دی جارہی ہے، یونیورسٹی کا نام کنگ عبداللہ یونیورسٹی آف سائنس وٹکنالوجی رکھا گیا ہے۔ خبر کے مطابق اس یونیورسٹی کیلئے دنیا بھر سے ۴۰ ماہر ومنتخب پروفیسر بحال کئے گئے ہیں، شاہ عبداللہ ابتدا ہی سے تعلیم کو فروغ دینے کے خواہش مند رہے ہیں اور انہوں نے اس راز کو پالیا ہے کہ ترقی وخوشحالی اور وقار کیلئے تعلیم بے حد ضروری ہے۔ جس ملک میں تعلیم کی کمی ہے وہ ملک ترقی نہیں کر رہا ہے۔ غربت وافلاس کا شکار ہے امریکہ کے اندر پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد بے حساب ہے اسی لئے دنیا کی سپر پا

ور طاقت کہلاتا ہے اور اس نے عیارانہ ومکارانہ سازشوں سے ملکوں کو اپنے مرضی کے موافق کرلیا ہے اور جس طرح چاہتا ہے ملکوں کو نچاتا ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں تعلیم وایجوکیشن کی بڑی کمی ہے اسی واسطے ہمارے ملک کی بعض ریاستوں کی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے ویسے انگریزوں کے ملک کنگال کرنے کے بعد سے اب تک بہت ترقی ہوچکی ہے۔ مگر پھر بھی ملک کے اندر بعنوانی انتہا کو پہونچ جانے کی وجہ سے جہاں عوام سے لے کر حکومت کے سربراہ اور ممبران پارلیمنٹ بھی رشوت خوری کے گھناؤنے عمل میں ملوث ہی نہیں بلکہ پیش پیش ہیں ایسے وقت میں ملک کہاں ترقی کرے گا آج بھی اگر صحیح طور پر انصاف سربراہان مملکت اپنی ذمہ داریاں نبھائیں تو ملک ترقی کے اعلیٰ معیار پر پہونچ جائے گا اور تعلیم کے میدان میں جو پیچھے رہ گیا ہے اس کی تلافی بڑی آسانی کے ساتھ ہوسکتی ہے۔

تعلیم کے ساتھ اعلیٰ تربیت کی بھی ضرورت

یہ سب جانتے ہیں کہ تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت ہے ،دنیا میں جتنے انقلابات آئے وہ علم کے حوالے سے آئے ،علم امامت اور قیادت کی کنجی ہے، تعلیم کا اصل مقصد خداشناسی ،خودشناسی اور جہاں شناسی ہے، یہ امت مسلمہ علم آموز، حکمت آشنا اور زمانہ شناس رہی ہے، دوسرا مقصد فرد کی تربیت، تہذیب سے آشنائی فکر کی تطہیر اور معاشرہ کی اصلاح ہے، علم کو ''العلم سلاحی'' بھی کہا گیا ہے یہ مومن کا نظریاتی اور دفاعی ہتھیار ہے، تعلیم کے ساتھ تربیت بھی بہت ضروری ہے، یونیورسٹی قائم کرنا جتنا ضروری ہے، امید ہے کہ سعودی عرب کی اس ویمنس یونیورسٹی سے تعلیم یافتہ ، ہنرمند لڑکیاں اپنے اخلاق وکردار کے اعتبار سے بھی دنیا کے لئے نمونہ ہوں گی۔ ورنہ یونیورسٹیاں جھوٹی ہی صحیح بہت ہیں جہاں تعلیم تو ہے مگر تربیت نہ ہونے کی

وجہ سے حیاء وپاکدامنی کا جنازہ نکل جاتا ہے تو ایسی تعلیم سے کیا فائدہ جہاں عزت وآبرو محفوظ نہ رہ سکے وہ تو گمراہی کا اڈہ ہی ہوسکتا ہے۔ لیکن ہم دعا کریں کہ وہاں جاکر تعلیم حاصل کرنے والی دوشیزائیں صرف تعلیم ہی نہیں بلکہ اخلاق وعادات کو درست کرکے آئیں اور اسی طرح ایک مومن وپاکدامن عورت بن کر زندگی گذانے کا سلیقہ لے کر آئیں اور ملک وقوم کی خواتین کی دینی رہنمائی کریں اور معاشرے کے اندر پھیلے ہوئے بگاڑ کو درست کرنے کی کوشش کریں اور اسلامی تعلیمات پر بھی مضبوطی کے ساتھ کاربند رہیں۔ جو ہمارے زندگی کا اصل مقصد ہے زمانہ کی ترقیات سے ہم ہرگز مرعوب نہ ہوں اور کسی بھی طرح احساس کمتری کا شکار نہ ہوں اور مومن ومسلم ہونے پر ہم کو فخر ہونا چاہئے اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ ہم کو کنکر اور شنکر کی پوجا کرنے کے بجائے اپنی عبادت وبندگی کا طریقہ سکھلایا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

فسق وفجور سے ضمیر مردہ ہوجاتا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اما بعد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے برائی اور اچھائی دونوں پیدا فرمادی ہیں اور ہر ایک کے فوائد ونقصانات بھی بیان کردئے تاکہ انسان اپنی منزل مقصود کو طے کرے، برائیوں کے نقصانات کو دیکھ کر ان سے بچے اور اچھائیوں کے فوائد پر نظر کرکے ان کو انجام دے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا، وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا.

ذرائع ابلاغ کے پیچھے جو شیطانیت کام کررہی ہے، اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اس کے پروگراموں کا بڑا حصہ عریانیت، فحاشی، جنسی جذبات بھڑکانے، اور نوجوانوں کی زندگی سے کھلواڑ پر مبنی ہے۔ اس کے پالیسی ساز شیطانی ایجنڈے اس کے سب سے بڑے کارپرداز ہیں، انہوں نے نہ میڈیا کو چھوڑا نہ تعلیمی اداروں نہ قانون سازوں اور نہ قانون نافذ کرنیوالے اداروں کو، اسی ابلیسی حربہ کی مہم کے نتیجہ میں بدکاریوں کے قوانین پاس کیے جارہے ہیں، ان کے نفاذ کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ اس فحاشی، بدکاری اور بے شرمی کے پیچھے بڑے بڑے سیاستدان، فلم میکرس، بڑے بڑے ساہوکار، دولتمند اور کمپنیوں کے مالک ہیں جن کی دولت کے دہانے انسانی زندگی میں اخلاق واقدار کے قتل عام کیلئے لگے ہوئے ہیں، ان پر اور ان کے سرپرستوں پر ہمیشہ پیغمبروں، نبیوں اور اولیاء اللہ کے نمائندوں کا خوف سوار رہتا ہے اور یہ ان کی طرف سے شرم وحیا، اخلاق واقدار کی باتوں کو دقیانوسیت ہی نہیں، دہشت گردی کا نام دے کر صورت حال کو ہولناک بناتے ہیں۔ یہ بڑا زہریلا، بڑا قاتل، بڑا عیارانہ ہتھیار ہے، جو نوجوانوں کو مفلوج کردیتا ہے، نوجوان کو ذہنی طاقت سے محروم کردیتا ہے، نوجوانوں کی اعصابی طاقت سلب کرلیتا ہے، پھر نوجوان گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں، شروع میں احساس جرم ان کے اندر ہچکولے لگاتا ہے، پھر ہچکولے کھاتے کھاتے ان کا دل مردہ ہوجاتا ہے، ان کا ضمیر مرجاتا ہے، وہ فسق وفجور کے عادی ہوجاتے ہیں، اور پھر فسق وفجور کے بغیر ان کی زندگی کٹ نہیں پاتی، نتیجتاً پھر وہ اپنے ماں باپ، اساتذہ ومربیوں سے دور رہ کر دوستوں اور یاروں کی صحبت تلاش کرتے ہیں اور اپنی جھوٹی لذتوں کی دھن میں کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا، ان کا ایمان، شعور، ضمیر کینسر کا شکار ہوجاتا ہے، وہ اگر جسمانی ایڈز کے شکار نہیں ہوتے تو اخلاقی وسماجی ایڈز کے شکار تو ضرور ہوجاتے ہیں۔ جس سے انکی

دنیا بھی تباہ ہوتی ہے اور آخرت بھی برباد ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ نوجوان کی عمر بھی ختم ہو جاتی ہے اور بوڑھاپا شروع ہو جاتا ہے اس وقت ایام ماضیہ کے غلط کرتوتوں اور نازیبا حرکات پر کف افسوس ملتے ہیں مگر اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ دور شباب کے قیمتی دن شراب وکباب اور عیش وعشرت اور دنیا کی رنگ رلیوں میں بسر کر چکے اب وہ دوبارہ لوٹ کر آنیوالے نہیں ہیں یہ ہے آج کل کی ترقی یافتہ دنیا کی فریب کاری جس نے نئے نئے آلات ضرور استعمال کر دیئے۔ان کے فوائد سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ جو کام پہلے مہینوں اور ہفتوں میں ہوا کرتا تھا آج کے اس مشینری دور میں وہ کام گھنٹوں اور منٹوں میں بآسانی تکمیل کو پہونچ جاتا ہے۔مگر اسی کے ساتھ انکے پیدا کردہ نقصانات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔نئے نئے آلات واسباب کے ایجاد نے نوجوانوں کے قلب ودماغ کو ماؤف کر دیا ہے اور دین کے بارے میں سوچنے اور غور وفکر کرنے کی صلاحیت کو ختم کر دیا ہے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس طرح آزادانہ زندگی گذارتے ہیں کہ ان کو نہ عفت وعصمت کا خوف ہوتا نہ معاشرے وخاندان میں بدنامی ورسوائی کا اندیشہ نہ اللہ ورسول کا ڈر اور گناہ کرتے کرتے ایسا مزاج بن جاتا ہے کہ نعوذ باللہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا اگر آدمی جان بوجھ کر گناہ کرے تو بڑی بربادی ہے لیکن گناہ کو گناہ سمجھ کر نہ کرے تو اس سے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

بدخواہی کا انجام

پہلے شہر میں کوئی ایک سنیما گھر ہوتا تھا اس کی طرف رخ کرنے والے کو برا آدمی سمجھا جاتا تھا،اب سنیما گھر،گھر گھر ہیں،لوگوں نے اپنے گھروں میں سنیما گھر بنائے ہیں اور اس آیت کریمہ کے مصداق لوگ دنیا میں ہی دردناک سزا کا انتظار کر رہے ہیں:اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ. جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ عریانی اور فحاشی پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دی جائے گی۔

اسلام دشمن طاقتیں تو چاہتی ہیں کہ مسلمانوں کو گناہوں میں اس طرح مبتلا کر دیا جائے کہ ان کی روحانیت باطل ہو جائے صرف نام کے مسلمان باقی رہ جائیں۔اسلام کی صحیح شکل وصورت ان کے دل ودماغ سے نکال دی جائے اور دنیوی لذتوں میں پڑ کر آخرت کو بالکل بھول جائیں تاکہ وہ کسی وقت ہم سے ٹکر لینے کی پوزیشن میں نہ رہیں اور ہر وقت وہ ہمارے دست نگر بنے رہیں،مگر ہمارے مسلمان بھائی اور بہنیں اس بات کو بالکل نہیں سمجھ رہے ہیں کہ ہماری کامیابی صرف احکام اسلام کی بجا آوری میں ہے۔غیروں کی تقلید وپیروی کر کے ہم دین ودنیا دونوں سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں گے آج گھر گھر برائیوں اور بے حیائیوں کے اڈے ہیں کم ہی گھر ٹیویوں کی لعنت سے پاک ہیں۔بچے ٹی ویوں کے شوقین ہو چکے ہیں دل بہلانے اور ٹائم پاس کرنے کیلئے ٹی ویاں دیکھی جاتی ہے اور ابتداء ہی سے بچے برائیاں دیکھتے ہیں اور ان کی مشق کرتے ہیں پھر آگے چل کر والدین شکایت کرتے ہیں کہ اولاد ہماری بات نہیں مانتی بگڑتی جارہی ہیں اور رونا روتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کو بگاڑنے والا کون ہے اگر گھروں میں ٹی وی نہ رکھتے تو بچے کیوں بگڑتے اور یہ دن کیوں دیکھنے پڑتے۔بچوں کی تربیت میں والدین کا اہم رول ہوتا ہے جیسی تربیت کریں گے بچے ویسے ہی بنیں گے،اسی طرح انٹرنیٹ بھی نوجوانوں کو برباد کر دیتا ہے۔

نوجوانوں کی ذمہ داری

ایسی صورت حال میں پوری دنیا کے مسلم نوجوانوں کو چاہئے کہ اس خطرناک سازش کو سمجھیں اور اس کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں،ان کو چاہئے کہ اپنے

ماضی کی تاریخ سے واقف ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے حالات پڑھیں، مجاہدین کی زندگیوں سے سبق لیں ، اور اپنے کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں، حضور پاک ﷺ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے نشانہ بازی سیکھیں، گھوڑ سواری سیکھیں، ورزشیں کریں اور اپنے کو طاقتور اور توانا بنائیں ، اسی کے ساتھ ساتھ اللہ کی بندگی کا نقش اپنے دل پر گہرا کریں، نمازوں کی پابندی کریں، تلاوت کا اہتمام کریں، اللہ کے ذکر سے دل کو معمور رکھیں، آپس کا اتحاد ہر صورت میں قائم رکھیں اور مسلمانوں کے تمام مسائل پر نگاہ رکھتے ہوئے جہاں پر جیسی مدد کی ضرورت ہو اس کے لئے آگے بڑھیں، اپنے حوصلے بلند رکھیں۔ پست ہمتی کو پاس نہ آنے دیں عزائم وحوصلے بلند رکھیں۔ جو قوم پست ہمت ہوتی ہے وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں ہم ان کو اپنا آئیڈیل اور نمونہ بنائیں کہ کس طرح انہوں نے قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود قلیل مدت میں دنیا کی بڑی بڑی سپر پاور کہی جانے والی حکومتوں کے پرخچے اڑا دیئے اور چند ہی دنوں میں عدل وانصاف کا بول بالا کر دیا اور ایسی حکمرانی کی کہ دنیا کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے آخر وہ بھی تو انسان تھے اور اسی حضور اکرم ﷺ کے پیروکار تھے جس حضور اکرم ﷺ کے پیروکار ہم ہیں ہم کو بھی وہ ترقیاں مل سکتی ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہم احکام اسلام پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں اور فسق وفجور اور گناہوں سے خود بھی دور رہیں اور اپنے معاشرے وخاندان کو بھی اس سے پاک وصاف رکھیں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

فیصلہ کن جنگ

آج ہندوستان میں دلت جو ہزاروں سال کے مظلوم تھے، مذہبی بنیاد پر جن کے ساتھ ظلم ہو رہا تھا وہ بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں، یو پی میں ایک دلت عورت نے اپنی حکومت قائم کر کے دکھادی کہ ہم برہمنوں کی ہزاروں سالہ سازش کے پھندے سے نکل سکتے ہیں اور ان کے سینہ پر مونگ دل سکتے ہیں تو مسلمان جنہوں نے تقریباً ہزار سال حکومت کی ان کو کس مرض نے کھالیا؟ ہم قانون کی خلاف ورزی نہیں چاہتے، ہم ہنگامہ آرائی نہیں چاہتے، ہم جمہوری اور سیکولر دستور اور قانون اور اس کی دفعات کی خلاف ورزی بھی نہیں چاہتے ،لیکن ہمیں چاہیئے کہ ہم اس قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے تمام حقوق حاصل کریں، اپنے تشخص کی حفاظت کریں، اپنی ملت کو محفوظ رکھیں، اپنے نوجوانوں کو تیار کریں، اور ان سے کام لیں، ان کا کام چھوٹے چھوٹے علاقوں میں محدود نہ ہو، وہ ضلعوں میں جائیں، صوبوں میں جائیں، ملکوں میں جائیں، نوجوانوں کو اکھٹا کریں، ان کو ملی مسائل سمجھائیں، آج کے دور کی مشکلات بتائیں، حل سمجھائیں، ان کے ایمان کو طاقتور بنائیں، ان کے سامنے آیات قرآنی کے ترجمے پیش کریں، حدیث نبوی کی ہدایات بتائیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کے واقعات سنائیں، ملت کے جن فرزندوں نے ملک کو آزاد کرانے کا کام کیا ان کے کارناموں سے واقف کرائیں تا کہ نوجوان ایک متحدہ طاقت بن جائیں اور وہ باطل سے وہ مورچہ لے سکیں اور وہ آخری جنگ لڑسکیں جو جنگ ناگزیر ہے۔

اتحاد بہت بڑی طاقت ہے آج قوم مسلم میں اتحاد ہی کا فقدان ہے اسی لئے وہ ماری ماری پھر رہی ہے اور دوسری قومیں جنہیں بہت دبایا گیا بہت کچلا گیا انہوں نے اپنی قوم کو اکٹھا کر کے اپنی طاقت ثابت کردی اور لوگوں کو ان کی طاقت تسلیم کرنی پڑی

مسلمان اگر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں تو ان کی طاقت کو کوئی روک سکتا ہے؟ ہندوستان میں مسلمانوں کی آج کوئی حیثیت نہیں۔ دلتوں سے بھی بہت پیچھے چلا گیا۔ کچھ تو حکومت کے تعصب پر مبنی کچھ اپنوں کی کوتاہی اور عاقبت ناشناسی اور مسلم لیڈران کی قوم مسلم کے مسائل پر عدم توجہی پارلیمنٹ میں جو مسلم لیڈران ہیں ان کو چاہیئے کہ مسلمانوں کے مسائل پر آواز اٹھائیں اور ایک ساتھ مل کر اس سلسلہ میں آواز بلند کریں اس ملک میں ہم برابر کے حصہ دار ہیں اسی ملک میں پیدا ہوئے اور اسی ملک میں ہم کو دفن ہونا ہے۔ ہم بھیک مانگنے کے لئے تیار نہیں ہمارے آبا واجداد نے اس ملک کو سینچا اور پروان چڑھایا ہے۔ اور اس ملک کا چپہ چپہ ہمارے اکابر واسلاف کی قربانیوں کی شہادت دے رہا ہے حب الوطنی وفا شعاری مسلمانوں کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اب مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوں اور اپنی طاقت کا لوہا منوائیں۔ اور ہندوستان کو امن وشانتی کا گہوارہ بنائیں، رشوت خوری، کرپشن اور بے ایمانی کو جڑ سے مٹا کر ایمان داری، دیانتداری کا بول بالا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اما بعد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور بہنو! جو اللہ تعالیٰ کا جتنا مقرب بندہ ہوتا ہے اللہ کی طرف سے اتنی ہی سخت آزمائش اس کی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں ان کے بعد جتنے بھی انبیاء ورسل دنیا میں مبعوث ہوئے ان میں سے بیشتر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل علیہما السلام یہ دو بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے کتابوں میں اور بھی بیٹوں کے نام ملتے ہیں

مگر یہی دو بیٹے مشہور ومعروف ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام سے بنی اسرائیل کے تمام انبیاء ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سلسلہ سے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہوئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے مولانا بلال عبدالحئ حسنی ندوی لکھتے ہیں کہ:

یہ اس زمانے کی بات ہے جب نہ ہوائی جہاز تھے نہ ریلیں تھیں، نہ موٹریں تھیں، نہ سائکلیں تھیں، زندگی اپنی طبعی رفتار سے چل رہی تھی کہ ایک بت فروش کے گھر ایک بت شکن پیدا ہوا، آزر بت تراشی کا کام کرتے تھے، اس کام میں ان کو مہارت حاصل تھی، عراق بت پرستی کا مرکز بنا ہوا تھا، آزر کے گھر جب بیٹا پیدا ہوا اس نے ابراہیم نام رکھا اور سوچا کہ وہ بھی اس کام میں اس کا مددگار ہوگا۔

خالق ارض وسماہی میرا رب ہے

ابراہیم علیہ السلام بت پرستی کے ماحول میں پلے بڑھے لیکن اللہ کو ان سے اور کام لینا تھا، وہ سوچا کرتے تھے کہ یہ پتھر کے بت کیا نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ ان کے دل میں بار بار یہ خیال آتا کہ ضرور کوئی اس دنیا کا پیدا کرنے والا ہے، یہ پتھر کے بت تو وہ ہیں کہ اگر ان پر کوئی مکھی بیٹھ جائے تو اس کو بھی نہیں اڑا سکتے، وہ رات کی تنہائیوں میں سوچتے، دن کے اجالے میں غور کرتے، ایک دن رات کی تنہائی میں وہ ستاروں کو دیکھ رہے تھے، دل میں خیال آیا کہ شاید یہی ستارے کچھ اختیار رکھتے ہوں، جب وہ چھپ گئے اور نظروں سے اوجھل ہوگئے تو ان کے دل نے گواہی دی کہ جو خود اپنی حفاظت نہ کرسکے وہ دوسروں کی حفاظت کیا کرے گا؟ اسی طرح ایک رات چاند کے بارے میں ان کے دل میں خیال آیا لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو انہوں نے اس سے بھی اپنی براءت ظاہر کی۔ پھر جب سورج اپنی رونقوں کے ساتھ نکلا تو ان کے دل نے کہا کہ یہ سب سے بڑا ہے، یہی معبود ہوگا، لیکن جب وہ بھی غروب ہوگیا تو انہوں

نے اس سے بھی اپنی براءت ظاہر کی۔ اور خدائے حقیقی سے ہدایت کی دعا کرنے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اپنی معرفت کی کرن ٹپکا دی اور انہوں نے اعلان کردیا کہ میں اس ذات کی طرف رجوع کرتا ہوں جس نے آسمان وزمین پیدا کیئے، وہی تمہارا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے اس معرفت کے بعد ان کو نبوت بھی عطا فرمائی۔ جب انہوں نے قوم کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی تو پوری قوم دشمن ہوگئی، طرح طرح سے انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا، اپنے باپ کو دعوت دی، لیکن کسی نے مان کر نہ دیا۔

بڑے بت سے پوچھلو

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ لوگ کسی میلے میں جانے کے لئے نکلے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی جانے کے لئے کہا، وہ اس جیسی چیزوں سے پہلے سے بیزار تھے، انہوں نے معذرت کرلی، جب سب بستی والے چلے گئے تو وہ ان کے عبادت خانے میں گئے، ایک کلہاڑی لی اور سب بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا اور جو سب سے بڑا تھا اس کے گلے میں کلہاڑی لٹکا دی، جب لوگ واپس پلٹے تو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے اور کہنے لگے ہو نہ ہو یہ ابراہیم علیہ السلام کا کام ہے، اس کو سب کے سامنے بلا کر پوچھو۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا جا کر دیکھو بڑا بت موجود ہے، اسی سے پوچھلو، ہوسکتا ہے یہ کام اسی نے کیا ہو، لوگوں کو جواب دیتے نہ بنی، ان کے منہ لٹک گئے اور وہ کہنے لگے کہ تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ بول نہیں سکتے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر بڑی موثر گفتگو فرمائی کہ جو بول نہیں سکتا، نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا تم لوگ ایک اللہ کو چھوڑ کر اس کو پوجتے ہو؟ لوگ چپکے سنتے رہے لیکن ہدایت ان کے مقدر میں نہ تھی، بولے اس کو چھوڑ دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام دعوت کا کام کرتے رہے، آہستہ آہستہ لوگوں کی دشمنی بڑھتی گئی بالآخر بادشاہ وقت نے ان کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کرلیا، لکڑیوں کا ایک انبار جمع کیا گیا، اوراس میں چاروں طرف سے آگ بھڑکا دی گئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سخت امتحان کا موقع تھا، ان کو لایا گیا اور کہا گیا کہ دعوت توحید چھوڑ دو ورنہ اس دہکتی آگ میں تمہیں پھینک دیا جائے گا، بغیر توقف کے انہوں نے کہا کہ میں ایک لمحہ کے لئے اس سے رک نہیں سکتا، یہی میری زندگی کا مشن ہے۔ بس لوگوں نے ان کو آگ کے بیچوں بیچ اچھال دیا اور مطمئن ہوگئے، ادھر آگ کو اللہ کا حکم ہوا کہ وہ گل گلزار بن جائے، وہ ان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکی۔ لوگوں کو حیرت تھی کہ آگ کے ڈھیر میں وہ کھڑے مسکرا رہے ہیں، مگر ہدایت ان کے مقدر میں نہ تھی۔

سخت امتحان

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھر آزمایا، حکم ہوا کہ بیوی ہاجرہ اور شیر خوار بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حجاز کی سرزمین پر لے جاکر چھوڑ آئیں۔ جان کی قربانی کے بعد یہ بیوی اور بچہ کی قربانی معمولی نہ تھی مگر وہ اللہ کا وفادار بندہ اللہ کے حکم کے مطابق حجاز پہنچ گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ہمیں کس کے بھروسے پر چھوڑ کر جاتے ہیں، فرمایا: اللہ پر۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تب وہی ہماری حفاظت کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے بنجر علاقہ میں اپنی بیوی بچہ کو چھوڑ کر چلے آئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس لگی، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے بہت تلاش کیا کہیں پانی نہ ملا۔ وہ شدت پیاس سے تڑپنے لگے۔ قریب ہی دو پہاڑیاں تھیں وہ ان پر چڑھ گئیں، ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی

کا چکر لگاتیں، نگاہ دوڑاتیں کہ کہیں پانی مل جائے، اسی پریشانی میں انہوں نے سات چکر لگائے، پھر دیکھا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کے پاس ہی پانی نظر آیا، واپس پلٹیں تو دیکھا کہ وہاں پانی کا چشمہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ ان دو پہاڑیوں، صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں کو قیامت تک کے لئے حج کا جزء بنادیا اور جو پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے سے جاری ہوا تھا اس کو زمزم کے نام سے مقدس اور مفید تر قرار دیا۔

لختِ جگر کی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تیسری قربانی بڑی سخت لی گئی، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کررہے ہیں۔ نبیوں کے خواب حکم کا درجہ رکھتے ہیں، صبح اپنے بیٹے سے مشورہ کیا، بیٹا باشعور ہو چلا تھا، اس کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی تھیں۔ بیٹے نے کہا ابا جانِ آپ کو جو حکم ہے کر گزریئے آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو لے کر اس جگہ گئے جس کو آج منیٰ کہا جاتا ہے، آنکھ پر پٹی باندھی، چھری ہاتھ میں لی اور لٹا دیا اور اللہ کے حکم کو پورا کردکھایا۔

اللہ کو بیٹے کی قربانی مقصود نہ تھی، امتحان مقصود تھا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کھرے اترے، اس کے انعام میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہٹا کر ایک مینڈھا اس جگہ لٹا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنے کے بعد آنکھ کھولی تو مینڈھا ذبح ہو چکا تھا، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پاس کھڑے مسکرا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم قربانی کو قیامت تک کیلئے ایک یادگار بنادیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے جو وفاداری نبھائی اس نے ان کو وہ مقام بخشا جو کہ

حضور ﷺ کے بعد کسی کو نہ مل سکا، انبیاء انہی کی اولاد میں ہوئے، اور سب سے بڑھ کر حضور خاتم النبیین ﷺ بھی ان ہی کی اولاد میں ہوئے، ان کی گواہی اللہ نے دی: اِبْرَاهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى. اور وہ ابراہیم انہوں نے نباہ کر رکھ دیا۔

ان کی ان ہی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے ان کو اپنا خلیل بنایا، اور خود رسول اکرم ﷺ کو حکم ہوا (فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً) کہ ہر طرف سے یکسو ہو کر ابراہیم کی ملت پر چلتے رہیے۔

اللہ اپنے محبوب بندوں کو زیادہ آزماتا ہے

شاعر کہتا ہے۔ ؎

مورخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں ہمارے لئے بڑی نصیحت کا سامان موجود ہے کہ کیسے کیسے امتحان انہوں نے پاس کئے، مصائب وآلام اور انکے پائے استقامت میں جنبش پیدا نہ کر سکے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور حکم الٰہی کو مقدم رکھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ حالات چاہے کتنے ہی ناگفتہ بہ کیوں نہ ہوں آدمی اگر جواں مردی سے کام لے تو ضرور اللہ اس کی مدد کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس ماحول میں آنکھیں کھولی تھیں وہ سو فیصد ان کا مخالف تھا کوئی ان کا ساتھ دینے والا نہ تھا اور آج کا ماحول الحمدللہ کہیں بھی ایسا نہیں کہ سو فیصد ہمارا مخالف ہو اگر ہم دین کی خدمت کریں تو یقیناً ہم کو کامیابی ملے گی لوگ اسلام کی طرف مائل ہوں گے، ہمارے اکابر واسلاف نے اسلام کی خاطر بڑی قربانیاں پیش کی ہیں اور پیغمبر اسلام علیہ السلام نے تو سب سے زیادہ قربانی پیش کی۔ فرماتے ہیں جتنا مجھے اللہ کی

راہ میں ستایا گیا اتنا کسی کو نہیں ستایا گیا۔ آج تو ہم اپنوں کو بھی نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہتے جب کہ اس میں کوئی مشکل اور برائی نہیں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم غیر نسلوں کو بھی اسلام کی دعوت دیتے ان کے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کرتے تاکہ لوگ اسلام سے مانوس ہوں اور اسلام قبول کریں اور اس سلسلہ میں جو پریشانیاں پیش آئیں ان کے لئے ہم ابوالانبیاء اور امام الانبیاء علیہ السلام کی قربانیوں کو یاد کریں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو زندہ وتابندہ فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

صلہ رحمی کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. عَنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنَا اللّٰہُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَھَا مِنْ اِسْمِیْ فَمَنْ وَصَلَھَا وَصَلْتُہٗ وَمَنْ قَطَعَھَا بَتَّتُّہٗ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ..

مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، آج میری تقریر کا موضوع ہے صلہ رحمی کی فضیلت اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں گوش گذار کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ تمام کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جو حدیث آپ

کے سامنے پڑھی ہے اس کے راوی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں نے رشتۂ قرابت کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام رحمٰن کے مادے سے نکال کر اس کو رحم کا نام دیا ہے۔ پس جو اس کو جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اس کو توڑے گا میں اس کو توڑوں گا۔ قرآن وحدیث میں صلہ رحمی کی بڑی تاکید آئی ہے جہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا وہیں دیگر اہل قرابت کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری جتنی سہیلیاں خواتین ہیں سب کی کنیتیں ہیں اور وہ اپنے اپنے کسی بچے کے نام سے اس کی ماں کہہ کر پکاری جاتی ہیں مگر میری کوئی کنیت نہیں اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو بھی اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ کنیت رکھ لے۔ اور ام عبداللہ کہلانا شروع کردے۔ (ابوداؤد) عبداللہ سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ تھے جو حضرت اسماء ؓا کے بیٹے اور حضرت عائشہ ؓا کے بھانجے تھے۔ حضور ﷺ نے اس فرمان سے کہ ''تو بھی اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ کنیت رکھ لے'' یہ پایا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے بھانجے کو بھی بیٹے کی مانند قرار دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! انسانوں میں میرے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ماں'' پھر پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تیری ماں'' تیسری بار پوچھا گیا تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''تیری ماں'' اور پھر جب چوتھی بار پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تیرا باپ'' اور پھر اس کے دوسرے رشتہ دار جو تیرے زیادہ قریب ہیں اور پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہیں۔ (صحیح مسلم)

رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کی جوتا کید قرآن وحدیث سے ثابت ہے وہ معاشرہ کی یکجہتی اوراتحاد کے لئے انتہائی ناگزیر ہے۔ جو رشتہ جتنا زیادہ قریب ہے اس کیساتھ اتنا ہی زیادہ قریب ہونے کا حکم ہے اور جوان رشتوں کی قربت کو نظر انداز کرے وہ اتنا ہی معاشرتی اقدار کا قاطع سمجھا جائے گا اور اس کیلئے قرآن وحدیث میں اتنی ہی زیادہ وعید دی گئی ہے۔ اس کیلئے جنت حرام قرار دی گئی ہے۔ احادیث نبوی ﷺ اور آثار علماء کرام اس کی شہادت کیلئے عرض کرتا ہوں۔

حضرت جبیر بن مطعم ؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رشتے داروں سے تعلق توڑنے والے اوران سے بدسلوکی کرنے والے کو جنت کے اندر داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔

امام زین العابدین علی ؓ کے بیٹے محمد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی تھی کہ پانچ آدمیوں کے ساتھ کبھی نہ رہنا۔ میں نے عرض کیا۔ کون؟ آپ نے فرمایا کہ فاسق کے ساتھ کہ وہ تمہیں ایک لقمے بلکہ اس سے بھی کم میں بیچ دے گا۔ میں نے پوچھا کہ اس سے کم کیا شے ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک لقمے کی طمع کی جائے اور وہ بھی نہ ملے۔ میں نے پوچھا دوسرا کون ہے؟ آپ نے فرمایا بخیل وہ اس چیز کو جس کی تمہیں سب سے زیادہ ضرورت ہوگی تم سے علیحدہ کردے گا۔ میں نے پوچھا۔ تیسرا کون؟ فرمایا کذاب وہ سراب کی طرح ہے یعنی قریب کو تم سے دور کردے گا اور دور کو قریب۔ میں نے عرض کیا چوتھا کون؟ آپ نے فرمایا: احمق کہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر الٹا نقصان پہنچادے گا۔ میں نے کہا۔ پانچواں کون؟ فرمایا رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا اور ان سے بدسلوکی کرنے والا۔ میں نے اسے خدا کی کتاب میں تین مقامات پر معلون پایا ہے۔ صلہ رحمی جس طرح ثواب کی موجب ہوتی ہے بالکل قاطع رحم کو خدا کے عذاب شدید کی وعید سنائی گئی ہے۔

حضرت ابوبکر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سرکشی اور قطع رحمی سب گناہوں سے زیادہ اس بات کی مستحق ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والے کو خدا تعالیٰ دنیا میں سزا دے علاوہ اس سزا کے جو اس نے اس کے لئے آخرت میں رکھی ہے۔ (ابوداؤد)

صلہ رحمی کی اتنی بڑی فضیلت صرف اس لئے ہے کہ انسانیت کی شان رشتہ جوڑنے میں اور انسانیت کا وجود تبھی مسلم مانا جاسکتا ہے جب کہ ایک انسان دوسرے انسان کا بھائی بھائی بن کر رہے۔ ذرا سی بات پر فتنہ وفساد برپا کرنا اور آپس میں تعلق توڑ لینا توہین انسانیت ہے۔ رشتہ داروں کو آپس میں بڑی توقعات ہوتی ہیں اس لئے ان کے اندر شکر رنجیاں زیادہ جنم لیتی ہیں۔ غیروں سے اتنی امید نہیں ہوتی اس لئے رشتہ داروں کی نسبت ان سے قطع تعلق کی اس قدر نوبت نہیں آتی۔ رشتہ داروں کے معاملہ میں زیادہ اعلیٰ حوصلگی، صبر وتحمل اور عفو اور درگزر کی روش اگر اختیار نہ کی جائے تو رشتے برقرار نہیں رکھے جاسکتے۔

رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کے ساتھ اس خطرہ سے متنبہ کیا ہے کہ صحیح صلہ رحمی کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ ان رشتہ داروں سے بھی صلہ رحمی کا سلسلہ بحال رکھا جائے جو قطع رحم پر آمادہ نظر آتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو اپنے رشتہ داروں کی طرف سے کی گئی صلہ رحمی کے جواب میں صلہ رحمی کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ (اس کے جواب میں بھی) صلہ رحمی کرے۔ (ترمذ) ترمذی میں حضور ﷺ کا ایک فرمان اور بھی نقل ہوا ہے کہ جو مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ کہیں بہتر ہے اس شخص سے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر دل برداشتہ ہوتا ہے۔

اہل قرابت کے حقوق کو ہم ذیل میں اجمالی طور پر بیان کرتے ہیں جو مذکورہ قرآن وحدیث کے حوالوں سے مستنبط کیے گئے ہیں۔

(۱) اہل قرابت سے حد درجہ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے۔ان کی طرف سے اگر مخاصمت یا عدم رواداری کا بھی سامنا ہو تو صلہ رحمی کے طور پر برداشت کیا جائے۔

(۲) معاشی بدحالی وتنگدستی میں ان کی مالی معاونت کی جائے۔

(۳) خوشحال اہل قرابت کے ساتھ بھی تحفہ تحائف کا سلسلہ کیا جائے تاکہ الفت ومودت بڑھے۔

(۴) اہل قرابت سے حتی المقدور تعارف رکھا جائے۔(۵) اہل قرابت سے جب بھی سامنا ہو یا انہیں بلایا جائے ان کی زیادہ سے زیادہ عزت اور تعظیم کی جائے۔

(۶) اہل قرابت کے بچوں پر زیادہ شفقت، جوانوں کے ساتھ محبت اور بوڑوں کے ساتھ زیادہ قدر افزائی کا معاملہ کیا جائے۔

(۷) اہل قرابت کی تعلیم وتربیت، سماجی ترقی اور معاشی خوشحالی کے پروگراموں میں بھرپور حصہ لیا جائے اور حتی المقدور اپنا مالی وبدنی حصہ ڈالا جائے۔

(۸) اہل قرابت کو درجہ بدرجہ میراث میں حصہ لینے کا حسب شرع حق حاصل ہے۔

(۹) ترتیب استحقاق میں اولاد، والدین، زوجین، بھائی، بہنیں سگی، سوتیلی، پوتی، پوتیاں اور دیگر عصبیات اور ذوی الارحام آتے ہیں۔

(۱۰) اہل قرابت میں بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کرنا فرض ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی کی برائی پر اسے منع کرنا اور اسے اچھائی کا حکم دینا بھی اہل قرابت کا فرض اور استحقاق ہے۔

(۱۱) اہل قرابت عام لوگوں کی نسبت زیادہ احسان، عفو ودرگزر اور مہربانی وکرم کے مستحق ہیں۔

(۱۲) اہل قرابت کے روزگار میں ان کی مدد کرنا فرض ہے۔اہل قرابت سے مدد چاہنا استحقاق ہے۔

(۱۳) اہل قرابت سے نسبی رشتوں کو بڑھانا اور باہمی شادی بیاہ کرنا فرض ہے۔

(۱۴) اہل قرابت کو تحفظ مہیا کرنا اور دشمن کے خلاف مشترکہ دفاعی حصار قائم کرنا فرض اور استحقاق کے زمرے میں آتا ہے۔

کتنا عمدہ اصول ہے اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے اور قرابت داروں کا خیال کیا جائے ان کے حقوق کا لحاظ کیا جائے تو آئے دن خاندان ومعاشرے میں ہونے والے جھگڑے سے نجات حاصل ہو سکے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسیوں کے بارے میں صلہ رحمی کی برابر تاکید فرماتے رہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ پڑوسیوں کو وارث بنا دیں گے۔ شریعت نے جتنی کثرت سے اہل قرابت اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے ہم اتنی غفلت وکوتاہی برت رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور صلہ رحمی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اکیسویں صدی میں عورتوں کی حالت زار

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اما بعدفَاعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَھُوَ کَظِیْمٌ. یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِہٖ اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُوْنٍ اَمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! زمانہ جاہلیت یعنی پیغمبر اسلام ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کا زمانہ اور اب کا زمانہ جسے ترقی کا دور کہا جاتا ہے ان دونوں زمانوں میں کافی فاصلہ اور بعد ہو چکا ہے مگر قبل اسلام عموماً پوری دنیا کے اندر لڑکیوں پر جس طرح ظلم وستم روا رکھا جاتا ہے آج بھی کچھ کم نہیں صرف شکلیں بدل گئی ہیں ظلم اسی طرح بارش سے کہیں زیادہ ہے۔

بے شک ہمارا ملک مختلف شعبوں میں تیز رفتار ترقی کر رہا ہے اور معاشی واقتصادی، تعلیمی وسائنسی اور دفاعی میدانوں میں خود کفیل اور ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں اپنا مقام بنا رہا ہے لیکن اسی تیز رفتاری سے اخلاقی وروحانی تنزلی کا بھی شکار ہوتا جا رہا ہے اور اس سے بھی زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ باشندگان ملک کا جس میں خواص اور عوام سب شامل ہیں احساس زیاں بھی تقریباً مٹ چکا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اس وقت پورے ملک میں بدعنوانی رشوت ستانی اور کالے دھن کا شور ہے بڑے بڑے چغادری اور چھپے رستم جو پس پردہ چلے گئے تھے میدان جنگ میں کود پڑے ہیں اور اس شدت سے ڈنڈ بیٹھک کر رہے ہیں کہ جیسے ان بدعنوانیوں اور بے ایمانیوں کے خاتمہ کے بغیر وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اس ملک میں ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، کالا بازاری، سٹہ بازاری کا بازار گرم ہے شراب، جوا، زنا کاری جیسی سماجی بیماریاں پورے معاشرہ میں پیوست ہوتی جا رہی ہیں اسی طرح سماج میں عریانی، فحاشی، بے حیائی اور اباحیت کی وبا چھائی جا رہی ہے، نئی نسل برباد ہوتی جا رہی اس کے تعلق سے کوئی تشویش کوئی تحریک نہیں۔ آئے دن نت نئی تباہ کن برائیاں بے روک ٹوک فروغ پا رہی ہیں لیکن کسی کی جبیں پر شکن نظر نہیں آتی۔ حکومت، سیاست داں اور مصلحین سب خاموشی سے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ شاید اسے بھی ترقی کے زمرے میں شمار کیا جا رہا ہے۔ چند دنوں پہلے ایک رونگٹے کھڑی کرنے والی سنسنی خیز خبر مدھیہ پردیش سے آئی ہے خبر ہے کہ مدھیہ پردیش کے شہر اندور میں جو بھگوا دہشت گردی کی جنم بھومی بھی ہے اور پناہ گاہ بھی اور جہاں ہندو راشٹر وادیوں کی حکومت بھی ہے وہاں کے دولت کے حریص اور سنگ دل ڈاکٹروں نے جنیٹیو پلاسٹی کے ذریعہ لڑکی کو لڑکا

بنانے کا دھندہ شروع کر دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک سال سے پانچ سال کی بیسیوں معصوم بچیوں کو آپریشن کے ذریعہ لڑکا بنا دیا گیا ہے۔ یہ آپریشن ان بچیوں کے والدین کی رضامندی سے کئے جارہے ہیں جو لڑکیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ آپریشن سے پہلے سرجن والدین کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیتے ہیں کہ مونث سے مذکر بننے والا افزائشِ نسل کے قابل نہیں ہوگا دوسرے لفظوں میں وہ مختلف (ہجڑہ) ہوگا اور فطری شادی بیاہ کے لائق نہیں ہوگا۔ اخلاقی، قانونی اور سماجی اعتبار سے یہ جتنا سنگین جرم ہی کیوں نہ ہو لیکن اس مفید المثال سنگ دلانہ تخلیق کاری پر وہ سرجن تو بہرحال مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس جدید سرجری کے ذریعہ ہندوستان کا سر فخر سے اونچا کیا اور دنیا کے لئے ایک مثالی راہ دکھائی۔ کیا یہ شیطانی عمل اخلاق اور قانون کی کھلی خلاف ورزی نہیں ہے؟ یہ میڈیکل ضابطہ کے خلاف اور فطرت کے خلاف بغاوت نہیں ہے؟ یہ عجیب اخلاق دشمن ملک ہوتا جارہا ہے۔ اب لڑکیوں کا وجود اتنا ناقابل برداشت ہو گیا کہ اس کی فطری اور رجیلی ساخت کو بدل کر قدرت سے انتقام لیا جارہا ہے۔ ہندوستان ہی وہ ملک ہے جہاں ڈھکے چھپے لڑکا کو لڑکی یعنی ہجڑہ بنایا جاتا رہا ہے اب الٹی گنگا بہائی جارہی ہے اور لڑکیوں کو لڑکا بنایا جارہا ہے اور اس کا آغاز اس ریاست سے ہو رہا ہے جو پراچین سنسکرتی کا علمبردار ہے۔

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

آج بھی اس مہذب سول سوسائٹی میں لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیوں کی پیدائش کو ہندو سماج میں نحوست سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان کے بعض علاقوں میں تو اسے پیدا ہوتے ہی نہایت سنگ دلانہ طریقے سے مار ڈالا جاتا ہے کبھی اس کا گلا گھونٹ کر اور کبھی زہر چٹا کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ لڑکیوں کو ہلاک کرنے کا اب سائنسی طریقہ

اختیار کیا جاتا ہے۔ الٹرا ساؤنڈ کی مدد سے جنین کی شناخت کر کے بچی کو ماں کے پیٹ ہی میں قتل کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ قانوناً ممنوع ہے لیکن اس پر آج بھی عمل ہو رہا ہے۔ آج ہندو خاندان میں کسی عورت کو دو یا اس سے زیادہ لڑکیاں پیدا ہو گئیں تو اس کے سبب شوہر بیوی میں کبھی کبھی تلخی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ طلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ ایک ایسی خبر بھی نظر سے گزری کہ ایک عورت نے اپنے حمل کو اس لئے بیچ دیا کہ اس کے پیٹ میں پلنے والی جنس لڑکی ہے اگرچہ اس کی ایک وجہ غربت بھی تھی۔

لڑکیوں کے تعلق سے ہندو سماج میں آخر کیا وجہ ہے کہ اس کے وجود اور اس کی شخصیت سے اتنی نفرت اور حقارت کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور ایسے ناقابل برداشت بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ شاید اس کے پیچھے کچھ جاہلی روایات ہیں اور کچھ سماجی تقاضے بھی کارفرماں ہیں!

انسانیت کی ضرورت ہے

شادی بیاہ میں بھی بہت سی جاہل رسوم کی بنیاد پر مشکلات کھڑی ہو جاتی ہیں اور آدمی ان غلط رسوم ورواج کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: دِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ. موضوع جاہلیت کے سارے خون میرے پاؤں تلے روند ڈالے گئے جب زمانہ جاہلیت کے قاتل کو معاف کر دیا نبی کریم ﷺ نے تو کہاں کوئی ایسی رسم باقی رہ جاتی ہے جس کو ختم نہ کیا جا سکتا ہو یا اس کو توڑا نہ جا سکتا ہو آج لڑکیوں کی پیدائش کو جس قدر منحوس سمجھا جاتا ہے تاریخ کے کسی اور دور میں اتنا منحوس نہیں سمجھا گیا ہوگا جب کہ آج کا دور ترقی وارتقا کا دور کہا جاتا ہے مگر یہ کیسی ترقی ہے کہ انسان نے ہواؤں میں اڑنا سیکھ لیا اپنی ذہانت وفطانت کے ذریعہ سینکڑوں قسم کی مشینیں ایجاد کر دیں جس کی وجہ سے سہولیات کافی ہو گئیں اور جو

کام سالوں اور مہینوں میں طے پاتا تھا وہ ہفتوں اور گھنٹوں میں باآسانی ہوجاتا ہے مگر دل کی گہرائی سے ذرا سوچیں کہ ایسی ترقی سے کیا حاصل کہ انسان نے انسان کو پہچانا نہیں حیوانیت ودرندگی کا یہ عالم ہے کہ انسان انسان کا قاتل بلکہ اپنی اولاد کا ہی قاتل ہے جانور بھی اپنے بچوں پر اتنا بے رحم نہیں ہوتا! کیا اس بنیاد پر آدمی اپنی بچی کو قتل کرتا ہے یا منحوس سمجھتا ہے کہ اس کے لئے ذلت ورسوائی کا باعث ہے تو کیا وہ کسی پہاڑ یا جانور کے پیٹ سے پیدا ہوا یا اس کو رزق کی تنگی کی وجہ سے قتل کرتا ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے صاف اعلان فرمادیا ہے: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ. اور اپنی اولاد کو تنگدستی کی وجہ سے قتل نہ کرو۔ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی رزق دیتے ہیں جب انسان کی غیرت مردہ ہوجاتی ہے رحم لی کی جگہ شقاوت قلبی لے لیتی ہے انسانیت حیوانیت سے مبدل ہوجاتی ہے تو یہی سب کچھ کرتا ہے جس سے انسانیت شرمسار ہوجائے۔ ابلیس وشیاطین کو جشن منانے کا موقع ملے۔ انسان کو ہمیشہ غور وفکر کرکے اور سوچ سمجھ کر بخوبی قدم اٹھانا چاہئے جب آسمان وزمین کے خالق نے مرد وزن کے ذریعہ کائنات کو حسن عطا کیا ہے عورت کے بغیر مرد کی زندگی اجیرن ہے جس گھر میں عورت نہیں وہ گھر ہی ویران ہے مگر کیا کیجئے اس ستم ظریفی کا کہ بیچاری عورت ہر دور میں مظلوم وبے کس ہوکر زندگی بسر کرتی ہے ہاں بعض مقامات پر عورتوں کی بڑی عزت ہوتی ہے اور ان کو بھی وہی مقام دیا جاتا ہے جو کہ لڑکوں کو دیا جاتا ہے۔

ہندوازم میں عورت کی حیثیت

البتہ ہندوں کے یہاں اور کچھ جاہل مسلمانوں میں بھی یہی سوچ ہے۔ وہ لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھتے ہیں اور یہ تصور رکھتے ہیں کہ ان کی پرورش وپرداخت

اور تعلیم وتربیت سے کیا حاصل؟ یہ تو پرائے گھر چلی جائے گی۔ وہ عورت کو مادی نظر سے اور فائدہ اور نقصان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ اتنا بھی نہیں سمجھ پاتے کہ یہ وہی عورت تو ہے جو ماں کی حیثیت سے آدمی کو جنم دیتی ہے اور بیوی کی حیثیت سے زندگی کے ہر نشیب وفراز میں مرد کی رفیق رہتی ہے۔ اس کو انسان نہیں سمجھا جاتا اس کا کنیا دان کیا جاتا ہے، اس کو بیچا اور خریدا جاتا ہے اس کو ملکیت اور وراثت میں حقدار نہیں سمجھا جاتا اسے جوئے میں ہارا جاتا ہے۔ بیوی ہونے پر سماج میں اس کی حیثیت اچھوت سے بدتر سمجھی جاتی ہے اور اس کے سائے سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اسے ستی ہونے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اسے دوسری شادی کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اگرچہ اب ان روایتی رسم وقانون میں ایک حد تک تبدیلی آئی ہے لیکن ابھی بھی اس کو مردانہ سماج میں برابری کا رتبہ نہیں دیا جاتا۔ اب لڑکیوں سے نفرت اور حقارت اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ لڑکی کو لڑکا بنا کر ایک طرف لڑکیوں کی شخصیت سے بدترین امتیاز کا سلوک کیا جارہا ہے اور دوسری طرف لڑکا بنا کر افزائش نسل سے محروم اور اباحیت کا دروازہ کھولا جارہا ہے۔ یہاں حکومت سے لے کر عدالت تک ہم جنسی کی حمایت کررہی ہیں اس کو مزید تقویت پہنچائی جارہی ہے۔ یہ طریقہ کتنا مہلک ثابت ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اخلاقی اور سماجی اعتبار سے یہ رسوا کن تو ہے ہی اس وقت جب کہ ملک میں لڑکیوں کی تعداد لڑکوں کے مقابلہ میں گھٹتی جارہی ہے۔ مردم شماری رپورٹ ۲۰۱۱ کے مطابق پورے ملک میں پیدائش سے ٦ سال عمر کے ۱۰۰۰ لرکوں پر ۹۱۴ بچیوں کی شرح درج کی گئی ہے جب کہ گزشتہ مردم شماری ۲۰۰۱ میں یہ تعداد ۱۰۰۰ میں ۹۲۷ درج کی گئی تھی۔ ملک کی تاریخ میں بچوں اور بچیوں کے تناسب کو بدترین عدم توازن قرار دیا جارہا ہے۔ آج وہ جاہلی دور ہندوستان میں لوٹ رہا ہے جو اسلام سے قبل جاہلی عرب کا تھا جب بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر ان کے والدین کے چہرے

سیاہ ہو جاتے تھے اور وہ اپنی بیٹی کو زمین کھود کر زندہ گاڑ دیتے تھے۔ اگر اس بدنصیب دور سے بچنا ہے تو لڑکیوں کو زندہ رہنے دینا ہوگا اور اس کی عزت و تکریم کرنی ہوگی اس کے لئے اسلام کا طریقہ اختیار کرنا ہوگا اور عورتوں کو اسلام نے جو انسانی، مذہبی، اخلاقی، قانونی اور سماجی اعتبار سے مساوات اور عزت و تکریم کا درجہ دیا ہے وہ دینا ہوگا۔ اسی میں ملک و قوم کی فلاح ہے۔

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ حقوق اگر عورتوں کو ملیں تو عورتیں بھی خوشحالی کے ساتھ پرامن اور سکون و اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں گی۔ مذہب اسلام نے عورتوں کے لئے میراث میں حق دیا نسب معاش کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کیا اور عورت کو کسی بھی صورت میں اسلام روزی کمانے کا مکلّف نہیں بناتا شادی نہ ہونے کی صورت میں پوری ذمہ داری باپ پر ڈالی شادی ہونے کے بعد شوہر پر اور بیوہ ہونے کی صورت میں باپ اور بھائی اور بیٹوں پر ڈالدی یہ بہت بڑا اعزاز ہے عورتوں کے لئے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے اور اسی اللہ کے کلمے اور حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا گھر میں آنا اور تمہارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو آکر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں پس اگر وہ ایسی غلطی کریں تو ان کو تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمہ مناسب طریقہ پر ان کے کھانے، کپڑے کا بندوبست کرنا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہوتے وقت عورتوں کے تعلق سے یہ تعلیم فرما رہے ہیں اور ان کے حقوق کا اس قدر خیال کر رہے ہیں اور مختلف موقعوں پر عورتوں کے بہت

سے حقوق کا قرآن و حدیث میں ذکر کیا گیا ہے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ عورتوں کے حقوق کا پاس و لحاظ کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہاں تک فرمایا: لَا یَتْرُکُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ کَرِہَ مِنْھَا خُلُقًا رِضِیَ مِنْھَا اٰخَرُ۔ کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری کوئی عادت پسند ہوگی۔ عورتیں پیدا ہی ہوئی ہیں ٹیڑھی پسلی سے اس لئے کبھی بھی مرد کے مزاج کے خلاف باتیں پیش ہی آئیں گی ویسے بھی مرد و عورت ایک ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں تو کبھی کبھی نا اتفاقی بھی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی وجہ سے دل برداشتہ ہو کر بالکلیہ علیحدہ ہو جائیں بلکہ ایک دوسرے کو صبر و تحمل کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

خطبات حبان برائے دخترانِ اسلام کی جلد نہم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

☆☆☆